TIGHT BINDING BOOK

UNIVERSAL
LIBRARY
OU_222633
UNIVERSAL
LIBRARY

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Osmania University Library

Call No.

Accession No. 14322

Author

Title

This book should be returned on or before the date last marked below.

مثنوی تغلق نامه

RSITY
Y

شائع کرده مجلس مخطوطات فارسیه - حیدر آباد دکن

به حسن اعانت دولت آصفیه دام اقبالها

١٤٣٢٢
14322

سلسلۂ مخطوطات فارسیہ (۱)

مثنوی

تغلق نامہ خسرو دہلوی

تہذیب و تحشیہ

سید ہاشمی فرید آبادی

بہ اہتمام محمد صدیق حسن صاحب، در مطبع اردو، اورنگ آباد، دکن، طبع گردید

۱۳۵۲ھ
۱۹۳۳ء

حیدرآباد بک ڈپو، حیدرآباد دکن

ارکان مجلس مخطوطات فارسی

۱ - نواب سر اکبر حیدر نواز جنگ بہادر (صدر نشین)

ارکان جماعت مطالعہ

۲ - نواب محمد یار جنگ

۳ - مولوی عبدالحق صاحب

۴ - مولوی غلام یزدانی صاحب

۵ - مولوی عبداللہ العمادی صاحب

۶ - سید ہاشمی (معتمد اعزازی)

۷ - سر سید مسعود جنگ

۸ - نواب صدر یار جنگ شروانی

۹ - ڈاکٹر عبدالحق صاحب پروفیسر عربی

۱۰ - ڈاکٹر نظام الدین صاحب پروفیسر فارسی

۱۱ - ڈاکٹر قاری کلیم اللہ صاحب

فہرست اجزائے کتاب

صفحات	اجزاے کتاب	نشان
۱ - ۲۴	دیباچہ (بقلم سید هاشمي)	۱
۲۵- ۷۲	خلاصہ مثنوی (ایضاً)	۲
۷۳ - ۹۳	مقدمۂ نا تمام مولوی رشید احمد	۳
	" کتب خانۂ حبیب گنج کے قلمی نسخہ کا ایک صفحہ " (عکسی)	۴
۱ - ۱۵۱	متن مثنوی تغلق نامہ	۵

دیباچہ

(بقلم سید هاشمی فرید آبادی)

تغلق نامہ کی تاریخی نوعیت

جیسا کہ امیر خسرو کے سوانح، تذکروں اور فارسی تاریخوں سے ثابت ہے، ان کی سب سے آخری تصنیف تغلق نامہ ہے جو انہوں نے صاحب منتخب التواریخ کے بقول سلطان غیاث الدین تغلق اول کی فرمایش سے تحریر کی تھی *- قرآن السعدین، دول رانی خضر خاں، خزاین الفتوح اور نہ سپہر کی طرح یہ بھی اپنے عہد کی نہایت دلچسپ اور مفید تاریخی نظم ہے جس میں سلطان قطب الدین مبارک شاہ کے قتل، خسرو خاں کی چند روزہ بادشاہی اور پھر غیاث الدین تغلق کی فتح اور تخت نشینی کے حالات درج ہیں - یہ تمام واقعات شاعر کی زندگی اور بعض اوقات اس کی موجودگی میں ہوے تھے۔ اگر کشف الظنون اور ملا عبد القادر کا قول صحیح مانا جاے کہ یہ مثنوی سنہ ۷۲۵ ھ میں نظم ہوئی تو احتمال ہوتا ہے کہ اس میں تغلق اول کے بادشاہی کے حالات بھی ہوں گے جو

---

* صفحہ ۵۸ (مطبوعہ نول کشور) -

کتاب کے آخری اوراق ضایع ہونے کی وجہ سے اب مفقود ہوگئے۔

تعداد اشعار

لیکن کشف الظنون اور بعض تذکروں میں یہ بھی لکھا ہے کہ اس مثنوی کے کل اشعار کی تعداد تین هزار تھی - اور جو نسخہ اب ہمیں دستیاب ہوا ' اس میں سے حیاتی کاشی کے (۱۷۹) اشعار خارج کردینے کے بعد بھی جو اشعار محفوظ ہیں (مع منظوم عنوانات) ان کی تعداد (۲۷۴۲) باقی رہتی ہے - یہ ٹھیک اندازہ نہیں کیا جا سکتا کہ ابتدائی اشعار جو تلف ہوے ان کی تعداد کتنی تھی- تاہم یہ قیاس کرنا بےجا نہ ہوگا کہ آخر کے جو اشعار اب نہیں ملتے وہ کم و بیش دو سو ہوں گے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ شاعر نے اپنے ممدوح کی تخت نشینی کے بعد اس عہد کے دوسرے واقعات قلم بند نہیں کیے اور کیے بھی تو بہت سرسری طور پر ان کا ذکر کیا ہوگا —

سنہ تصنیف

اس میں شک نہیں کہ امیر خسرو بلکا لہ کی فوج کشی تک تغلق اول کے ہمراہ اور بادشاہ کے ندیم تھے لیکن ان کی تاریخ وفات ۱۸ شوال سنہ ۷۲۵ ھ ہے- اور زندگی کے آخری چند مہینے انہوں نے اپنے محبوب و محترم پیر کے ماتم میں گزارے - پس یہ قول کسی قدر مشکوک معلوم ہوتا ہے کہ امیر خسرو نے یہ پوری مثنوی زندگی کے اسی آخری سال میں نظم کی ہو * —

---

* مولوی رشید احمد صاحب مرحوم نے اپنے ناتمام مقدمے میں کشف الظنون کا یہ قول لکھا ہے کہ " یہ نظم تمام ہونے نہیں پائی تھی

(بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ پر)

بہر حال چونکہ یہ مثنوی امیر خسرو کے آخری زمانے اور پیرانہ سالی کی تصنیف ہے دوسرے ' ایک ایسے بادشاہ کے ایما سے لکھی گئی جس کی نسبت مشہور ہے کہ وہ ان کے محترم مرشد سے چنداں حسن عقیدت نہ رکھتا تھا ' بظاہر اسی لیے اس مثنوی میں وہ جوش و ولولہ نہیں پایا جاتا جو حضرت طوطئی هند کی سب سے پہلی تاریخی مثنوی قرآن السعدین کا امتیاز ہے -

ادبی حیثیت

تاہم کلام کی استادانہ پختگی اور بیان کی حیرت انگیز قوت و قدرت ہر ورق سے نمایاں ہے - تاریخی جزئیات کی صحت کا پاس ہر داستان سے آشکارا ہے - اور یہ وہ خصوصیت ہے جس کی بدولت یہ فخر آمیز دعوی کرنا بالکل بجا ہوگا کہ شاید دنیا کی کسی قوم نے ایسا شاعر نہیں پیدا کیا جس نے طویل اور اہم تاریخی واقعات کو شاعرانہ حسن گفتار کے ساتھ اتنی صحت سے نظم کا جامہ پہنانے میں کامیابی پائی ہو جیسی کہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

کہ حضرت امیر کی وفات ہوگئی" مگر کشف الظنون (مطبوعۂ لائپزگ سنہ ۱۸۳۵ ع) کی جلد دوم صفحہ (۳۲۱) میں تغلق نامہ کے متعلق صرف یہ عبارت درج ہے :-

" تعلق نامہ خسرو الدهلوی المتوفی سنہ ۷۲۵ ھ و ھو نظم فارسی فی ثلاثۃ آلاف بیت " (تغلق کی بجاے " تعلق " صریحاً کاتب کی غلطی ہے - ۱۲) -

اس عبارت سے مولوی رشید احمد صاحب کا قیاس ثابت نہیں ہوسکتا - مگر ممکن ہے کسی دوسری جگہ کشف الظنون میں ضمناً کوئی ایسی عبارت آ گئی ہو جس سے ان مرحوم نے یہ نتیجہ اخذ کیا - ۱۲ -

پرانی دهلی کے اس درباری شاعر کے حصے میں آئی *—

مگر جیسا کہ ہم کہہ رہے تھے تغلق نامہ میں شاعرانہ رنگینیاں کم ھیں - صنایع بدایع جن میں امیر خسرو کو بڑی مہارت حاصل ہے' ان کی مثالیں اتفاقی طور پر کہیں کہیں نظر آجاتی ھیں - اور مجموعی طور پر یہ مثنوی هندوستان کے اس بے مثل ادیب کے

تاریخی مرتبہ

بہترین ادبی یا شاعرانہ کارناموں میں شمار نہیں ہوسکتی بلکہ یہ محض ایک بیش بہا بلند پایہ تاریخی نظم هے- دوسری تاریخی مثنویوں کے خلاف اس میں بہت تھوڑے زمانے کے حالات نظم کیے گئے هیں- اور سب سے بڑہ کر جو بات اس موقع پر ہم جتانا چاہتے هیں وہ یہ ہے کہ اس مثنوی کا بڑا حصہ سلطان قطب الدین کے قتل' سلاطین خلجی کے خاندان کی تباهی' اورایک ادنیٰ درجے کے نو مسلم' نو دولت کے غصب سلطنت اور پایہ تخت دهلی کے مسلمانوں پر مصائب و شدائد کے درد انگیز حالات پر مشتمل هے —

نایابی کے اسباب

مسلمانوں کے اعلیٰ طبقات میں آج سے سو برس پہلے تک هفت اقلیم کی بادشاهی کا جو غرور و ناز تھا اور اسی نسبت سے ان کی همت و خود داری جس مرتبے کی تھی' اگر اس کا لحاظ رکھا جاے تو یہ قیاس محض لا یعنی نہ ہوگا کہ تغلق نامہ کی سادہ بیانی سے بڑہ کر اس کا تاریخی موضوع ایسا تھا کہ آج سے چند صدی پہلے کے تعلیم یافتہ مسلمانوں

---

* سر هنری الیٹ نے بھی اپنی مشہور تاریخ هند میں ایک انگریز مستشرق کی قریب قریب یہی راے نقل کی ہے (جلد سوم صفحہ۵۶۸)-

میں درجۂ قبول حاصل نہ کرسکا۔ ادھر پہلے تو سلطان محمد تغلق نے پایۂ تخت دہلی کی آبادی دکن میں منتقل کی اور اس شہر کو بالکل ویران و بے چراغ کر دیا۔ پھر کچھ مدت کے بعد تیمور کے خوفناک حملے اور بعد کی طوائف الملوکی کے ہنگاموں میں جہاں اور علم و فن کے خزانے غارت ہوئے، وہاں بظاہر یہ کتاب بھی قریب قریب مفقود ہو گئی ——

امیر خسرو کی بعض اور تصانیف زمانے کی اس دست برد سے محفوظ نہیں رہیں اور جیسا کہ بعض مبصرین کا اندازہ ہے ان کا آدھے سے زیادہ کلام بے نشان ہو گیا۔ اسی میں مثنوی تغلق نامہ کو بھی شامل سمجھنا چاہیے۔ چنانچہ اکبر کے عہد میں جب دوبارہ ہندوستان میں امن و امان اور علم و فن کا چرچا ہوا تو اس وقت یہ مثنوی بہت ہی کم یاب ہو گئی تھی ——

فیضی کا رقعہ

اس بارے میں سب سے دلچسپ اور قیمتی شہادت ملک الشعرا فیضی کے رقعے سے ہم پہنچی ہے جو اس نے راجہ علی خاں فاروقی والیٔ خاندیس کو تحریر کیا تھا۔ یہ رقعہ سر ہنری الیٹ کے کاغذات کے ساتھ متحف برطانیہ میں محفوظ ہے اور اس تک میری رہنمائی لنڈن یونیورسٹی کے ایک طالب علم محمد اشرف صاحب نے کی جو خود بھی غالباً امیر خسرو کی شاعری کے متعلق علمی تحقیقات کر رہے تھے۔ اس معاونت پر میں ان کا دل سے ممنون ہوں۔ رقعے کی عبارت یہ ہے:——

"بہ سلطنت و ابہت پناہ سیدالاقران راجہ علی خاں فاروقی والیٔ خاندیس اسعد کہ نواب معلّی القاب مزکّی اوصاف مؤیّد و منصور باشید۔ ایں

ذرۂ بے نام و نشاں خاک نشیں را چہ یارا کہ دم از اشتیاق ...
بموجب ضرور استدعا می نماید کہ از کتاب تغلق نامہ کہ از انفاس
مقدسۂ امیر خسرو هست، چند ورق از اول و چاندے از آخر رفتہ،
التفات فرمودہ دو جز از اول و همیں قدر از آخر بہ یکے از
خدمت گاراں امر فرمایند کہ بہر خطے مسودہ نمودہ بصحبت بندہ
مصحوب حاملان عریضہ فرستند - امید کہ مکارم عالیہ را عذر پذیر
ایں جرأت و تصدیع خواهند داشت - ادام اللہ افضالکم ——
العبدالاقل فیضی " -

اس رقعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ مثنوی اکبر بادشاہ کے زمانے میں کم سے کم شمالی ہندوستان میں بہت نادرالوجود ہو گئی تھی - دوسرے یہ کہ بظاہر شاہی کتب خانہ میں اس کا جو نسخہ موجود تھا اس کے ابتدائی اور آخری اوراق ضایع ہو گئے

صاحب فرہنگ جہانگیری اور تغلق نامہ

تھے - تغلق نامہ کا جو نسخہ مولف فرہنگ جہانگیری جمال الدین انجو، کے سامنے تھا ممکن ہے وہ کوئی دوسرا اور مکمل نسخہ ہو لیکن اول تو اس نے اپنے نسخے کا جس سے کام لیا کوئی ذکر نہیں کیا دوسرے یہ بات بعید از قیاس ہے کہ فیضی کو اس نسخے کا علم نہ ہوا ہو کیوں کہ انجو اکبر بادشاہ ہی کے حکم سے اس کے آخری زمانے میں فرہنگ جہانگیری کی تالیف میں مصروف تھا - خود اس مولف لغت کا تغلق نامہ سے کام لینا متعدد اشعار سے ثابت ہے جو اس نے سند میں نقل کیے ہیں اور انہیں ہم آگے اپنے ناظرین کے سامنے پیش کریں گے ——

فرشتہ کا قول

اس موقع پر محمد قاسم فرشتہ کا قول بھی نقل کردینا چاہئے۔ اس نے اپنی مشہور تاریخ (کم سے کم اس کے ابتدائی مقالے) سنہ ۱۰۱۵ھ یعنی عہد جہانگیری کے بالکل ابتدا میں تالیف کی۔ اور وہ بھی بیان کرتا ہے کہ تغلق نامہ جسے امیر خسرو نے غیاث الدین تغلق کے نام لکھا تھا، کم یاب ہو گیا ہے* اس مورخ نے تغلق نامہ کے چار شعر نقل کیے ہیں جن کا مولوی رشید احمد صاحب نے اپنے مقدمہ میں حوالہ دیا ہے † ۔ لیکن یہ شعر سلطان معزالدین کیقباد کے حالات کی ضمن میں درج ہیں۔ قطب الدین مبارک، خسرو خاں یا خود غیاث الدین تغلق کے حالات میں اس مثنوی کا کوئی شعر نقل نہیں کیا حالانکہ جا بجا دوسرے اشعار اور قطعات موجود ہیں —

حیاتی کا بیان

مذکورۂ بالا اسباب کو پڑھنے کے بعد حیاتی کاشی کی عبارت جو اس نے کتاب کے عنوان میں لکھی ہے سمجھنی آسان ہوجاتی ہے :—

---

* جلد اول مطبوعۂ نول کشور صفحہ ۱۳۲ —

† اشعار یہ ہیں :—

نشاید پادشہ را مست بودن	نہ در عشق و ہوس پیوست بودن
بود شہ پاسبان خلق پیوست	خطا باشد کہ باشد پاسباں مست
شہاں چوں شد خراب از بادۂ ناب	رمہ در معدۂ گرگاں کند خواب
در آئینے کہ رسم ملک داری است	ثبات کار ہا در ہوشیاری است

(فرشتہ - طبع نول کشور - جلد اول - صفحہ ۸۹)

تغلق نامہ میں ان اشعار کا نشان ۲۷۹ تا ۲۸۲ ہے —

"آغاز سخن در شرح چگونگی بنظم آوردن این چند داستان و با تمام رسانیدن کتاب تغلق نامۂ سخن پیرائے گلزار ہر تازگی و ذوی گلمجور خزانۂ معنوی امیر خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کہ نہ از نقوش دیباچہ اش اثرے بود و نہ از نگارش خاتمہ اش خبرے، نہ حدیقۂ حمدش را درہا باز و نہ گلشن مدحت را دستان سرائے باآواز" —

نسخہ میں "خاتمہ اش" کی بجائے "خامہ اش" درج ہے مگر یہ صریحاً کتابت کی غلطی ہے کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ حیاتی نے صرف "این چند داستان" نظم کرنے کا دعویٰ کیا ہے اور کتاب تغلق نامہ کو جس میں دیباچہ حمد مع خاتمہ موجود نہ تھا اتمام کو پہنچایا ہے - نہ یہ کہ پوری کتاب خود لکھنے کا ادعا کیا ہو - اپنی منظوم تمہید میں بھی حمد اور بادشاہ وقت جہانگیر کی صفت و ثنا کے بعد حیاتی لکھتا ہے کہ سنہ ۱۰۱۹ ھ میں ایک رات بادشاہ نے امیر خسرو کے تغلق نامہ کا ذکر کیا:

ع " کہ * در تاریخ سال شش صدو اند "

من جملہ اور منظوم تصانیف کے یہ کتاب بھی خسرو نے

* یہ جہانگیر یا خود حیاتی کی غلطی ہے - امیر خسرو کی عمر کا بڑا زمانہ "شش صد واند" یعنی ساتویں صدی میں گزرا لیکن جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں اور خود مثنوی کے واقعات سے جو سنہ ۷۲۰ ھ میں ہوئے، ظاہر ہے، کہ تغلق نامہ آٹھویں صدی کی تصنیف ہے —

لکھی مگر اس کے آغاز و آخر کے اشعار غایب ہو گئے ہیں —

ازاں دفتر ' ولے ز آغاز و انجام سخن را نے نشاں نے قصہ را نام

اور اسی کمی کو پورا کرنے کا حیاتی کو حکم دیا - حیاتی کے اشعار کی تعداد اور ان کا لب لباب ہم نے اپنے خلاصۂ مثنوی میں لکھ دیا ہے اور مولوی رشید احمد صاحب کے ناتمام مقالے میں بھی یہ بحث خاصی تفصیل سے موجود ہے —

حیاتی کے اشعار کی تعداد اور ان کا صلہ

حیاتی کے ان کل ابتدائی اشعار کی تعداد (۱۷۵) ہے - ممکن ہے کہ اس نے اخیر کے بھی کچھ شعر جن کا وعدہ کیا ہے (دیکھو بیت ۱۶۸ تا ۱۷۷) تحریر کیے ہوں لیکن وہ اب مفقود ہیں - ان محفوظ تمہیدی اشعار کی تاریخی اہمیت اور معنوی خوبی تقریباً صفر ہے مگر اس میں شک نہیں کہ ادبی اعتبار سے یہ شعر نہایت صاف و شگفتہ ہیں - کم سے کم اس کے ممدوح جہانگیر کو تو وہ اتنے پسند آئے کہ اس نے حیاتی کو زر سرخ و سفید سے تلوا کر اس کے ہم وزن روپیہ انعام دیا - تذکروں میں سعیدائے گیلانی کا یہ قطعۂ تاریخ اس واقعے کی یادگار میں نقل کیا ہے :—

چوں حیاتی را بزر سنجید شاہنشاہ عصر
بادشاہ عدل گستر شاہ گردوں اقتدار
شاہ نورالدین جہانگیر ابن اکبر بادشاہ
آفتاب ہفت کشور سایۂ پروردگار
بہر تاریخش بروے گفتہ میزان چرخ

شاعر سنجیدۂ شاہی رقم زد روزگار

احوال حیاتی کاشی

اس موقع پر حیاتی کاشی کے حالات میں مختصر طور پر یہ بتانا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ یہ شاعر اپنے وطن ایران سے پہلے احمدنگر آیا اور بظاہر اپنے آخری زمانے میں جہانگیری دربار میں پہنچا تھا۔ عہد جہانگیری کی مشہورتاریخوں میں اس کا حال نہیں ملتا۔ تزک جہانگیری بھی اسے سونے چاندی میں تولنے کا ذکر نہیں کرتی۔ قریب العصر تاریخی تذکرہ یعنی 'طبقات شاہ جہانی' ذیل کی چند سطروں پر اکتفا کرتا ہے:—

حیاتی کاشی۔ "از دردمنداں بود و در اقسام شعر مستثنیٰ۔ صاحب دیوان بودہ و باسخناں اکابر سرے داشت اگرچہ از مادۂ علمی عاری بود اما فہمے درست داشتہ۔ وفاتش در زمان جہانگیر بادشاہ واقع شد"

'واله داغستانی' کے ضخیم تذکرے میں صرف ایک سطر حیاتی کاشی کے حصے میں آئی۔ بعد کے ہندوستانی تذکروں میں سب سے واضح کیفیت ہم کو 'خزانۂ عامرہ' میں دستیاب ہوئی جس نے بعض پہلے تذکروں کی غلطی بھی صاف کردی ہے:—

حیاتی کاشی

"حیاتی کاشی شاعر شیریں ابیات است و میر آب چشمۂ آب حیات۔ آغاز حال تخلص 'سقائی' می کرد۔ وجہ تخلص این است کہ بمصاحبت بعضے ملاحدہ پرکار ہمتش گرد اہل نقطہ گردیدہ و در علم منطقہ ترقی بسیار کردہ مرکز دائرۂ نقطویاں گشت و نقد ہوش

در عشق صراف پسرے باختہ همراه او از 'کاشان' 'بقزوین' رفت و مدتے در آنجا با امنا یعنی اهل نقطه اختلاط داشت جمعے ازیں طائفه را با چند کتاب در حضور 'شاه طهماسپ صفوی' بردند و بحکم شاهی همه ایں ها محبوس و معذب گردیدند - بعد در سال جانی از شکنجۂ حبس نجات یافته جانب شیراز رفت و یک دو سال درانجا گزرانیده در سنه ۹۸۹ ستة و ثمانین وتسع مائة بوطن مانوس کاشان شتافت و نقطه را از لوح خاطر شسته سربر خط دین نبوی گذاشت و بعد زمان بسهر از کاشان متوجه دیار دکن گردیده در احمد نگر بسرمی برد - یکے از مقربان جهانگیر بادشاه تعریف او به سمع بادشاه رسانید - حکم طلب او صادر شد - حیاتی امتثال امر نموده خود را بدرگاه رسانید و مشمول عواطف خسروانه گردید - در سنه تسعة و عشر و الف مثنوی امیر خسرو مسمی به تغلق نامه پسند خاطر بادشاه افتاد - یک مبحث آں کتاب مفقود بود - شعراء ملازم رکاب به نظم آں مبحث مامور شدند - هر کدام سرمایۂ فکر خود تحفۂ محل بادشاهی ساخت - ازاں جمله نظم حیاتی نهایت مقبول افتاد - حکم شد تا بجلدوئے آں حیاتی را بزر سرخ و سفید سنجیدند - شش خریطه در پاه افتاد - هر یک خریطه مشتمل بر هزار اشرفی و روپیه - و سعیدائے گیلانی در تاریخ ایں واقعه گوید :-

" چوں حیاتی را — الخ "

خان آرزو را در حیاتی گیلانی و حیاتی کاشی غلط واقع شدہ - از مطالعہ مجمع النفائس تالیف او واضح می شود - از انفاس حیاتی است : اشعار .... ' (خزانۂ عامرہ) —

حیاتی کی نظم کا صحیح زمانہ آزاد کے مذکورہ بالا بیان سے ثابت ہے کہ حیاتی نے تغلق نامہ کا صرف ایک " مبحث " (یا فصل) جو گم ہوگیا تھا تحریر کیا۔ دوسرے ' قطعۂ تاریخ سے حیاتی کی نظم کا صحیح سال بھی معلوم ہوگیا اور اس میں مطلق شبہ نہیں رہا کہ وہ تغلق نامہ جس سے فرشتہ نے سنہ ۱۰۱۵ ھ میں چار شعر نقل کیے حیاتی کا لکھا ہوا کلام نہیں ہوسکتا کیوں کہ ' حیاتی ' نے تغلق نامہ میں جو کچھ لکھا وہ فرشتہ سے چار سال بعد سنہ ۱۰۱۹ ھ کی تحریر ہے —

۲ — علیٰ ہذا فرہنگ جہانگیری کی تالیف اکبر کے عہد سنہ ۱۰۰۵ھ میں شروع ہوئی اور سنہ ۱۰۱۷ ھ میں تکمیل کو پہنچی چنانچہ ع :-

" زہے فرہنگ نورالدین جہانگیر "

سال تکمیل کی تاریخ ہے - اگر تغلق نامہ کا یہ نسخہ جو ہمارے سامنے ہے حیاتی کاشی کی سنہ ۱۰۱۹ ھ کی تصنیف ہوتا تو ظاہر ہے کہ اس کے چند سال پہلے کی تالیف فرہنگ جہانگیری میں اس کے اشعار نقل نہیں کیے جا سکتے تھے دوسرے فرشتہ اور عضدالدولہ انجو دونوں تغلق نامہ کے اشعار کو صراحتاً امیر خسرو کے نام سے نقل کرتے ہیں اور یہ نا ممکن ہے کہ انہوں نے اپنے ہم عصر

جہانی کے کلام کو امیر خسرو سے منسوب کردیا ہو ـ

تغلق نامہ کے اشعار فرہنگ جہانگیری میں | فرشتہ کے اشعار ہم اوپر نقل کرچکے ہیں۔ ذیل میں وہ اشعار نقل کرتے ہیں جو ایک سرسری تلاش سے فرہنگ جہانگیری میں صراحتاً امیر خسرو کے نام سے ہمیں دستیاب ہوے اور جو ہمارے نسخۂ تغلق نامہ میں موجود ہیں :—

اشعار تغلق نامہ جو فرہنگ جہانگیری (مطبوعہ سنہ ۱۸۷۶ع مطبع ثمر ہند لکھنؤ) میں سنداً نقل کئے ہیں :

صفحہ جہانگیری	تحت (لفظ)	نشان بیت تغلق نامہ	شعر
۳۳۴	خراب	۲۸۱	شباں چوں شد خراب از بادۂ ناب ہمہ در معدۂ گرگاں کنند خراب
۴۰۵	مردم	۲۸۹	نشاید ہیچ مردم خفتہ درکار کہ در پایاں پشیمانی دہد بار
۳۲۸	چرخ	۶۱۱	کسے کش چشم زخم از چرخ روزیست رسد گرچش جہاں در چرخ دوزیست
”	”	۶۱۲	چو زخم از قہر بے تدبیر چرخ است نہ کم تر تیر چرخ از قہر چرخ است
۴۲۰	بزانہ	۱۱۷۶	ولایت دارم و گنج و خزانہ سپاہے نیز چوں باد بزانہ
۴۰۴	لر	۱۲۱۱	ملک کز لشکر آفت سگالش چو سوے لر پریشاں دید حالش
۴۰۴	لر	۱۲۱۲	ترش رو بود چوں افغان جنگی ولے ہم چوں کلاہ لر بہ تنگی

۱۷۴ شارک ۱۹۱۴ اگر شاهیں زبوں گردد ز شارک
کلہ گل مرغ را زیبد بتارک

۹۱ باخه ۱۸۷۱ بسا بر دل نهنگ از تیغ کینه
که بر هز دیده چوں باخه بسینه

(ف) شمس اللغات چھاپہ بمبئی صفحہ (۱۱۳) میں بھی یہ شعر امیر خسرو کے نام سے درج ہے —

۱۴۴ دار ۲۱۳۸ خودش در دهلی و جاں در هوا دو
تنش در شهر و جاں در دار منبرو

۴۰۴ لر ۲۱۵۴ لرے کردند نا هموار در پیش
که باد از سر برآید در تگ خویش

۱۲۷ تار - تال ۲۱۹۶ ز سیری بسکه هند و سیر خورشد
همه تال بر نجش تال زر شد

۱۲۰ پایگاه ۲۸۴۹ رمه گرگاں رباینده از سواهش
فرس دزداں برنده از پایگاهش

ذیل کے دو شعروں کے متعلق جو تغلق نامہ کے بیمع نشان (۹۴۸) و (۹۴۹) ہیں، فرہنگ جہانگیری جلد اول صفحہ (۴۵۱) میں یہ عبارت لکھی ہے :—

" حکیم امیر خسرو ایں معنی را در کور کردن پسران سلطان السلاطین، رقاب الامم، ملوک الشرق والعجم علاء الدین والدنیا گفته :—

کسے کو بوکشید ایں دیدۂ سر بسان خسته شفتا لو بود تر
دو چشم او چو دو عناب خسته همیشه خسته و در خوں نشسته

تغلق نامہ کی دوبارہ نایابی

لیکن حیرت اور افسوس کی بات ہے کہ جہانگیر کی اس قدردانی اور کاوش کے باوجود تغلق نامہ کا یہ نسخہ بھی جس کی حیاتی نے تمہید لکھی تھی ملک میں رواج نہ پا سکا اور بعد کی تاریخوں اور تذکروں میں اس کا بہت ہی مجمل ذکر یا صرف نام باقی رہ گیا ہے۔ اسی سلسلے میں مجھے متحف برطانیہ میں نواب ضیاء الدین خاں نیر دہلوی کی ایک تحریر ملی جو انہوں نے امیر خسرو کے حالات اور تصانیف کے متعلق بطور یادداشت قلمبند فرمائی تھی۔ یہ غالباً سنہ ۱۸۳۸ ع کی تحریر ہے اور سر ہنری الیٹ کے ذخیرے کے ساتھ متحف مذکور میں داخل ہوگئی ہے:—

نواب ضیاء الدین خاں کا بیان

نواب صاحب موصوف نے من جملہ اور تاریخی مخطوطات کے امیر خسرو کی تاریخی مثنوی خزائن الفتوح کا ایک نسخہ سر ہنری الیٹ کو دیا تھا۔ اور اسی فاضل انگریز کی فرمایش سے خود اپنی قلم سے امیر خسرو کے حالات بھی لکھ کر کتاب کے ساتھ بھیجے تھے۔ اس میں نواب صاحب موصوف لکھتے ہیں:—

> "مثنوی نہمیں تغلق نامہ است کہ در حال تغلق شاہ تصنیف نمودہ کہ بس عدیم الوجود است و آخرین تصنیفات اوست"

پھر حاشیہ پر یہ سطر تحریر کی ہے:—

> "ہمگی کتب مذکورہ مصنفۂ امیر خسرو بجز تغلق نامہ کہ جز اسمے مسمی ندارد نزد ایں احقرالعباد موجود"

تغلق نامہ کی دریافت

اس طرح اندازہ ہوتا ہے کہ یہ مثنوی گزشتہ دو صدی میں بھی نایاب رہی اور سنہ ۱۹۱۴ع میں جب نواب اسحاق خاں مرحوم نے کلیات خسرو کی تلاش اور طبع کا وسیع پیمانے پر اہتمام کیا تو اس وقت بھی ہندوستان یا بیرونی ممالک کے کسی مشہور کتب خانے میں اس کتاب کا پتہ نہیں چلا اور یہ محض نادر اتفاق تھا کہ یہ مثنوی مولانا حبیب الرحمن خاں صاحب شروانی رئیس حبیب گنج کے ذاتی کتب خانے سے اور جہانگیر نامہ کے نام سے بر آمد ہوئی۔ مولانا شروانی صاحب کو ایک مدت تک یہ شبہ رہا کہ یہ کتاب حقیقت میں امیر خسرو کا تغلق نامہ ہے یا حیاتی کاشی کی بعد کی نظم ۔ لیکن دنیائے ادب کو مولوی رشید احمد صاحب انصاری مرحوم کا احسان مند ہونا چاہیے جنھوں نے بہت جلد معلوم کرلیا کہ حیاتی کاشی کی تمہید کے ساتھ اصلی تغلق نامہ بھی ہے ۔ اس عظیم الشان "دریافت" کا فخر انھی مرحوم کو حاصل ہے ۔ پھر انھوں نے شروانی صاحب کے نسخے کی اپنے قلم سے نقل کی اور اس پر ایک مقدمہ بھی تحریر کیا جو پورا نہ ہونے پایا تھا کہ ان کا انتقال ہو گیا —

نواب اسحاق خاں کے انتقال سے کلیات خسرو کی طبع و اشاعت کا کام بھی معرض التوا میں پڑ گیا اور تغلق نامہ کو شاید اس واسطے اور بھی نظر انداز کر دیا گیا کہ اس کی اصلیت ہی مشکوک و مشتبہ تھی —

تین سال ہوتے ہیں کہ مولوی رشید احمد صاحب مرحوم کا

نسخہ ان کے داماد کی وساطت سے میری نظر سے گزرا۔ اور محض کتاب کی چند داستانیں پڑھ کر ھی مجھے یقین ھو گیا کہ یہ امیر خسرو کی گم شدہ مثنوی ھے۔ یورپ کے سفر میں بھی یہ نسخہ میرے ساتھہ تھا۔ اور میں نے کوشش کی کہ وھاں کے کسی کتب خانے میں اس کا دوسرا نسخہ ناقص یا کامل مل سکے تو بہم پہنچایا جاے۔ لیکن اس تلاش میں کامیابی نہ ھوئی اور آخر میں یہی فیصلہ کرنا پڑا کہ مجلس مخطوطات فارسیہ کی طرف سے مولوی رشید احمد صاحب کا نسخہ خرید لیا جاے اور مولانا شروانی کے اصل نسخے سے اس کا مقابلہ کر کے یہ کتاب بجنسہ چھاپ دی جائے —

مولوی رشید احمد صاحب مرحوم کا نا تمام مقدمہ بھی کتاب کے ساتھہ چھاپا جا رھا ھے۔ اور مثنوی کے تاریخی واقعات کا ایک خلاصہ میں نے لکھہ کر مقدمے کے بعد شامل کتاب کردیا ھے۔

کتاب کی تاریخی اھمیت

تغلق نامہ کی تاریخی اھمیت، اصل مثنوی بلکہ محض اس کے اردو خلاصے کے مطالعہ سے واضح ھو گی لیکن میں یہاں خاص طور پر اس کی ایک خصوصیت بیان کردینا ضروری سمجھتا ھوں۔ اور وہ یہ ھے کہ اس مثنوی میں سلطان قطب الدین کے قتل، خاندان علائی کی تباھی، خسرو خاں کی چند روزہ بادشاھی، تغلق کی سرتابی، بعض امرا سے خط کتابت، دھلی پر چڑھائی اور دو بڑی لڑائیوں کے بعد فتح یابی، خسرو خاں اور اس کے بھائی کی گرفتاری، اور قتل کے متعلق ایسے صحیح اور تفصیلی حالات ملتے ھیں جو کسی

دوسری تاریخ میں موجود نہیں هیں - افریقی سیاح ابن بطوطه کا بیان بے ربط اور بہت مجمل هے اور همیں اس سے زیادہ توقع رکھنے کا حق بھی نہیں هے —

برنی کی تاریخ اور غلطیاں

لیکن ضیاءالدین برنی جس کی تاریخ محفوظ هے اور جو ان تمام واقعات کے وقت خود دهلی یا اس کی نواح میں موجود هوگا ' افسوس هے کہ اس نے بھی ان واقعات کو اچھی طرح اور پوری صحت و وضاحت کے ساتھہ قلم بند نہیں کیا - اور اس کی تاریخ میں ان واقعات کا کوئی صحیح مہینہ یا سنہ تک درج نہیں هے - 'خسرو' کی بادشاهی کا زمانہ اس نے ایک جگهہ " چار ماہ " اور دوسری جگهہ " سہ چار ماہ " لکھہ دیا هے *

معلوم هوتا هے کہ اس کی اسی بے احتیاطی سے بعد کے اکثر تاریخ نگاروں کو طرح طرح کے مغالطے هوئے - اور قطب‌الدین کے قتل سے محمد تغلق کی تخت نشینی تک جملہ واقعات کی تاریخیں مختل هو گئیں پس تغلق نامہ کے مل جانے سے هماری تاریخ کا

اهم واقعات کی صحیح تاریخیں

یہی فائدہ کچھہ کم نہیں کہ اس مثنوی کی بدولت سب تاریخوں کی تصحیح هو جاتی هے کیونکہ امیر خسرو نے نہایت صراحت سے لکھا هے کہ قطب‌الدین کا قتل جمادی‌الثانی سنہ ۷۲۰ ھ کی عین چاند رات کو واقع هوا † :-

---

* برنی مطبوعہ ایشیا تک سوسائٹی صفحہ ۴۱۱ ' ۴۱۲

† سیرالاولیا (مطبوعہ چرنجی لال صفحہ ۱۵۱) اور حضرت

(بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

چو تاریخ عرب شد هفصد و بیست ثبات قطب شد کم جانب زیست
جماد دوئمیں را شد پدیدار هلال تیره و تاریک دیدار
شد آں مه بوهمه کیهاں مبارک مگر بر طالع سلطاں مبارک

اور ٹھیک دو مہینے بعد غازی ملک تغلق غاصب خسرو خاں کو شکست دے کر پہلی شعبان سنہ ۷۲۰ ھ کو تخت دہلی پر متمکن ہو گیا :-

" چو صبح غرۂ شعبان فرخ نمود از تخت گاه آسماں رخ "

یہ ہفتے کا دن تھا اور خسرو خاں سے آخری لڑائی اس سے ایک دن پہلے یعنی جمعہ کو ہوئی تھی :—

همه شب بود خسرو لشکر آراے سران و سر کشانش نیز برپاے
چو صبح جمعه تیغ تیز برداشت زمانه غلغل خونریز برداشت

اس کا ذکر برنی اور بعد کے مورخوں نے بھی کیا ہے کہ لڑائی جمعہ کو ہوئی اور دوسرے دن تغلق تخت نشین ہوا مگر ان میں سے کوئی صحیح تاریخ نہیں لکھتا —

اس عہد کے رسل و رسایل

اس اہم تاریخی اطلاع کے بہم پہنچ جانے کے بعد ہمیں یہ اندازہ کرنے کا بھی موقع ملتا ہے کہ اس زمانے میں رسل و رسایل کا کس قدر عمدہ انتظام تھا کہ صرف دو مہینے کے اندر تغلق بعض اور ہم خیال امیروں کی فوج

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گزشتہ)

سلطان المشایخ کے بعض دوسرے تذکروں میں بھی یہ بات ضمناً تحریر ہے کہ سلطان قطب الدین چاند رات کو مارا گیا لیکن ان تذکروں میں صحیح مہینہ درج نہیں ہے —

ساتھہ لے کر دیپال پور سے لڑتا بھڑتا پائے تخت دهلی تک پہنچ گیا حتی کہ شروع میں راقم الحروف کو اس دو مہینے کی مدت تسلیم کرنے میں اسی لیئے تامل تھا کہ اتنے قلیل زمانے میں غازی ملک تغلق کو دور دور کے صوبہ داروں سے خط کتابت کرنے کی مہلت کیونکر ملی - امیر خسرو نے ان صوبہ داروں کے نام اور مقام اور ان کی مکاتبت کا حال خاصی تفصیل سے تحریر فرمایا ھے (۱۰۷۴ تا ۱۳۱۵) - پائے تخت دهلی سے خود تغلق کا مستقر دیپال پورا دو سو میل سے زیادہ فاصلے پر تھا - اگر چہ اس صوبہ کی حدود سرستی ندی یعنی موجودہ شہر حصار کے قریب تک پھیلی ہوئی تھیں جس کا فاصلہ دهلی سے سو میل سے بھی کم ھے - جن صوبہ داروں کو تغلق نے خط لکھہ کر خسرو خاں کی مخالفت پر ابھارا ان میں سب سے زیادہ دور سہوان (موجودہ ضلع لڑکانا) صوبۂ سندہ اور جالور (ریاست جودھپور) کے والی تھے - نقشے میں دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ دیپال پور سے سہوان کا فاصلہ تقریباً (۴۲۵) میل اور جالور کا (۴۰۰) میل کے قریب ھے - ڈاک چوکی کے عمدہ انتظام کی بدولت اتنے دور کے مقامات تک سرکاری ڈاک کا ہفتہ عشرہ میں پہنچ جانا خلاف قیاس نہیں اور ابن بطوطہ کے سفر نامے نیز برنی وغیرہ مورخوں کی تحریروں میں ایسی نظیریں بھی ملی ھیں کہ سرکاری ھرکاروں نے اس سے بھی زیادہ سرعت کے ساتھہ ایک مقام سے دوسرے مقام تک اطلاعات پہنچا دیں - جیسا کہ مثنوی یا اس کے خلاصے سے معلوم ھوگا تغلق نے جن صوبہ داروں کو خط لکھے تھے ان میں سے صرف ایک شخص ' بہرام ابیہ ' فوج کے

ساتھہ تغلق سے آملا اور دھلی پر لشکر کشی میں نمایاں خدمات انجام دیں اسی بہرام کو بعد میں کشلے خاں کا خطاب اور پورے سندھ و ملتان کی صوبہ داری عطا ہوئی تھی —

کتاب کے ادبی محاسن یا صنایع بدایع پر میں نے کچھہ نہیں لکھا - تغلق نامہ میں ایسے صنایع بہت کم ہیں اور مصنف علیہ الرحمۃ کے ان کمالات پر زیادہ واقف اہل ذوق کلیات خسرو کے بعض دیباچوں میں بہت کچھہ لکھہ چکے ہیں - البتہ مختصر طور پر یہ لکھنا باقی ہے کہ مولوی رشید احمد صاحب مرحوم کا نسخہ مجلس مخطوطات کے لیے خرید نے کے بعد اس کی اصل کتب خانہ حبیب گنج سے منگا ئی گئی اور مخدومی مولانا شروانی رئیس حبیب گنج کی عنایت سے تغلق نامہ کا یہ دنیا میں واحد نسخہ کئی ہفتے میرے پاس رہا - اس عنایت پر میں مجلس کی طرف سے جناب ممدوح کا شکریہ ادا کرتا ہوں —

نسخۂ حبیب گنج حبیب گنج کے اس نسخہ میں بھی کاتب کا نام یا کتابت کا سن درج نہیں ہے - جیسا کہ اوپر بیان ہوا آخری اوراق مفقود ہیں ' آخری صفحہ پر ترک موجود ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آگے ضرور کم سے کم ایک یا زیادہ اوراق موجود تھے - اسی خاتمۂ کتاب سے چند ورق پہلے حاشیہ پر ایک عنوان کا شعر تحریر ہے - یہ اسی بحر و قافیہ میں ہے جس میں تغلق نامہ کی داستانوں کے دوسرے عنوانات لکھے گئے ہیں —

حدیث چترو کشوردادن شہزادگان وانکہ بشغل آراستن کار ملوک وبندہ وچاکر

اس عنوان سے معلوم ہوتا ہے کہ کم سے کم ایک داستان امیر خسرو کی لکھی ہوئی اور موجود تھی جس میں تغلق کی تخت نشینی کے بعد، ملوک و امرا کے جدید مراتب و مناصب کا حال تحریر تھا ــــ

نسخے کے اوراق بھی بعض جگہ غیر مرتب ہوگئے ہیں مگر ان کا سلسلہ تھوڑے سے تجسس کے بعد مل جاتا ہے۔ کتابت کی بے شمار غلطیاں پائی جاتی ہیں، جن میں بہت سی مولوی رشید احمد صاحب مرحوم نے اپنی نقل میں درست کردی تھیں اور ہم نے اس اصلاح سے کافی استفادہ کیا۔ کتاب کو بار بار محنت اور غور کے ساتھ پڑھنے سے بہت سی دوسری غلطیاں بھی صاف ہوگئیں۔ مگر سوائے بالکل صریحی اور یقینی اغلاط کے ہم نے متن میں ہر جگہ نسخۂ حبیب گنج کی کتابت کی بجنسہ نقل کردی ہے اور مولوی رشید احمد صاحب یا اپنی قیاسی تصحیح کو حاشیہ میں لکھا ہے۔ کتاب کی آخری خواندگی اور تصحیح میں مولانا احتشام الدین صاحب حقی دہلوی سے نہایت مفید مشورے ملے جس کے لئے میں ان کا منت گزار ہوں ہر بار کی خواندگی اور تصحیح میں شہدا محمد صاحب حیدرآبادی جو مجلس مخطوطات کے دفتر میں کام کرتے ہیں، برابر معین رہے اور بعض عمدہ مشوروں سے مجھے ممنون کیا ــــ

نسخۂ حبیب گنج کے ایک صفحہ کا عکس لے کر شامل کتاب کردیا گیا ہے جس سے اس کی تقطیع اور خط کا اندازہ ہوگا۔ یہاں اتنا اور لکھ دینا چاہئے کہ اس نسخہ کے سر ورق پر یہ

الفاظ تحریر ہیں :

"جہانگیر نامہ عطاے حیاتی کاشی -

اللہ اکبر -

دہلی - خانقاہ قطب صاحب -

مرزا سکندر بخت"

پہلے جملے سے قیاس ہوتا ہے کہ شاید یہ نسخہ خود حیاتی کاشی نے لکھوا کر اپنے کسی دوست کو "عطا" کیا تھا - مگر افسوس ہے کہ اس کے بعد کی سر گزشت نا معلوم ہے اور خود مرزا سکندر بخت کے متعلق بجز اس صریحی قیاس کے کہ تیموری خاندان کے شہزادے ہوںگے * اور کچھہ حالات معلوم نہیں ہوے - نسخہ مجلد ہے - اگرچہ جلد کچھہ بہت پرانی نہیں ہے - البتہ کاغذ یقیناً کم و بیش دو سو سال کا پرانا معلوم ہوتا ہے - جگہ جگہ سے کرم خوردہ اور کہیں کہیں پانی کی سیل کا نشان بھی موجود ہے - کل صفحات (۱۹۷) ہیں - نثر کا پہلا عنوان اور بعد کے

---

* مکرمی مولوی غلام یزدانی صاحب جنھوں نے از راہ کرم اس مقدمے کو ناقدانہ ملاحظہ کیا اور اپنی راے سے مجھے مستفید فرمایا ' لکھتے ہیں کہ :

'' ایک میرزا سکندر بخت دہلی میں غدر کے بعد بھی موجود تھے اور تھوڑا عرصہ ہوا کہ ان کا انتقال ہوا ہے ''—

خود جناب شروانی صاحب کو یہ کتاب لکھنو کے کسی کتب فروش سے ملی تھی—

منظوم عنوانات نیز کہیں کہیں بعض نام سرخی سے لکھے ہوے ہیں —

آخر میں دولت آصفیہ دام اقبالہا کا شکریہ ادا کرنا فرض ہے جس کی امداد سے مجلس مخطوطات فارسیہ اس قابل ہوئی کہ اس نادر و نایاب تاریخی مثنوی کو دنیاے علم کے سامنے چھاپ کر پیش کرتی ہے - فقط —

جمادی الاول سنہ ۱۳۵۱ ھ
حیدر آباد دکن

خاکسار
سید ہاشمی

خلاصۂ مثنوی

(بقلم سید ہاشمی فرید آبادی)

دیاتی کی تمہید

حمد کے (۳۶) شعر ہیں اور اس کے بعد یہ کہہ کر کہ 'دیاتی'
حمد کا پورا حق کون ادا کرسکتا ہے بغیر کسی نعت و منقبت
وغیرہ کے مدح بادشاہ (جہانگیر ابن اکبر) کی طرف گریز
کیا ہے —

(۳۸) شعر بادشاہ کی مدح میں لکھ کر مثنوی ہذا کے
متعلق لکھتا ہے کہ یہ سنہ ۱۰۱۹ ھ کا ذکر ہے کہ وقت مساعد
اور زمانہ سازگار تھا جب کہ ایک نہایت مبارک رات کو میں بادشاہ
کی خدمت میں حاضر تھا۔ بادشاہ نے زبان مبارک سے ارشاد
فرمایا کہ "چھ سو کچھ" سنہ میں شاعر مشہور امیر خسرو نے
بہت سی دوسری تصانیف کے بعد تغلق نامہ کی ترتیب کی اور
حمد و مدح نیز بادشاہوں کے اوصاف اور اہل غفلت کی نغمہ
پردازی اور بعض ماتحتوں کی غداری و سرکشی کے متعلق بہت
کچھ تحریر کیا۔ اس کتاب کا ایک "دفتر" محفوظ ہے لیکن
ابتدائی اور آخری اوراق اور سلسلۂ نظم حتیٰ کہ خود کتاب کا نام

غائب ہوگئے ہیں۔ اور جا بجا سے عنوان بھی چھٹ گئے ہیں۔ ایسی عمدہ کتاب کو حوادث روزگار نے ابتر و پریشان کردیا ہے۔ میرے خیال میں اسی وقت یہ بات آئی کہ کسی ایسے شاعر سے جو اس کا اہل ہو فرمایش کی جائے کہ اس نظم میں سے جو چیزیں ضایع ہوگئی ہیں وہ ان کو پورا کردے'—

یہ فرمانے کے بعد (حیاتی بیان کرتا ہے کہ) اس وقت جب کہ زمانہ فتنے سے خالی تھا' میرے نصیبے کا قفل کھلا۔ اور بادشاہ کی نظر مجھ پر پڑی اور اشارہ ہوا کہ اے شخص اس پرانے مجموعے کو تو نیا کر تاکہ خسرو کی روح ہم سے خوش ہو۔ تو اس کام کی بخوبی اہلیت رکھتا ہے۔ جب تک یہ اتمام کو نہ پہنچے ہاتھ سے قلم نہ رکھیو (نمبر ۸۰ تا ۱۰۰)۔

حیاتی کہتا ہے کہ میں نے حکم بادشاہی کو بسر و چشم قبول کیا اور اس نظم کے لکھنے میں دل و جان سے مصروف ہوگیا —

پھر چند اشعار میں بادشاہ کے اس خیال کی تعریف لکھ کر اسے دعائیں دی ہیں (تا نمبر ۱۲۵) اور یہ دو شعر نقل کیے ہیں:—

۱ – چو بہند آسماں از دیدۂ مہر شود خارا زر از زیبائی چہر

۲ – نگر ہدہد کہ مرغے کم ہنر شد سلیماں چوں گزیدش تاجور شد

پھر نیکوں کی تعریف اور ان کی صحبت کے فوائد اور تمثیل میں ایک حکایت لکھی ہے (نمبر ۱۲۷ تا نمبر ۱۵۱) اور اس کے بعد صراحت کی ہے کہ میں نے یہ اشعار نصیحت آمیز اس وجہ سے لکھے کہ تغلق نامۂ خسرو میں ایک داستان پند و موعظت

کی تھی جو ضایع ہوگئی اور اب اس کے صرف یہی دو شعر (جو اوپر نقل کیے گئے) باقی رہ گئے ہیں۔ چونکہ بادشاہ کا حکم تھا کہ یہ کمی پوری کی جائے لہذا میں نے چند ٹکڑے اسی مثنوی کی طرز پر نظم کیے۔ اور ان دو شعروں پر اتنے نفیس اشعار کا اضافہ کردیا (تا نمبر ۱۶۷) —

مذکورۂ بالا بیان کے بعد متن میں تو صریحاً اصل مثنوی یعنی تغلق نامۂ امیر خسرو کی نظم شروع ہوجاتی ہے لیکن حاشیہ پر بارہ شعر، بظاہر بعد میں، بڑھا دئے گئے ہیں۔ ان میں حیاتی لکھتا ہے کہ اگر اب بھی میرے (یعنی حیاتی کے) عمدہ کلام کی تشنگی باقی ہے تو ناظرین کتاب کے خاتمے کو دیکھیں جہاں میں نے بڑے تکلف سے بزم مسرت کا نقشہ کھینچا ہے* (نمبر ۱۶۸ تا نمبر ۱۸۰) —

پھر امیر خسرو کے وہی دونوں شعر، (جن پر یہ تمہید کے ایک سو چھتر شعر لکھے تھے) نقل کردیے ہیں جو اس بات کا مکرر اشارہ ہے کہ یہاں سے اصل مثنوی تغلق نامۂ خسرو شروع ہوتی ہے —

اصل مثنوی تغلق نامہ

(۱)

ہر چند تغلق نامہ کے ابتدائی اوراق ضایع ہو گئے اور بظاہر حمد و نعت کی داستان یا پہلے باب میں صرف وہ دو شعر باقی

---

* لیکن جیسا کہ مقدمۂ کتاب میں ہم بیان کرچکے ہیں ہمارا نسخہ ناقص الآخر ہے اور اصل مثنوی کے آخری اوراق کے ساتھ بظاہر حیاتی کے یہ محولۂ بالا اشعار بھی نابود ہو گئے ہیں۔

رہ گئے جن کا حیلانی نے اوپر ذکر کیا تاہم مثنوی کا اصل مضمون یہیں سے شروع ہوتا ہے اور مصنف رحمۃاللہ علیہ ایک تمثیلی حکایت سے کتاب کا آغاز کرتے ہیں کہ کسی بادشاہ نے جوہریوں کی پرکھ آزمانے کے لیے انگوٹھی پر سبز بلور کا ٹکڑا جڑوا لیا اور فن کے ایک ماہر کو دے کر کہا کہ اس زمرد کی قیمت کیا ہوگی۔ وہ شخص جس طرح اپنے فن میں کامل تھا اسی طرح نہایت عاقل و ادب شناس بھی تھا۔ کہنے لگا کہ ایسا جواہر دنیا بھر میں نہیں مل سکتا۔ اس پر بادشاہ نے بگڑ کر ارادہ کیا کہ اس جوہری کو اندھا کرادے لیکن اس نے رو کر جان کی امان مانگی اور عرض کیا کہ اے بادشاہ میں نے پہلی ہی نظر میں اس نگینے کی حقیقت پہچان لی تھی لیکن جب یہ بادشاہ کے ہاتھ میں آیا تو از خود بیش قیمت جواہر بن گیا۔ میں نے اسے زمرد اس لیے نہیں کہا کہ سوائے رنگ کے اس میں کچھ نہ تھا اور ادب شاہی کی وجہ سے اس کا اعزاز یہ کیا کہ اسے ایک نادر روزگار چیز بتایا ــــ

یہ حکایت لکھ کر، امیر خسرو اپنے ممدوح بادشاہ (غیاث الدین تغلق اول) سے خطاب کرتے ہیں کہ ہر چند میری کتاب کوئی قدر و قیمت نہیں رکھتی لیکن جب تجھ جیسا بادشاہ اس پر کرم کی نظر کرے گا تو اس کی قیمت خود بخود بڑھ جائے گی۔ پھر اپنی اور اپنے کام کی بے حقیقتی لکھ کر فرماتے ہیں "میں نے اپنی لیاقت کے مطابق کوشش کی ہے۔ اے بادشاہ تو اپنی شان کے مطابق کام کر اور اسے قبولیت دے"۔ آخر میں چند شعر اپنی گناہ گاری اور اس کے مقابلے میں رحمت الٰہی کی بے کراں

وسعت پر تحریر کئے ہیں اور حسب معمول بادشاہ کو دعا دے کر دوسری داستان شروع کی ہے - (تا بیت ۲۷۰)

(۲)

نہ سپہر وغیرہ بعض دوسری مثنویوں کی طرح مصنف رح نے اس مثنوی کی داستان کے عنوان بھی منظوم تحریر کئے ہیں- لیکن اصل مثنوی کی بحر ہزج مسدس مکسور ہے اور جملہ عنوانوں کی بحر ہزج سالم ہے چنانچہ اصل مثنوی کا پہلا عنوان یہ ہے :-

خطاب از حضرت شاہ و از و خواہش بہ بستاخی

کہ از چشم رضا و مرحمت بیند دریں دفتر

پھر بادشاہ وقت غیاث الدین تغلق کی مدح کرتے ہیں کہ وہ رزم و بزم دونوں میں یگانۂ روزگار ہے - اس کی بزم " فردوس زمانہ " ہے اور اس میں بہت سے " فردوسی " یعنی شعرائے قادرالکلام موجود ہیں - ان میں سے ہر ایک نے اپنی جادو بیانی دکھائی اور شاہ نامے لکھے - مجھکو بھی بادشاہی اشارہ ہوا کہ اس کے نام پر تازہ نقش تیار کروں - ہر چند میری مثنوی میں کوئی موتی اس قابل نہ تھا کہ اسے مسند شاہی پر نچھاور کرتا لیکن جب اس شاہ غازی کے حالات لکھنے کی ہمت کی تو اس کی برکت سے معانی کے موتی غیب سے برسنے لگے - اسی امداد غیبی سے میں نے یہ موتیوں کی لڑی تیار کی کہ شاید حضور بادشاہ کے پسند آئے کیونکہ ادنیٰ کلام بھی بادشاہ کی پسند سے اعلیٰ ہوجاتا ہے - اور جس خطا کو بادشاہ جایز رکھتے ہیں ، وہ تحریر کی زینت و صنعت بن جاتی ہے (۲۲۵ تا ۲۳۸)- اس کے بعد دوبارہ تقریباً

(۴۰) شعر بادشاہ کے اوصاف جہاں داری ' سپہ گری ' حسن انتظام اور عدل و تدبیر کی مدح میں لکھے ہیں اور دعا دے کر ' "در شروع نظم می گوید" کے نثر یہ عنوان سے اصل قصے کا آغاز کیا ہے - یعنی سلطان قطب الدین خلجی ' کی آئندہ تباہی کی تمہید میں لکھتے ہیں کہ شراب ' عشق ' جوانی ' حکومت اور اقبالمندی وغیرہ ایسی ہوائیں ہیں کہ جس کے سر میں بھر جاتی ہیں ' اسے مستقبل کا کچھ ہوش باقی نہیں رہتا لیکن بادشاہ کو عشق و مستی کی وجہ سے مدہوش ہو جانا کسی طرح مناسب نہیں کیوں کہ اس کے ذمے صرف اپنی ہی سود و بہبود اور ذاتی حفاظت نہیں ہے بلکہ تمام رعایا کی حفاظت اور پاسبانی کا وہی ذمہ دار ہوتا ہے بادشاہوں کو آدمی کے انتخاب میں بھی بہت احتیاط کرنی چاہیے - خصوصاً اس لیے کہ ان کے سامنے جو لوگ آتے ہیں ان میں بہت سے دوست کے لباس میں چھپے ہوئے دشمن ہوتے ہیں - انہی نصائح میں یہ بلیغ شعر لکھا ہے :—

"چو در ہر کس سپاس و ناسپاسی است فراست دختر مردم شناسی است"

پھر لکھتے ہیں کہ آخرکار یہ بات سب پر روشن ہوگئی کہ سلطنت پر عنقریب بلا آنے والی ہے اور سلطان قطب الدین مبارک (خلجی) کی زندگی کی خیر نہیں ہے - حسن خسرو خاں جس کو بادشاہ نے خاک سے پاک کیا اور بہت ادنیٰ درجے سے رتبۂ اعلیٰ تک پہنچایا ' اور جس کی نسبت کسی برائی کا گمان اس کے دل میں نہ گزرتا تھا ' وہ سپیرے کے پالے ہوئے سانپ کی طرح بادشاہ کی جان لینے کے درپے ہو گیا - بعض لوگوں نے

اشارے کنایے میں بادشاہ سے یہ بات عرض بھی کی لیکن قضائے آسمانی نے اس کے گوش تمیز کو بند کردیا - اور اس نے دوست دشمن میں امتیاز نہ کیا - یہاں ایک شعر (نمبر ۳۰۹) میں بادشاہ کی ہوسناکی کے نام سے اسی جذبۂ شہوت رانی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جس کی صراحت مولف فیروز شاہی نے اس واقعے کے بیان میں جابجا کی ہے —

حسن خسرو خاں کے متعلق لکھتے ہیں کہ وہ نسل و نژاد کے اعتبار سے ہندو تھا - بادشاہ نے اسے وزارت و نیابت کے عہدوں سے سرفراز کیا اور اس کے ساتھ یک جان و دو تن ہوگیا لیکن حسن کا دل صاف نہ تھا - وہ ظاہری اطاعت کی تہ میں دشمنی کی تلوار تیز کر رہا تھا - خبرداروں نے کئی بار مخبری کی - لیکن بادشاہ کا ستارہ گردش میں تھا - اور عشق و محبت پر کسی کی بادشاہی کا زور نہیں چلتا - وہ اسی طرح غفلت میں رہا - اور حسن نے غداری کے ارادے سے براوو قوم کے بہت سے ہندوؤں کو اپنے پاس نوکر رکھ لیا - امیر خسرو فرماتے ہیں کہ یہ قوم ہندوؤں میں سپاہی پیشہ اور لڑنے والی ہوتی ہے - بدایونی نے بھی حسن خسرو خان کے براوو ساتھیوں کا ذکر کیا ہے - لیکن برنی اور اکثر بعد کے مورخ انھیں " پروار " بتاتے ہیں جو براوو یا براوو سے الگ ، گجرات کی ایک نیچ ذات کا نام ہے —

الغرض ، امیر خسرو تحریر فرماتے ہیں کہ جس شام کو جمادی الثانی سنہ ۷۲۰ ھ کا نیا چاند نکلا ، اسی رات خسرو خاں نے اپنے ساتھیوں کو محل کے اندر بلا لیا - غافل بادشاہ سے محل کے

دروازوں کی کنجیاں وہ پہلے ہی حاصل کرچکا تھا - لیکن اندر کے حصے میں جب وہ بالا خانے کی طرف چلے جہاں بادشاہ اور خسرو خاں تھے تو راستے میں قاضی سے دو چار ہوے اور اسے انھوں نے مار ڈالا - برنی نے اس کا پورا نام قاضی ضیاء الدین لکھا ہے اور صراحت کی ہے کہ وہ بادشاہ کا اُستاد تھا اور اس نے خسرو خاں کی سازش سے ایک مرتبہ بادشاہ کو خبردار بھی کیا تھا ' لیکن بادشاہ نے اس کی بات نہیں سنی بلکہ خسرو خاں سے کہہ دیا کہ قاضی ضیاء الدین تیری نسبت ایسا کچھہ کہتا ہے- برنی کا بیان ہے کہ اسی دشمنی کی بنا پر خسرو کے آدمیوں نے ضیاء الدین کو قتل کیا ـــ

بہر حال قاضی کے مرنے پر محل میں ہنگامہ برپا ہوگیا - تغلق نامے کے بیان کے مطابق کچھہ اور بادشاہی آدمی بھی اسی ہنگامے میں مارے گئے اور بادشاہ کو بھی آخرکار خبر ہوگئی کہ اس کے ساتھہ دغا کی جارہی ہے - تب خسرو خاں کو جو بالا خانے پر اس کے پاس تھا پٹخ کر وہ اُس کی چھاتی پر چڑھ بیٹھا ' لیکن کوئی ہتیار ہاتھہ نہ آیا جس سے خسرو خاں کو مار سکتا اور چونکہ نیچے کے شور اور آوازوں سے معلوم ہوتا تھا کہ حملہ آور بالاخانے پرچڑھ رہےہیں لہذا خسروخاں کو چھوڑ کر وہ زینے کی طرف چلا - جیسا کہ برنی نے لکھا ہے یہ محل سرا کا راستہ تھا مگر اس سے قبل کہ بچ کر نکل سکے ' خسرو خاں نے دوڑ کر اس کے پٹے پکڑ لئے اور اتنی دیر میں کہ بادشاہ اپنے بال اس کے ہاتھہ سے چھڑاے ' اس کے ہندو ساتھی آ پہنچے - اور ان میں سے ایک شخص جاہریا نام (جہریا) نے ایک

ہی کاری وار میں بادشاہ کا کام تمام کردیا اور سر کاٹ کر نیچے صحن میں پھینک دیا - (تابیت نمبر ۳۷۴) - برنی نے صراحت کی ہے کہ یہ قصر ہزار ستون کا واقعہ ہے —

پھر امیر خسرو لکھتے ہیں کہ حسن خسرو خاں کے ساتھیوں میں یہ گفتگو ہوئی کہ اب تخت پر کس کو بٹھایا جائے - اس کے ہوا خواہوں نے اس موقع پر کسی شہزادے کو تخت پر بٹھانے کی سخت مخالفت کی - اور کہا کہ جب تونے اپنے ولی نعمت کو قتل کر دیا تو اب خود بادشاہی اختیار کر ورنہ تجھے کوئی بادشاہ زندہ نہ چھوڑے گا - اس رائے میں خسرو خاں کے بعض مسلمان رفیق بھی شریک تھے - یہی مشورہ آخر میں اختیار کرلیا گیا - اور دوسری صبح خسرو خاں نے مسند شاہی پر جلوس کیا —

مصنف تغلق نامہ کے اس بیان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خسروخاں کا منشاء صرف سلطان قطب الدین کو ہلاک کردینے کا تھا - تخت پر قبضہ کرنے کی رائے بعد میں قرار پائی - لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ برنی کے قول کے مطابق وہ سازش کی تیاریاں مدت سے کر رہا تھا - برنی نے یہ بھی لکھا ہے کہ اسی رات تمام بڑے بڑے امرا کو خسرو خاں نے قصر ہزار ستون میں بلا کر نظر بند کردیا اور رات بھر محل میں ایسی روشنی رکھی کہ دن معلوم ہوتا تھا - مگر امیر خسرو نے اس نظر بندی اور روشنی کا کوئی ذکر نہیں کیا —

(۳)

" سخن در سن عمرو خواندن شہزادگاں وانکہ
حدیث دو خلف گاں از خلاف آمد نہ خلجو"

زمانے کے عبرت ناک انقلابات اور دنیا کے عیش و جاہ کی بے ثباتی پر چند نصیحت آمیز شعر لکھ کر مصنف رح تحریر فرماتے ہیں (از نمبر ۴۱۷) کہ پہلے کے جو عبرت ناک افسانے سنے تھے ان سے بڑھ کر خود اپنے زمانے میں یہ حادثہ اپنی آنکھوں دیکھنے کا اتفاق ہوا کہ علاءالدین جیسے صاحب سطوت بادشاہ کی اولاد ایسی بے دردی سے بے گناہ قتل کردی گئی ' اس کی تفصیل یہ ہے کہ سلطان قطب الدین کے مارے جانے کے بعد اس کے پانچ بھائی باقی تھے - ایک فرید خاں (۱۵) سال کا جو قرآن ختم کرچکا تھا اور سپاہیانہ فنون سیکھ رہا تھا - دوسرے ابوبکر خاں جس کی عمر (۱۴) سال کی تھی ' قرآن پڑھ رہا تھا اور نظم و نثر اور خوش نویسی سے خاص مناسبت اور دلچسپی رکھتا تھا - ان سے چھوٹے علی خاں اور بہا خاں دونوں آٹھ آٹھ سال کے تھے اور پانچواں بھائی عثمان صرف پانچ سال کا تھا - اس جگہ یہ تصریح مناسب ہوگی کہ مورخ برنی نے صرف دو شہزادوں کے نام لکھے ہیں اور تغلق نامے میں ان کے نام عمر اور تعلیم کی جو تفصیل درج ہے وہ اور کسی تاریخ میں نہیں ہے - اسی سے بخوبی ثابت ہے کہ یہ مثنوی امیر خسرو کی تصنیف ہے جو اس وقت پائے تخت دہلی میں موجود تھے —

القصہ امیر خسرو لکھتے ہیں کہ ایسے کم سن ' ہونہار ناز پروردہ شہزادوں کی نسبت خسرو خاں نمک حرام نے قتل و نابینا کرنے کا حکم دیا - حکم کے ساتھ ہی اس کے وحشی سپاہی محلات شاہی میں ' جہاں ہوا اور فرشتے کا گزر نہ تھا ' بے محابا گھس

پڑے - محل سرا میں ایک قیامت برپا ہو گئی - پردہ نشین بیبیاں بد حواس ہو کر ہر طرف بھاگتی اور چھپتی پھرتی تھیں اور ان کے پیچھے یہ غولِ بیابانی دوڑ رہے تھے اور شہزادوں کو نام لے لے کے پکارتے تھے کہ اگر وہ باہر نکل آئیں تو ان کے ساتھ کوئی برائی نہ کی جائے گی - جب ان شہزادوں کو یقین ہو گیا کہ ان قضا کے فرشتوں سے جان بچانا غیر ممکن ہے تو انہوں نے اپنے آپ کو ان کے حوالے کردیا - اور جس طرح قصائی بھیڑوں کو مسلخ کی طرف ہانک کے لے چلتا ہے ، ان معصوم مظلوموں کو خسرو خاں کے سپاہی لے چلے - ان کے پیچھے پیچھے ان کی مائیں اور محل سرا کی بیبیاں اور نوکریں فریاد و فغاں کرتی چلیں - وہ ان بچوں کو اپنے سے جدا کرنا نہ چاہتی تھیں کہ ظالموں نے پہلے ان میں سے دو بڑے بھائیوں کو زبردستی جدا کیا - اس وقت فرید خاں نے سخت فریاد و فغاں کی مگر شہزادۂ ابو بکر نے اسے روکا کہ یہ نالہ و فریاد مردانگی کے خلاف ہے - اگر تقدیر میں مارا جانا لکھا ہے تو ہمیں مردوں کی طرح صبر و شکر سے جان دینی چاہیے - پھر ان شہزادوں نے وضو کے لیے پانی مانگا - اور پانی نہ مل سکا تو تیمم کر کے دوگانہ ادا کیا اور ان بے رحم جلادوں کے آگے گردن جھکا دی - یہ قتل و خونِ ناحق بظاہر محل سرا کے بالا خانے پر ہوا تھا اور یہیں سے ان کا خون پرنالے کے راستے بہہ کر نیچے گیا (بیت نمبر ۵۲۴) - شاہی محل سرا میں سخت کہرام برپا ہو گیا ، خصوصاً ان معصوم مقتولوں کی ماؤں نے رو رو کے برا حال کیا اور ایسے دلگداز بین کیے کہ محلاتِ شاہی میں کبھی نہ سنے گئے ہوں گے —

ان دو بڑے شہزادوں کو قتل کرانے کے بعد خسرو خاں نے باقی تینوں بچوں کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا کر اندھا کرا دیا - یہ کیفیت امیر خسرو نے ایک جدا گانہ عنوان کے تحت میں ایسی درد ناک تفصیل کے ساتھ بیان کی ہے جسے پڑھ کر بے اختیار دل بھر آتا ہے اور جیسا کہ وہ خود تصریح کرتے ہیں (نمبر ۹۱۹) یہ تمام حالات انہوں نے ایک چشم دید راوی سے سن کر لکھے ہیں ' اور حقیقت میں یہ دونوں داستانیں تاریخی اہمیت کے علاوہ ' امیر خسرو کی قوت مشاہدہ اور قوت بیان کا حیرت انگیز اور یادگار نمونہ ہیں - مجھے امید نہیں کہ کوئی تاریخی نظم صحت واقعات اور بیان کی درد انگیزی میں ان داستانوں سے بڑھ کر کبھی لکھی گئی ہو حتیٰ کہ میرے ایک ذی علم دوست یہ قیاس ظاہر کرتے تھے کہ امیر خسرو نے جس تفصیل کے ساتھ محل سرائے شاہی کے ان واقعات کو تحریر کیا ہے انہیں پڑھنے کی با حمیت مسلمان غالباً تاب نہ لاسکتے تھے - اور شاید اسی لیے امیر خسرو کی تاریخی مثنویوں میں صرف تغلق نامہ ایسی کتاب ہے جو زیادہ مقبول و مروج نہ ہوسکا -

(۴)

اس کے بعد ایک مستقل عنوان کے تحت میں امیر خسرو نے بیان کیا ہے کہ حسن خسرو خاں کی ایسی غداری اور تخت سلطنت پر غاصبانہ قبضہ کرلینے کے باوجود امرائے سلطنت میں سے کسی نے دم نہ مارا - اور اپنے بادشاہ کے قتل کیے جانے پر کسی کی ہمت یا حمیت نہ ہوئی کہ کافر نعمت حسن سے ان سفاکیوں کا بدلہ

لیتا - بخلاف اس کے سب کے سب طوعاً یا کرھاً اس کی اطاعت پر آمادہ ھوگئے بجز غازی ملک تغلق کے جو اپنے اولیائے نعمت کی یہ خانہ بربادی سن کر سخت پیچ و تاب کھاتا تھا اور انتقام لینے کے لیے بے چین تھا لیکن چونکہ اس کا بیٹا ملک فخرالدین جونا خاں جو آگے چل کر محمد تغلق کے نام سے وارث تخت ہوا اور جسے امیر خسرو ملک فخرالدول اور فخرالحق کے نام سے یاد کرتے ھیں' پائے تخت دھلی میں موجود تھا اور اس اندیشے سے کہ حسن اسے کوئی گزند نہ پہنچائے غازی ملک تغلق اپنے ارادۂ انتقام کا اظہار نہ کر سکا (نمبر ۶۸۰ تا نمبر ۷۱۰) —

خود ملک فخرالدین کو ان افسوسناک واقعات کا دلی صدمہ تھا اور بالآخر جب اس سے صبر نہ ھوسکا تو اس نے ایک محرم راز علی بغدی کو اپنے باپ کے پاس بھیجا اور جملہ حالات سے اطلاع دی - " علی افدی " کے نام سے ایک امیر کا ذکر ضیاء الدین برنی نے کیا ھے جو تغلق اول کے اعیان درلت میں شامل تھا اور اعجاز خسروی کے بعض خطوط میں بھی یہ نام بسبیل تمثیل آتا ھے - القصہ جب علی' غازی ملک تغلق کے پاس پہنچا تو اس نے جواب میں بیٹے کو کہلا بھیجا کہ وہ جس قدر جلد ممکن ھو پائے تخت دھلی سے نکل کر آجائے - چنانچہ فخرالدین جونا نے ملک بہرام کے بیٹے کو هم راز بنایا اور چند چیدہ سواروں کے ساتھ باپ کے صوبے کی طرف روانہ ھوگیا اور دھلی کے لشکر کثیر میں سے کسی کی همت نہ ھوئی کہ اس کو جا پکڑتا - برنی نے لکھا ھے (اور غالباً یہ اس کی بھول ھے) کہ خسرو خاں نے اس کے تعاقب میں لوگ بھیجے

تھے مگر وہ اس کو نہ پا سکے اور ناکام واپس آ گئے - ابن بطوطہ کی روایت یہ ہے کہ خسرو خاں نے فخرالدین کو حکم دیا کہ گھوڑے شہر کے باہر پھرا لائے - وہ بھاگنے کی فکر میں تھا - اسی حیلے شہر کے باہر نکلا اور دیپالپور کی طرف فرار ہوگیا —

بہر حال فخرالدین اور اس کے ساتھی بخیر و عافیت غازی ملک کے پاس پہنچ گئے اور بیٹے نے باپ کو آمادہ کیا کہ وہ غاصب خسرو خاں پر فوج کشی کرے - اور اس نے بیٹے کو اطمینان دلایا کہ میں صرف تیرے آنے کا منتظر تھا اور اب اپنے اولیاے نعمت کے انتقام لینے میں کوشش کا کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ کروں گا —

اس داستان میں کتابت کی اغلاط اور کاغذ کے کرم خوردہ ہونے سے اصل نسخے کے بعض اشعار صاف اور صحیح نہ پڑھے جاسکے - تاہم " صفت خنجر ملک غازی " کے ذیلی عنوان کے تحت میں شاعر نے اس امیر کے سپاہیانہ جذبات کا نقشہ کھینچا ہے (نمبر ۷۷۲ تا نمبر ۷۸۶) اور بیٹے کی ملاقات اور گفتگو (نمبر ۸۱۳ تا نمبر ۸۴۳) اس خوبی سے لکھی ہے کہ بے اختیار آفرین کہنے کو جی چاہتا ہے —

(۵)

مصنف (رح) لکھتے ہیں کہ ملک فخرالدین کے دہلی سے نکل جانے سے یہ معلوم ہوا گویا مکان کے چار ارکان میں سے ایک رکن، یا تخت کے پایے میں سے ایک پایہ کم ہوگیا - اس نے گھوڑا باہر کیا ہانکا کہ حسن کا گھوڑا یک بیک بیٹھ گیا - اور کمان کے سرے ڈھیلے ہوگئے —

رفیقوں سے مشورہ کیا کہ اب کہا کہا جائے - اور دوسرے امیروں

کو کس طرح قابو میں رکھا جاے - ہوا خواہوں نے راے دی کہ اول تو جتنے شاہزادے تخت کے وارث ابھی تک زندہ ہیں سب کو قتل کرا دیا جاے کہ سوا‌ے تیرے کوئی سلطنت کا دعویدار نہ رہے - دوسرے جنگ جویوں کو قابو میں رکھنے کی بہترین صورت یہ ہے کہ انہیں بے دریغ روپیہ دیا جاے - اگر تو بادشاہ رہا تو یہ روپیہ سب وصول ہو جاےگا ورنہ ظاہر ہے کہ تیرے کس کام آے گا - حسن کو یہ مشورہ پسند آیا اور کمال بے رحمی سے جو شہزادے زندہ باقی تھے انہیں قتل کرا دیا - ملک غازی کو یہ اطلاع ملی تو اور زیادہ غضب ناک ہوا اور دل میں کہا کہ اگر خدا چاہے تو ان ہندوں کا انتقام ان کتوں سے لیے بغیر نہ رہوں گا - (تا نمبر ۸۹۶) —

اس کے بعد امیر خسرو نے نئے عنوان کے تحت میں دوبارہ حسن کے مجلس مشاورت کرنے کا حال لکھا ہے - در حقیقت حسن خسرو خاں فخرالدین جونا کے نکل جانے سے ہی ایسا لرز گیا تھا (چو شمشیر تنگ از جنبش سخت) کہ اسے غازی ملک تغلق کی فوج کشی اور اپنا برا انجام آنکھوں کے سامنے نظر آتا تھا اور وہ اپنے اس خوف و ہراس کو چھپا نہ سکتا تھا - لیکن ان دو تین مسلمان امیروں میں جو سلطان قطب الدین کے قتل کی سازش میں حسن کے شریک ہوگئے ' ایک شخص یوسف صوفی بہت تیز و تند تھا - برنی نے بھی اس کا ذکر بہت کچھ نفرین و ملامت کے ساتھ کیا ہے - مذکورۂ بالا مجلس مشاورت میں اس نے حسن کی حمایت اور وفاداری میں ایک پرجوش تقریر کی

اور کہا کہ ہمیں ہرگز غازی ملک سے خوف نہ کرنا چاہیے اور اگر وہ سرکشی کرے تو اپنے نئے بادشاہ کے سامنے سینہ سپر ہوکر باغی کی سرکوبی کرنی چاہیے - پھر اسی جوش و خروش میں ایک تیز پا قاصد غازی ملک تغلق کے پاس دیپالپور بھیجا اور یہ پیام دیا کہ اے سردار اگرچہ تو جنگ آزمودہ اور بہادر ہے لیکن حق کے سامنے سر جھکانا تیرا فرض ہے - ورنہ تیرا وہی انجام ہوگا جو بادشاہوں سے بغاوت کرنے والوں کا ہونا چاہیے۔ غازی ملک تغلق یہ پیام سن کر یوسف صوفی کی گستاخی پر بہت بگڑا اور اس کو سخت سست کہتے کہتے یہاں تک بے قابو ہوا کہ تلوار کھینچ کے قاصد ہی کا سر اڑا دیا (نمبر ۹۸۹) - دہلی میں جب یہ خبر پہنچی تو صوفی خاں اور حسن کے ساتھیوں کو اور زیادہ پریشانی ہوئی اور وہ سمجھ گئے کہ غازی ملک اس قسم کی دھمکیوں سے قابو میں آنے والا نہیں ہے - (تمثیل میں ایک اونٹ کی دلچسپ حکایت جسے بڈھے کاشتکار نے ڈھولک بجا کے ڈرانا چاہا تھا - تا نمبر ۱۰۱۹) —

(۶)

تقریباً (۳۰) اشعار قلم اور خط نویسی کی تعریف میں لکھنے کے بعد امیر خسرو بیان کرتے ہیں کہ فخرالدین جونا سے سلطان قطب الدین کے حالات قتل سن سن کر غازی ملک تغلق کو اور زیادہ غصہ آیا کہ ملک میں اتنے نمک خوار امیر و وزیر موجود ہیں مگر حیف ہے کہ کسی کو اپنے ولی نعمت کے

بچانے یا اس کا انتقام لینے کی توفیق یا ہمت نہ ہوئی - اس نے کہا کہ اب میں پختہ ارادہ کرتا ہوں کہ اگر اور کوئی میرا ساتھ نہ دے گا تو بھی خدا کے بھروسے پر تنہا ان کافر غاصبوں سے بدلہ لیئے بغیر نہ رہوں گا - پھر دبیر خاص کو طلب کیا اور ذیل کے بڑے بڑے امیروں اور صوبے داروں کے نام خط لکھوائے - خط لکھوانے کا ذکر دوسری تاریخوں میں بھی آتا ہے - لیکن ناموں کی یہ تفصیل و تصریح کہیں موجود نہیں ہے - اور یہ بجائے خود اس بات کی مزید شہادت ہے کہ مثنوی تغلق نامہ کسی با خبر ہم عصر مورخ ہی کی تحریر ہو سکتی ہے -

۱ - ایک خط مغلطی حاکم ملتان کے نام - برنی نے بھی اس کا ذکر کیا ہے اور جیسا کہ آگے آئے گا یہ شخص غازی ملک تغلق کا ساتھ نہ دینے کی وجہ سے اپنے ہی ایک ماتحت سردار بہرام سراج کے ہاتھ سے مارا گیا - فرشتہ وغیرہ بعد کے بعض مورخوں نے اس بہرام سراج کو غلطی سے بہرام ایبہ لکھ دیا ہے -

۲ - دوسرا خط محمد شاہ حاکم سیوستان کے نام - سیوستان سے سندھ کا شمالی مغربی علاقہ سہوان مراد ہے جو اب ضلع لڑکانا میں معمولی قصبہ رہ گیا ہے اور اُس وقت ایک صوبے کا صدر مقام تھا —

۳ - تیسرا خط بہرام ایبہ (حاکم اُچّھہ) کے نام جس کا خطاب کشلو خاں ہوا - ابن بطوطہ نے لکھا ہے کہ غازی ملک تغلق نے ملک جونا سے دہلی بھاگ کر آنے سے بھی پیشتر ملک بہرام

کو جو اس کا بڑا دوست تھا، خفیہ خط بھیجا اور مشورہ کیا تھا کہ قطب الدین خلجی کا انتقام کس طرح لیا جائے۔ بہرام ہی نے اس کو یہ صلاح دی کہ پہلے اپنے اور خود بہرام کے بیٹے کو دہلی سے کسی طرح نکال لیا جائے۔ چنانچہ ابن بطوطہ کے بیان کے موافق ملک جونا اور ملک بہرام کا بیٹا خود غازی ملک تغلق کی تحریک سے فرار ہوئے، اگرچہ تغلق نامہ میں جیسا کہ ہم ابھی پڑھ چکے ہیں، یہ بیان کیا گیا ہے کہ خود ملک فخرالدین جونا نے اپنے باپ کو دہلی کے انقلاب کی اطلاع دی۔ اس وقت تک غازی ملک کے بہرام کو خط وغیرہ لکھنے کا ذکر تغلق نامے میں نہیں آیا ہے۔ بہرحال یہ ملک بہرام ابیہ نہایت نامی گرامی امیر تھا اور اسی کی معاونت سے غازی ملک کو خسرو خاں سے لڑنے کی جرأت بڑھی۔ فتح کے بعد بھی غازی ملک تغلق نے بقول ابن بطوطہ ملک بہرام ابیہ سے درخواست کی تھی کہ وہ تخت بادشاہی کو قبول کرے اور بہرام نے اصرار کیا کہ غازی ملک تغلق بادشاہ ہو۔ یہاں اتنا اور بڑھا دینا چاہیے کہ ملک بہرام نے محمد تغلق کے عہد بادشاہی میں بغاوت کی اور شکست کھا کے مارا گیا۔

۴۔ چوتھا خط یک لکھی امیر سامانہ کے نام جس کے غازی ملک سے جھگڑا کرنے کا ذکر آگے آتا ہے۔

۵۔ پانچواں خط حاکم جالور (مغربی راجپوتانہ) امیر ہوشنگ کے نام۔ جیسا کہ امیر خسرو نے اشارہ کیا ہے:

"دگر بر مقطع جالور ہوشنگ — کہ مانند پدر گر گیست در جنگ"

یہ امیر کمال الدین گرگ کا بیٹا تھا اور محمد تغلق کے عہد بادشاہی تک ہم اس کے کارنامے پڑھتے ہیں —

۶ - چھٹا خط عالم ملک الملقب بہ عین الملک ملتانی کے نام، جو اس زمانے کا مشہور امیر ہے اور خسرو خاں نے بھی اس کو وزارت پر بحال رکھا تھا (تا نمبر ۱۰۸۰) -

اس کے بعد امیر خسرو نے (۳۰) اشعار میں ملک تغلق کے خط کا مضمون نقل کیا ہے جس میں وہ قطب الدین کے قتل اور خسرو خاں کے بادشاہ ہوجانے پر امیروں کو غیرت دلاتا اور خسرو سے لڑنے پر آمادہ کرتا ہے - مگر امیر خسرو لکھتے ہیں کہ غازی ملک تغلق کو سب سے زیادہ فکر یہ تھی کہ کسی طرح ملک بہرام ایبہ اس کا رفیق و شریک ہو جائے اور اسی لیے اس کے پاس خط کے ساتھ ایک خاص مصاحب علی حیدر کو روانہ کیا تھا کہ زبانی بھی ملک بہرام کو اپنے ولی نعمت کے انتقام پر آمادہ کرے - جب یہ نامہ اور پیام بہرام کے پاس پہنچا تو اس نے پورے جوش و خروش سے تغلق کی تائید کی اور کہا کہ میں خود قطب الدین اور شہزادوں کے قتل کی خبر سن کر بے تاب تھا اور اگر تم نے اس کام کا بیڑا اٹھایا ہے تو میں دل و جان سے تمہارا ساتھ دینے کو تیار ہوں —

برخلاف بہرام کے جب غازی ملک تغلق کا پیام مغلطی امیر ملتان کے پاس پہنچا تو وہ بہت بگڑا اور کہا کہ اگر دھلی کی مرکزی حکومت سے سرتابی کرتا تو میں کرتا - تغلق جو محض ملتان کے ایک تابع دیپالپور کا حاکم ہے، اس کو یہ حق کیوں کر

حاصل ہوا کہ وہ تخت نشین دہلی سے اُلجھنے کا ارادہ کرتا ہے۔ جب مغلطی کے ان خیالات کی غازی ملک کو اطلاع ہوئی تو اس نے ملتان کے دوسرے سرداروں کو خفیہ طور پر اشارہ کیا کہ وہ امیر ملتان پر حملہ کردیں۔ اس ہنگامے کا سرغنہ بہرام سراج تھا جس کو فرشتہ نے غلطی سے بہرام ابیہ لکھ دیا ہے۔ غرض مغلطی کے ماتحت سرداروں نے اس پر یورش کی، وہ جان بچا کر بھاگا لیکن ایک نہر میں گر پڑا جسے امیر خسرو تصریح کرتے ہیں کہ خود غازی ملک تغلق نے اپنی ملتان کی صوبہ داری کے زمانے میں من جملہ اور بہت سے رفاہی کاموں کے، راوی سے جہلم تک تیار کرایا تھا *۔ مغلطی اسی نہر میں غوطہ کھا رہا تھا کہ بہرام سراج کا بیٹا آ پہنچا اور اس کا سر اُڑا دیا —

محمد شاہ لُر حاکم سیوستان کے پاس غازی ملک تغلق کا قاصد پہنچا تو اس وقت، وہاں کے مقامی سرداروں نے محمد شاہ کے خلاف بغاوت کر رکھی تھی اور یہ امیر قلعے میں محصور تھا۔ غازی ملک کے خط کی وجہ سے اس کے باغی سرداروں نے اس کے ساتھ صلح کرلی۔ اور خود اس نے جوش و خروش کے ساتھ تغلق کی رفاقت پر آمادگی ظاہر کی لیکن مدد کے لیے روانگی میں اتنی دیر لگائی کہ یہاں لڑائی وغیرہ ختم ہوچکی تھی۔ تاہم تغلق نے اس سے کچھ باز پرس

---

* انہیں عمارات میں سے تغلق نامہ میں ایک بڑی عید گاہ کا ذکر آتا ہے اور غالباً یہ وہی مسجد ہے جس کو ابن بطوطہ نے بھی دیکھا تھا۔ (دیکھو سفر نامہ ابن بطوطہ جلد دوم، باب چہارم)

نہیں کی اور اسے اپنے عہد میں بحال رکھا —

غازی ملک نے عین الملک ملتانی کو جو وزیر سلطنت ہونے کے علاوہ اجین اور دھار کا صوبہ دار بھی تھا، خاص طور پر خفیہ مراسلہ لکھا اور اپنے ساتھ شریک ہوجانے کی دعوت دی لیکن عین الملک نے از رہ مصلحت اندیشی یہ خط خسرو خاں کو دکھا دیا تاکہ اس پر اپنی خیر خواہی ثابت کرے۔ غازی ملک نے دوبارہ ایک خفیہ قاصد اس کے پاس بھیجا تو عین الملک نے اسے علحدہ لے جاکر یہ پیام دیا کہ ہر چند اس وقت مجبوری سے میں بظاہر خسرو خاں کے ساتھ ہوگیا ہوں لیکن مجھے اس سے دلی نفرت ہے اور اس جنگ کے ختم ہوتے ہی خود غازی ملک تغلق کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا پھر خواہ میری جان بخشی کرے یا سزا دے —

سامانہ کے حاکم ملک یک لکھی نے (جسے امیر خسرو نے لکھا ہے کہ ایک کم اصل نو مسلم غلام تھا اور سلطان قطب الدین ہی کی عنایت سے اس درجے کو پہنچا تھا) غازی ملک کا خط پڑھ کر تائید و رفاقت کی بجائے عداوت پر کمر باندھی اور تغلق کا خط خسروخاں کے پاس بھیج کر خود غازی ملک پر فوج‌کشی کی۔ مگر اس کی بد زبانی اور سخت گیری سے لوگ پہلے ہی سخت ناراض تھے۔ لڑائی میں اس کو شکست ہوئی اور وہ واپس اپنے مستقر سامانہ میں آکر خسرو خاں کے پاس جانے کا ارادہ کر رہا تھا کہ یک بیک اہل شہر نے اس پر حملہ کیا اور قتل کرڈالا۔ (تا نمبر ۱۳۱۶) —

اس دلچسپ تاریخی نامہ و پیام کی تفصیل کے بعد امیر خسرو ایک نئے عنوان کے تحت میں تحریر فرماتے ہیں کہ

باوجود ان تیاریوں کے غازی ملک تغلق کو سخت تشویش تھی کہ دیکھئے اس کوشش کا انجام کیا ہوتا ہے - اور وہ اپنے دوستوں اور رفیقوں سے بھی اس دلی تردد کو نہیں چھپاتا تھا - لیکن یہ لوگ اس کی شجاعت اور حق کوشی کو یاد دلا کر اس کی ہمت مضبوط کرتے تھے - اور اپنی جان نثاری کا اسے یقین دلاتے تھے - اس احوال کو امیر خسرو نے تیس چالیس ابیات میں نہایت خوبی کے ساتھ تحریر کیا ہے (تا نمبر ۱۳۶۹)- پھر بیان کیا ہے کہ اسی زمانے میں غازی ملک تغلق نے تین خواب دیکھے - ایک میں تو کسی بزرگ نے آیندہ بادشاہی کی بشارت دی - دوسرے خواب میں تین چاند نظر آے - اور اس کی تعبیر یہ لی کہ تین چتر شاہی ہیں- تیسرے خواب میں ایک بہت اچھا باغ دیکھا اور اس سے بھی یہی تعبیر لی کہ یہ بادشاہی کا باغ ہے جو آیندہ اسے نصیب ہوگا - (تا نمبر ۱۴۳۴) —

مگر ان خوابوں سے بڑھ کے ایک فال نیک یہ پیدا ہوئی کہ اسی زمانے میں ایک قافلہ ملتان سے دہلی جاتا تھا جس میں بادشاہ دہلی کے لیے بہت سے گھوڑے اور سندھ کی مالگزاری کا روپیہ بھیجا گیا تھا - غازی ملک کو اس کی اطلاع ہوئی اور اس نے ایک دستہ بھیج کر یہ سارا مال و اسباب لوٹ لیا اور تمام روپیہ اپنے سپاہیوں میں تقسیم کرادیا جس سے وہ مالا مال اور مسرور ہوگئے بلکہ ساری بستی میں وہ رونق پیدا ہوئی کہ بقول امیر خسرو کے دیپالپور' قدیم دارالملک سدیر یا خورنق کا نمونہ بن گیا - اس موقع پر شاعر نے سخاوت اور داد و دہش کی تعریف میں کئی شعر نہایت برمحل تحریر کئے ہیں - اور لکھا ہے کہ امیری اور آقائی کی اصلی دلیل اور

وجہ امتیاز ہی احسان و کرم کے اوصاف ہیں - ورنہ ایک آدمی کو دوسرے آدمی پر کوئی فضیلت نہیں - پھر ایک بلیغ تمثیل اور ملک تغلق کی دعائے دولت و اقبال کے بعد' ذیل کے عنوان سے لشکر دہلی کی جانب پیش قدمی کی کیفیت لکھی ہے -

" صفت ہاے دل غازی ملک وز ہر طرف مژدہ
چو از دہلی بسویش راند لشکر ہائے بحر و بر '

(۷)

داستان کے شروع میں ملک تغلق کی شجاعت' آزمودہ کاری اور اس کی فوج کے جنگی جوش کا ذکر ہے - مگر لکھتے ہیں کہ غازی ملک نے خود پیش قدمی کرنے کی بجائے شروع میں خسرو خاں کے اپنی طرف بڑھنے کا انتظار کیا - اور یہ غاصب اگرچہ غازی ملک تغلق کی تیاریاں سن سن کر نہایت متردد ہو گیا تھا تاہم خیر خواہوں کی نصیحت کے مطابق اس نے ایک بڑا بھاری لشکر آراستہ کیا اور اپنے بھائی کی سپہ سالاری میں جسے "خانخاناں" کا لقب دیا تھا غازی ملک کی طرف روانہ کیا - یہ فوج سرستی تک بڑھی جس کے آگے غازی ملک کا علاقہ شروع ہوتا تھا - اسی سرحد کے ایک قلعے کو تغلق نامے میں سر تبہ لکھا ہے - اور بدایونی کے بیان سے اس کا نام سرستی پایا جاتا ہے - یہاں غازی ملک کی فوج موجود تھی اور اس کے سردار محمود نے قلعہ بند ہو کر لشکر دہلی کا مقابلہ کیا لیکن قلعے کے باہر دیہات کو خسرو خاں کی فوج نے دل بھر کے لوٹا - امیر خسرو لکھتے ہیں کہ ایک ایسے راوی نے جو نہایت با خبر تھا بیان کیا

کہ جس وقت غازی ملک کو یہ خبر پہنچی کہ دھلی کا لشکر کثیر سرستی تک بڑھا آیا ہے تو وہ کثرت فوج کی خبر سے پریشان ہونے کی بجائے اور خوش ہوا۔

"طرب کرد از نشاط روزئی بیش   چو گرگ غالب از بسیارئی میش"

اور اپنی فوج آراستہ کی جو تعداد میں کم تھی لیکن کار دانی میں بہتر تھی اور اس میں 'غز' 'در' 'مغل' 'روسی' 'روسی' 'تاجیک' 'خراسانی' وغیرہ جنگ جو اقوام کے سپاہی شامل تھے۔ یہ فنون سپہ گری میں مشق و مہارت رکھتے تھے اور اسی کے ساتھ غازی ملک کے جان نثار تھے۔ ملک غازی نے روانگی سے پہلے ان لوگوں کو سامنے بلایا اور تقریر کی کہ یہ میری زندگی میں ایک نازک وقت آگیا ہے۔ اور آج ھی تم لوگوں کی شجاعت و رفاقت کا امتحان ہے۔ اگر تم میرا ساتھ نہ دو گے تو بھی میں خدا اور اپنی قوت بازو کے بھروسے پر تنہا جنگ کروں گا۔ جو لوگ میرا ساتھ دینا چاہیں اور اپنا سر ہتیلی پر رکھہ کر میرے ساتھہ قسمت آزمانے پر آمادہ ہوں وہ قسم کھا کر عہد و پیماں کریں۔ بہادر سرداروں نے یہ سن کر از سر نو جاں بازی کا اقرار کیا۔ اور اس محکم عہد و پیماں سے غازی ملک نے مطمئن ہو کر جنگ کی تیاری کی (تا نمبر ۱۶۳۹)۔

(۸)

"مصاف اول غازی ملک با لشکر دھلی
بیان حملۂ زیر و زبر کردن چناں لشکر"

لڑائی کا ذکر شروع کرنے سے پہلے شاعر ایک مناسب محل

تمہید لکھتا ہے کہ میدان کار زار کے خوف اور احوال سے وہی شخص آگاہ ہوسکتا ہے جو جنگ میں زندگی گزار چکا ہو - سپاہی کا فاخرہ لباس اور اسلحہ پہن کر شہر میں اکڑتے پھرنا دوسری بات ہے - لیکن تلوار کی چمک کے آگے ہوش بجا رکھنا کچھہ اور چیز ہے - مزید براں دلیری اور شجاعت دل سے ہوتی ہے - ظاہری ساز و سامان کچھہ کام نہیں آتا :

" نبرد شہر ہر جا ہست روشن کہ نے بر گستوان دارد نہ جوشن
بروں آہن چہ پوشی گاہ پر خاش دروں سو گاہ پر خاش آہنی باش "

پھر لکھتے ہیں کہ جنگ میں عقلمندی بھی کچھہ کام نہیں آتی - اور حق یہ ہے کہ غازی ملک کے سوائے ایسا شخص دیکھنے میں نہیں آیا جو شجاعت اور خرد مندی دونوں سے متصف ہو - الغرض جب غازی ملک نے خسرو خاں کے لشکر کی آمد آمد دیکھی تو سواروں کی صف بندی کا حکم دیا اور انہوں نے اپنے اپنے اسلحہ درست کر کے بدن پر سجائے جس سے ان میں تازہ جوش پیدا ہو گیا - غازی ملک نے خدا سے عاجزانہ دعا مانگی اور اپنے شہر سے نکل کر " ہندوستان " یعنی دہلی کا رخ کیا - یہ فوج تھی تو تھوڑی لیکن نہایت دلیر تھی - اور اس کی مرتب و مستحکم صفوں کو بڑھتے دیکھہ کر فرشتے اور چاند تارے تک اس کے نظارگی ہو گئے تھے - فوج کے اگلے حصے کا سردار ملک فخرالدین جونا تھا اور خود ملک غازی عقب میں تھا - یہ فوج علا پور سے گزرتی ہوئی حوض بہت تک پہنچ گئی اور غالباً اسی کو بدایونی کی تاریخ میں حوض تھا نیسر لکھا ہے - صاف طور پر پتہ نہیں چلتا کہ یہ کونسا مقام تھا - لیکن اسی جگہہ تغلق کی فوج سپاہ دہلی کے

مقابل آئی - اور یہیں لڑائی واقع ہوئی - فرشتہ نے لڑائی کے مقام کے متعلق صرف " حدود سرستی " لکھا ہے اور برنی کا قول اس سے بھی زیادہ مبہم ہے - مگر تغلق نامے کے پہلے بیان اور دوسرے اقوال کو ملانے سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ غازی ملک سرستی ندی کو عبور کر آیا تھا —

اُس کے اِس طرح چترہ کے آنے پر دہلی کی فوج میں چہ می گوئیاں ہونے لگیں اور امیر خسرو کے قول کے موافق اکثر سردار بلکہ سر لشکر خانخاناں بھی خوف زدہ ہو گیا - اب غازی ملک کے لشکر سے ان کے لشکر کا فاصلہ دس کوس کے قریب تھا (نمبر ۱۷۵۹) اور درمیان میں ایک بے آب جنگل تھا - آخر ایک رات دہلی کی سپاہ نے شبا شب یہ میدان طے کیا - اور صبح ہوتے لشکر تغلق کے سر پر جا پہنچی - امیر خسرو کے بیان سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ رات کے سفر اور گرد و غبار سے سپاہیوں کے حلق خشک ہو گئے تھے اور ممکن ہے کہ وہ بہت تھک گئے ہوں - ان کے سواروں نے صفیں جمائیں ' چاؤشوں نے جنگ کی قرنہ پھونکی ' ہاتھیوں کی صف برسات کی کالی گھٹا کی طرح بڑھی جس کا ہر ہاتھی حملہ کرنے میں بجلی اور چلنے میں آندھی تھا - ان پہاڑ جیسے ہاتھیوں پر اونچی اونچی عماریوں سے یہ معلوم ہوتا تھا جیسے پہاڑ پر ابر چھایا ہوا ہے - ان پر تیر انداز چٹکی میں تیر دبائے تیار بیٹھے تھے - ہاتھیوں کے پیچھے سواروں کی صفوں کی صفیں چلی آتی تھیں - قلب سپاہ میں خانخاناں سر پر چتر لگائے اس طرح بیٹھا تھا جیسے " کلاہ باراں " کے

نیچے بھیگی گھانس ہوتی ہے - (نمبر ۱۷۷۰) دائیں بائیں سرداران لشکر اشارے کے منتظر تھے - ہر ایک نے شاہانہ اسلحہ سجے تھے' اور اوہے میں غرق تھا - نقارے کی آواز سے آسمان ہلا جاتا تھا - پہلوانوں کے ہاتھہ میں نیزے دبے ہوے تھے - مسلمانوں کی صفوں سے ہندو سپاہیوں کی صفیں علحدہ تھیں - اور تکبیر کی بجاے اپنے ہندی اشلوک اور دیوی دیوتاؤں کے نام جپ رہے تھے - غرض یہ لشکر آگ کے طوفان کی طرح بڑہ رہا تھا - اس کا ایک سرا زیادہ پھیلا ہوا اور دوسرا سمٹتا ہوا تھا - (نمبر ۱۷۹۲) —

ادھر غازی ملک تغلق کی سپاہ چند حصوں میں منقسم تھی اور اس کے ایک حصے کو دور ہٹتا ہوا دیکھہ کر لشکر دہلی نے خیال کیا کہ یہ لوگ خوف زدہ ہو کر میدان سے نکل جانا چاہتے ہیں لہذا اور بھی تیزی سے ان پر جھپٹے - اتنے میں فوج کا دوسرا حصہ سامنے آیا اور چونکہ یہ بھی تعداد میں کم تھا لہذا سپاہ دہلی نے بڑے جوش و خروش سے حملہ کردیا - لیکن ابھی تلوار سے تلوار لڑنے نہ پائی تھی کہ تغلق کی دوسری صفیں قطار در قطار اس طرح نمودار ہوئیں کہ آگے آگے ملک فخر الدین جونا تھا - ایک طرف بہرام ابیہ آگ کے پہاڑ کی طرح چلا آتا تھا - بہاء الدین' اسد الدین' علی حیدر' شہاب الدین (ہریک) اپنے اپنے دستوں کو نہایت جاں بازی سے لڑانے لاے تھے اور ملک غازی کے اشارے کے منتظر تھے - معلوم ہوتا ہے کہ سپاہ دہلی اپنے پہلے ہی ریلے میں اس قدر آگے بڑہ آئی کہ غازی ملک

کے قلب کی فوج اس کے دونوں طرف پھیل گئی اور گھیر کر اتنے تیر مارے کہ صدہا آدمی نشانۂ اجل ہوگئے - (تیر کی تعریف نمبر ۱۸۱۵ تا نمبر ۱۸۳۶) اس کے بعد نیزے توں کے تلواریں کھینچ کر دشمن پر جا پڑے - خسرو خاں کی طرف سے ایک بازو کے سردار قتلا (خاں) نے جو شاہی میر شکار کا عہدہ رکھتا تھا، غالباً ایک جدا حملہ کیا تھا کہ ایک تغلقی سوار کے ہاتھ سے زخم کاری کھایا - وہ چلایا کہ مجھے اپنے سردار کے پاس لے چلو - وہ میرا مرتبہ پہچانتا ہے لیکن ایک جوق نے اس پر حملہ کردیا اور سر کاٹ کر غازی ملک کے پاس لائے - اس نے ایسے امیر کبیر کے مارے جانے پر بہت افسوس کیا - الغرض اب غازی ملک نے موقع دیکھ کر ایک عام حملہ کیا جس سے دشمن کے پانو اُکھڑ گئے اور خود خانخاناں بھاگ کھڑا ہوا - اسی کے ساتھ یوسف خاں جو بڑے لاف و گزاف کرتا تھا، اور شایستہ خاں اور خضر خاں جو لشکر کے بڑے سردار تھے فرار ہوگئے - ملک فخر الدین کی فوج سے لڑائی جاری تھی لیکن خانخاناں کے بھاگنے سے سپاہ دہلی کا دل ٹوٹ گیا اور جس کا جدھر منہ اٹھا ادھر بھاگا - ملک فخر الدین چاہتا تھا کہ بھاگنے والوں کا تعاقب کرے لیکن اس قدر مال غنیمت پیچھے رہ گیا تھا کہ اس کو سنبھالنا دشوار ہوگیا - بارہ ہاتھی اور خانخاناں کا سرخ چتر فخر الدین جونا کے ہاتھ آئے —

—— * ——

پھر ایک نیا عنوان لے کر امیر خسرو لکھتے ہیں کہ میں نے

فیروزیء بخت سے سوال کیا کہ فتح کے بعد ملک غازی نے کیا کیا اور اس نے جواب دیا کہ غازی ملک خدا کا شکر بجا لایا۔ اور دهلی کی طرف بڑھنے اور خسرو خاں سے جنگ کرنے کی تیاری میں مصروف تھا کہ دهلی کے بہت سے سپاهی اور سردار جو لڑائی میں قتل ہونے سے بچ گئے تھے، نہایت شرمندہ اور دست بستہ اس کے سامنے پیش کیے گئے۔ غازی ملک کے سپاهی ان کو طرح طرح کے طعنے دیتے اور آوازے کستے تھے۔ اسی کے ساتھ بے حساب مال و خزاین اور ساز و سامان جو غنیمت میں هاتھ آیا تھا سامنے لا دیا گیا۔ یہ سب چیزیں خدا کی مہربانی سے غازی ملک کے هاتھ آئیں لیکن جو لوگ گرفتار ہوکر آئے تھے ان پر اس نے بڑی عنایت و مہربانی کی۔ مقتولوں کے حال پر بہت افسوس کیا۔ زخمیوں کی مزاج پرسی سے همت بڑھائی۔ علاج معالجہ کا انتظام کیا اور بعض سرداروں کی خود تیمارداری کی۔ انھی میں ایک سردار تمر تھا جسے غازی ملک کے سپاهی قتل کرنا چاهتے تھے۔ لیکن اس کی درخواست پر تغلق کے پاس لے گئے۔ اس نے اسے قتل سے بچا لیا اور کمال عزت و مہمان نوازی سے پیش آیا بلکہ اپنے هاتھ سے زخموں میں ٹانکے دئیے اور دوا ٹپکائی۔ اور برابر اس کی خبرگیری کرتا رها۔ (تا نمبر ۱۹۵۵) ۔

(۹)

"پس از فتح نشستیں جنبش غازی ملک از جا
ز بہر قلعۂ گیران برائے مسند و افسر"

اس فتح کے بعد غازی ملک نے دهلی کی طرف پیش قدمی

کی - ایک ایسی تمہید کے بعد جس میں جملہ ثوابت و سیارات کی طرف سے نوید فتح و بادشاہی کے اشارات تحریر ہیں' امیر خسرو لکھتے ہیں کہ تغلق کے انتظام سے پالم سے ہانسی اور مدینہ تک ہر جگہہ امن و امان ہو گیا تھا - اور اسی موقع پر جب ایک قافلہ (غالباً بنجاروں کا) فوج والوں نے پکڑا اور ان سے چھہ لاکھہ تنکہ وصول کر کے تغلق کے سامنے پیش کیا تو اس نے یہ نا جائز رقم لینے سے قطعی انکار کردیا - موضع مدینہ (نمبر ۱۹۹۲) رہتک سے چند میل شمال میں اب تک موجود ہے اور پالم شہر دہلی کے شمال میں مشہور گاؤں ہے جہاں سے خود شہر کی سر حد شروع ہو جا تی ہے —

ادھر خانخاناں اور شکست خوردہ سردار دہلی کی طرف بھاگے تو اس تمام علاقے میں ایک ہنگامہ برپا ہو گیا اور جگہہ جگہہ ڈاکو اور چور لوٹ مار کرنے لگے اور خسرو خاں کا انتظام بگڑ گیا - خود شہر میں ان خبروں نے سخت پریشانی پیدا کی - خانخاناں کی فوج میں زیادہ تر دہلی کے سپاہی تھے اور ان میں سے جو لوگ مقتول اور اسیر ہوئے اور گھروں کو واپس نہ آئے' اُن کے عزیز و اقربا میں شہر کے اندر ماتم و فریاد کا شور برپا ہوا - خسرو خاں نے شکست خوردہ سرداروں کو سامنے بلا کر حیرت سے کہا کہ تم جو اس قدر کثیر فوج اور جنگی ساز و سامان لے کر گئے تھے' یہ تم کو کیا ہوا کہ اس قدر آسانی سے شکست کھا کے بھاگے اور اتنے نامی گرامی سرداروں کو کٹوا دیا کہ ان میں سے ہر ایک تغلق کے ہم رتبہ تھا - پھر کہنے لگا کہ اس

میں تمہارا کیا قصور ہے - یہ میری تقدیر کی خرابی ہے - اگر بادشاہی مجھے سزاوار ہوتی تو فتح بھی میرا ساتھ دیتی - پھر تغلق کی شجاعت و ہمت اور اقبالمندی کا اعتراف کیا اور کہا کہ حقیقت میں وہی شخص بادشاہی کا سزاوار ہے - (تا نمبر ۲۰۶۳)

اس کے بعد امیر خسرو ایک نئے عنوان کے تحت میں لکھتے ہیں کہ خسرو خاں کچھ دیر تو اپنی تقدیر کو روتا رہا اور اس نے رفیقوں سے بات کرنی چھوڑ دی - لیکن پھر اپنے عاقل دوستوں کو بلایا اور ان سے مشورہ کیا کہ اب کیا کرنا چاہیے - بعض نے مصالحت کرنے کا مشورہ دیا اور کہا کہ ملک غازی کو کچھ اور علاقہ دے کر رضا مند کر لینا چاہیے - کسی نے کہا کہ یہ خیال خام ہے - وہ شخص جو تلوار لیے چلا آتا ہے اور فتح نے اس کے دماغ میں بادشاہی کا خیال پیدا کر دیا ہے وہ اس قسم کی باتوں سے صلح پر ہرگز آمادہ نہ ہوگا - جب دشمن ایک بار چیرہ دست ہو جائے تو پھر اس سے مصالحت کی بات کرنا اپنے آپ کو اور ذلیل کرنا ہے - اب تو مصلحت اسی میں نظر آتی ہے کہ جواریوں کی طرح جان مال کی بازی لگا دی جائے - جب تونے مسند شاہی پر قدم رکھا ہے تو بادشاہوں کی طرح کمر ہمت باندھ اور خواب گاہ سے نکل کر خون کے میدان میں آ - خزانے کے منہ کھول دے کہ بادشاہوں کا روپیہ اسی دن کے واسطے ہوتا ہے - خصوصاً یہ روپیہ تو تیرا جمع کیا ہوا بھی نہیں ہے - دوسروں نے اسے جمع کیا تھا تو اسے بے دریغ خرچ کر - جنگ میں اگر خدا نے تجھ کو فتح دی تو ایسے خزانے بہت جمع ہو جائیں گے - اور اگر معاملہ برعکس

ہوا تو دشمن کے کچھہ ہاتھہ نہ آئے گا اور اس فیاضی اور داد و دہش کی بدولت تیرا نام باقی رہ جائے گا - حسن اگرچہ یہ باتیں سن سن‌کر دل میں اور ہراساں ہوا جاتا تھا لیکن چونکہ اپنی بہتری کی سوائے اس کے اور کوئی تدبیر نہ تھی لہذا حکم دیا کہ شہر کے باہر لشکر جمع ہو - امیر خسرو لکھتے ہیں کہ اس کی حالت ایسی تھی جیسے پارے کی قُطّی کہ باہر سے منضبط نظر آتی ہے اور اندر لرزہ پڑا ہوتا ہے - بہر حال دلی خوف کو جس طرح بنا چھپایا اور شاہانہ جاہ و جلال کے ساتھہ محل سرا سے باہر آیا - امرا اور سرداران لشکر اپنی اپنی فوجوں اور جنگی ہاتھیوں کے ساتھہ گرد جمع ہونے لگے - ہندوؤں کے ساتھہ ساتھہ خسرو خاں کے مسلمان رفقا بھی تھے -

" چناں آموختہ با آں سپاہاں   کہ خیرات مسلماں با گناہاں "

لشکر کا اجتماع حوض خاص کے میدان میں ہوا جس کے مشرقی سرے پر آج کل فیروز تغلق کا مقبرہ اور مدرسہ بنا ہوا ہے - چونکہ سپاہ کی کثرت تھی اور ادھر غازی ملک کا رعب دلوں پر چھایا ہوا تھا لہذا بہت ہی قریب قریب ڈیرے لگائے گئے - لشکر گاہ کے سامنے ایک بے قاعدہ سی خندق اور پشت کی طرف کچی دیوار بنائی گئی - اسی دیوار کے اندر روشن حوض تھا جس سے مختصر ہونے کے باوجود تمام اہل لشکر پانی لیتے تھے - اس مورچہ بندی اور کثرت تعداد و سامان کے باوجود امیر خسرو لکھتے ہیں کہ غازی ملک تغلق کی آمد آمد کی خبر ہندوؤں پر دنیا تاریک کیے دیتی تھی -

" چو خورشیدے کہ بارد بر جہاں نور   بود بر شب‌پرک تاریک ودیجور "

پھر امیر خسرو ایک نئے عنوان کے تحت میں لکھتے ہیں کہ زر و گوہر نچھاور کرنا بھی اسی کے لیے مفید ہوسکتا ہے جو یہ کام اپنی مرضی اور آزادی سے کرے ورنہ دشمنوں کے خوف سے اور عاجز ہوکر روپیہ لٹانا نہ دینے والے کی ناموری کا باعث ہے نہ لینے والے کی احسان مندی کا۔ چنانچہ خسرو خاں نے بھی محل سے باہر آکر جو روپیہ پانی کی طرح لٹایا اور اس میں مسلمانوں سے کہیں زیادہ ہندوؤں نے اپنے گھر بھرے' اس سے بھی لوگوں کے دلوں میں تغلق کی تلوار کا جو خوف جاگزیں تھا وہ کم نہ ہوسکا - خزانے کے اس طرح لٹا دینے کا ذکر برنی اور بعد کی تاریخوں میں بھی آتا ہے۔ لیکن تغلق کے منزل بہ منزل بڑھنے کی یہ تفصیل کسی تاریخ میں نہیں پائی جاتی جیسی تغلق نامے میں درج ہے کہ وہ ہانسی سے گزر کر مدینہ میں آیا اور وہاں سے رہتک پہنچا۔ پھر موضع مندوتی اور پالم سے بڑھ کر ارولی پربت کی کسنبور نامی پہاڑی کو عبور کرکے لہراوت کے میدان تک آگیا جس کے مشرق میں جمنا اور جنوب کی طرف چند میل پر قدیم دہلی (یعنی سیری) واقع تھی۔ برنی وغیرہ نے بھی لکھا ہے کہ اس کا پڑاؤ اندرپت یعنی پرانے قلعے کے قریب تھا اور غالباً اُس تمام رقبے میں پھیلا ہوا تھا جہاں آج کل نئی دہلی کی عمارتیں بنائی جا رہی ہیں —

اب فریقین ایک دوسرے سے چند میل کے فاصلہ پر آمادۂ جنگ تھے اور معلوم ہوتا ہے کہ تغلق کے پڑاؤ پر پیش قدمی حسن کی طرف سے ہوئی - یہ شعبان سنہ ۷۲۰ ہجری کی چاند رات کا ذکر ہے - فرشتہ نے اور اسی کی دیکھا دیکھی حال کے انگریز مورخوں

نے سن کو غلطی سے سنہ ۷۲۱ ھجری لکھ دیا ہے اور راقم الحروف نے بھی اپنی تاریخ ھند میں یہی غلطی کھائی ہے - لیکن تغلق نامے کے بیان کی تائید بدایونی کے علاوہ خود فرشتہ کے بیان سے بالواسطہ طور پر اس طرح ھو جاتی ہے کہ اس نے غیاث الدین تغلق کی مدت سلطنت چار سال اور چار ماہ اور وفات ربیع الاول سنہ ۷۲۵ ھ میں تحریر کی ہے جو اسی وقت صحیح ھوسکتی ہے جب کہ تخت نشینی کی تاریخ سنہ ۷۲۱ ھ کی بجائے سنہ ۷۲۰ ھ میں قرار دی جائے —

بہر حال اسی شب کو عین الملک ملتانی اپنے خفیہ وعدے کے بموجب خسرو خاں کا لشکر چھوڑ کر صوبۂ اُجین کی طرف چل دیا اور بظاہر اس ھنگامے میں خسرو خاں کو صبح تک اس بات کی خبر نہ ھوئی - وہ رات بھر لشکر کی ترتیب اور سرداروں سے مشاورت وغیرہ میں مصروف رھا اور صبح ھوتے ھی تیز تیز غازی ملک تغلق کے لشکر کی طرف بڑھا - اس کے زبردست لشکر اور سرداروں کی امیر خسرو نے خاصی تفصیل سے کیفیت لکھی ہے کہ ان میں یوسف خاں صوفی، کمال الدین صوفی، شایستہ خاں قر قمار، امیر حاجب کافور "مہروار" نائب امیر حاجب شہاب اودھ کا صوبہ دار اور اسی طرح کئی اور مسلمان سردار شامل تھے - خسرو خاں کا بھائی خانخاناں اور ماموں (یا نانا) رندھول جیسے رائے رایاں کا خطاب دیا تھا، اور بہت سے نئے نئے امیر جو غلامی کے درجے سے یک بیک امارت و سرداری کے مرتبے تک پہنچے تھے، اپنی اپنی فوجیں لیے ساتھ تھے -

لشکر کے آگے آگے جنگی ہاتھیوں کی صف تھی اور انہیں کے گرد دس ہزار جرار سوار براڈو قوم کے، مرنے کی ٹھانے ہوئے ریشمی رومال باندھ کر آئے تھے ان کے نام اہر دیو، امر دیو، نرسیا، پرسھا، ہرمار، پرمار، اور کالی کالی صورتیں تھیں - بعض پرچموں کے آگے جنگلی سور کے دانت لٹکتے تھے - غرض آدھی ہندو اور آدھی مسلمان سپاہ کثیر اور بڑے بھاری جنگی ساز و سامان کے ساتھ خسرو خاں میدان میں پہنچا اور ملک غازی تغلق کو جو اس دن لڑنے کا ارادہ نہ رکھتا تھا، مجبوراً صف جنگ آراستہ کرنی پڑی - اس موقع پر بھی اس نے اپنے خاص رفیقوں کو بلاکر جنگ کا جوش دلایا اور ان سے جان نثاری اور جاں بازی کا از سرنو عہد لیا - ان سب نے اپنے آقا کے سر پر تصدق ہونے کے ولولہ انگیز قول و قرار کیے اور کہا کہ اے سردار، تو ہمارا ولی نعمت ہے اور جہاں کہے گا ہم وہاں اپنی جان لڑا دیں گے اور تو دیکھے گا کہ ابھی ہم اپنے حملے سے اس لشکر کثیر کو کس طرح ٹکڑے ٹکڑے کردیتے ہیں - اب غازی ملک نے مطمئن ہوکر اپنی صفیں آراستہ کیں - میمنے پر بھانجے بہاء الدولہ کو اور دوسری فوج پر ملک بہرام ابیہ کو سردار بنایا - اس کے پہلو میں علی حیدر کا دستہ استادہ کیا - میسرے پر ملک فخرالدین جونا اور اپنے بھتیجے اسد وغیرہ چار سردار مقرر کیے - قلب لشکر کی قیادت خود اپنے ذمے لی - یہ بھی حکم دیا کہ ہر سردار اپنے جھنڈے پر سور کے پر باندھ لے تاکہ غنیم کے جھنڈوں اور اپنے علم میں امتیاز رہے - دوسرے بقول امیر خسرو کے یہ سور کے پر کفار مغول کی

لڑائیوں میں بھی تغلق کے پرچم پر بندھے رہا کرتے تھے اور اس کی فتوحات نے انھیں مبارک و مسعود مشہور کردیا تھا - امیر خسرو نے یہ دلچسپ تفصیل بھی تغلق نامے میں کی ہے کہ اس موقع پر غازی ملک کے لشکر کی پہلول لفظ " قلا " تھی (نمبر ۲۳۹۴) اور اس نعرے کو سن سن کر خسرو خاں کی آنکھوں میں اندھیرا چھایا جاتا تھا - (تا نمبر ۲۳۷۸) —

پھر ایک نئے عنوان کے تحت میں امیر خسرو جنگ کا حال لکھتے ہیں کہ دونوں لشکروں کے آمنے سامنے آتے ہی خسرو خاں کی ایک فوج نے اس شدت سے تغلق کے لشکر پر حملہ کیا کہ اپنے سامنے سے سب کو ریلتے ہوے لشکر کے پڑاؤ تک پہنچ گئے اور ملک غازی تغلق کے پاس ایک دستۂ فوج کے سواے جس میں تین سو سوار تھے کوئی نہ ٹھہرا * - لیکن تھوڑی دیر میں اس کے خاص خاص سردار گرد و پیش جمع ہو گئے اور انھیں کو ساتھ لے کر ملک غازی نے دشمن کے بے حساب لشکر پر حملہ کیا - حملہ آوروں کی تعداد پوری پانسو بھی نہ تھی (نمبر ۲۳۹۰) لیکن معلوم ہوتا ہے کہ یہ جوابی حملہ کچھ ایسا با موقع ہوا تھا کہ غنیم کے لشکر میں پریشانی پیدا ہوگئی - تغلق کا گھوڑا معرکے میں ہر طرف پیش پیش نظر آتا تھا - اور امیر خسرو کے بیان سے معلوم ہوتا ہے (نمبر ۲۴۱۲) کہ حسن خاں کے چھتر پر بھی اسی کا وار ایسا کارگر پڑا کہ چھتر خسرو خاں کے سر پر اُلٹ

---

* اسی واقعہ کو ابن بطوطہ نے اپنے سفر نامے میں تحریر کیا ہے -

کے گرا اور اسی کے ساتھہ اس کے لشکر کی ترتیب بگڑ گئی۔
خسرو خاں بد حواس ہوکر بھاگا۔ اس بدحواسی سے اتنے بڑے
لشکر میں غضب کی ھلچل مچ گئی کہ ہر شخص جدھر منہ اُٹھے
بھاگنا چاھتا تھا اورخود اپنی صفیں ایک دوسرے پربلی پڑتی تھیں۔ بھاگنے
والوں کو حملہ آوروں کے وار روکنے کا بھی ہوش نہ تھا اور بھاگتے میں
زخم کھاتے اور مرتے چلے جاتے تھے۔ بعض لوگ بغیر لڑے ھتیار ڈال
رہے تھے اور بعض چھپنے کے لیے گڑھے اور کھائیں ڈھونڈتے تھے۔
اس ھنگامۂ قیامت میں بھی تغلق کی فوجوں نے جو معلوم ہوتا ھے
کہ اب پوری قوت سے پلٹ پڑی اور تعاقب کر رھی تھیں، مسلمان
سپاھیوں کی کچھہ نہ کچھہ رعایت کی مگر تغلق کے لشکر میں
ایک معقول تعداد پنجاب کے ھندو کھوکھر (گکھڑ) سپاھیوں کی
تھی۔ انھوں نے غنیم کے مسلمان سپاھیوں پر بھی ھاتھہ صاف
کیا۔ غرض ہر طرف مار دھاڑ اور چیخ پکار کا شور تھا اور خسرو خاں
کو بھگا دینے کے بعد تغلق کی فوجیں لوٹ مار کرنے لگی تھیں
کہ یکا یک ایک طرف سے ھندوؤں کے ایک لشکر نے حملہ کیا۔
ملک غازی کی نظر نے فوراً اس خطرے کو بھانپ لیا۔ حملہ آوروں
کی صدائے "نارائن" کے ساتھہ اس نے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔
باوجود اس کے یہ حملہ اتنا تیز اور تند ہوا تھا کہ غازی ملک کے
سنبھلتے سنبھلتے حملہ آوروں نے اس کی فوج کے بہت سے جھنڈوں
کو کاٹ کے گرا دیا مگر غازی نے اسی وقت ایک سپاھی کو
اشارہ کیا کہ اس کا خاص علم جس پر مچھلی بنی ہوئی تھی قایم
کرے اور نقارچی کو حکم دیا کہ تو گھوڑے پر جم کے بیٹھہ جا

اور برابر نقارے پر چوب لگائے جا - اگر تونے آج میرے سامنے نوبت بجانے میں کمی نہ کی اور خدا نے مجھکو فیروز مند کیا تو تیرا نقارہ اشرفیوں سے بھردوں گا - اور جس شخص نے علم گاڑا تھا اس سے کہا کہ اگر تو بھی اسی طرح علم کو لیے قایم رہا تو تیرے قد سے اونچا روپیے کا ڈھیر لگا کر تجھے مچھلی کی طرح اس میں تیرا دوں گا - کیونکہ اگر یہ میرے جھنڈے کی مچھلی قایم اور نقارہ بج رہا ہے تو پھر مجھہ کو دشمن کی سو صفوں کا بھی خوف نہیں ہے (نمبر ۲۴۸۴ تا نمبر ۲۴۹۸) - امیر خسرو لکھتے ہیں کہ غازی کی اس حکمت اور ہمت کی بدولت کہ تن تنہا میدان میں ڈٹا رہا اور اپنا علم قایم رکھا ، اس کے سوار جو منتشر ہو گئے تھے جھنڈے کو دیکھہ کر اس طرف جمع ہونے لگے - اب اس نے غور سے دیکھا تو دشمن کا ایک زبردست لشکر بہت فاصلے پر نظر آیا جس کے ساتھہ تھوڑے سے ہاتھی بھی تھے - اور نشیب میں ہونے کی وجہ سے یہ فوج پوری طرح نظر نہ آتی تھی اور اب تک ملک غازی کے حملوں سے محفوظ رہی تھی - دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ خسرو خاں کے چند مسلمان سرداروں کی فوج تھی - ہندو فوج کا ایک دستہ بھی اس کے ساتھہ تھا - اور خسرو خاں کا خاص رفیق یوسف صوفی خاں ان میں موجود تھا - پس تغلق نے اس طرف رخ کیا اور ایک ہی حملے میں اس فوج کو بھگا دیا - اب دشمن سے میدان خالی اور فتح کے کامل ہونے میں کچھہ کسر نہ رہی تھی - غازی ملک ابھی پڑاؤ کی طرف پلٹتا - اس کے سپاہیوں نے سوائے کھوکھر اور وحشی افغانوں کے زیادہ غارت گری

نہیں کی - اور مسلمان عموماً لوٹ مار سے محفوظ رہے ۔ البتہ بھاگنے والے ہندو سپاہی اور سردار جن کو خسرو خاں کی داد و دہش نے حال میں مالا مال کیا تھا ان کے زر و جواہر خوب لٹے :-

" گروہے گوہر جاں داد برباد گروہے را قضا گنج گہر داد
جہاں را دیر شد کائیں چنین است کہ ہرچہ او را جگرایں رانگین است
کسے کو پشت داد و پس نہ بیند بغارت روئے او را کس نہ بیند
غرے با پز مثل شد در شہانی کہ در غارت نباشد مہربانی "

(۱۰)

" بشارت دادن اسباب شاہی و جہاں داری
دل غازی ملک را بہر مسند ز انجم و اختر "

فتح کے بعد جس کا تغلق نے سب سے پہلے سجدۂ شکر ادا کیا ' امیر خسرو نئی داستان مذکورۂ بالا عنوان سے شروع کرتے ہیں - تمہید میں لکھتے ہیں کہ آدمی کا بلند و پست ہونا تقدیری امور ہیں - اس میں نہ اپنی کوشش کا دخل ہے نہ کسی دشمن کی مخالفت چل سکتی ہے :-

ز تقدیر است چوں بونی بہ تمیز خواص قابلیت در ہمہ چیز
یکے را کز بلندی بہرہ مند است نیارد پست ماندن چوں بلند است
دگر کز آسمانش بہرہ پستی است رہش با چار سوئے زیر دستی است

اب غازی ملک کے تخت شاہی پر پہنچنے کا حال سنو کہ وہ اس روز اپنے پڑاؤ پر ہی رہا - فتح کے ساتھ ہی ہر طرف سے گویا زمین و آسماں اسے زبان حال سے بادشاہی کی بشارت دیتے تھے لیکن ملک غازی اس جذبۂ ہوس کو دل ہی دل میں دباتا اور کہتا تھا

کہ میں ایک سپاہی آدمی ہوں - مجھے مسند شاہی کے پاس نہ پھٹکنا چاہیے کیونکہ بادشاہی بڑی ذمہ داری اور درد سر کا کام ہے - لیکن امیر خسرو لکھتے ہیں کہ جس کو آسمان نے اس کام کے لیے بنایا ہو اسے تقدیر منصب شاہی پر لائے بغیر نہیں چھوڑتی - اس کی مثال میں ایک حکایت لکھ کر' بیان کرتے ہیں کہ صبح کو جو شعبان مبارک کی پہلی تاریخ تھی ' غازی ملک آہستہ آہستہ پائے تخت دہلی کی طرف روانہ ہوا - جلوس کے آگے آگے ہاتھیوں کی صف تھی جو اسی لڑائی میں ہاتھ آئے تھے - نوبت والے طبل و دمامہ بجاتے " نقیب دور باش " کی آوازیں لگاتے ' چل رہے تھے - پیادہ و سوار ننگی تلواریں لیے ' نیزے چمکاتے آگے تھے - یہاں تک کہ جلوس قصر شاہی تک پہنچا اور تغلق نے گھوڑے سے اتر کر وہیں فرش زمیں پر دوبارہ سجدۂ شکر ادا کیا - پھر عماید و امرا سب کو بلا کر جان بخشی اور عام معافی کا مژدہ سنایا - سب کو اپنے برابر عزت سے بٹھایا اور یہ تقریر کی کہ میں ایک معمولی آدمی تھا - سلطان جلال الدین مغفور نے اپنی عنایت سے مجھے مقرب بنایا - اس کے انتقال کے بعد مجھے تردد رہا کہ اتنے میں اقبال علائی کا آفتاب طلوع ہوا اور میں نے بھی بادشاہ کی خدمت اختیار کی - میں پہلے بادشاہ کے بھائی الغ خاں کی ملازمت میں رہا اور اس کی نوازشوں سے بہرہ مند ہوا اور جب وہ گذر گیا تو بادشاہ کی خدمت گزاری کی - اور اسی بادشاہ کی عنایت سے اس درجۂ امارت و سرداری تک پہنچا -

لوگوں نے تغلق کی یہ تقریر سن کر کہا کہ اے امیر! تو اپنی

خوبہاں دوسروں سے کیوں منسوب کرتا ہے جب کہ ہم تیرے حال سے بخوبی واقف ہوں۔ جس وقت بادشاہ نے رنتنبھور کا محاصرہ کیا اور اپنے لشکرگاہ کے گرد ایک حلقہ بنایا اس وقت رائے رنتنبھور نے ایک چیدہ لشکر سے اس حلقے پر شدید حملہ کیا جس سے بادشاہ کی فوج میں ہنگامہ برپا ہو گیا۔ اس وقت بادشاہ نے تجھہ ہی کو حکم دیا اور تو ہی نے اپنی شجاعت اور کوشش سے حملہ آوروں کو شکست دی تھی۔ اسی فتح کی جلدو میں بادشاہ نے تیرا اعزاز و اکرام کیا۔ پھر جب اس بادشاہ (یعنی سلطان جلال الدین) نے وفات پائی اور علاء الدین اس کا جانشین ہوا تو اپنی وفاداری کی وجہ سے تو اپنے عہدے پر بحال رہا۔ بعد ازاں جب مغلوں نے برن (موجودہ ضلع بلند شہر) کی طرف یورش کی اور بہت سے مسلمانوں کو غلام بنا لیا، اس وقت بادشاہ نے تجھی کو مقابلے میں بھیجا۔ وہ چار تمن یعنی چالیس ہزار کا لشکر تھا۔ اور اس کے چاروں سردار مغل شہزادے تھے مگر تو نے تھوڑے ہی عرصے میں اس لشکر کو شکست دی۔ اسی طرح کئی مغل سرداروں کو پے درپے شکستیں دیں اور ہر معرکے میں سرخ رو ہوا۔ پھر سمندر کے قریب بونہل (؟) کے مقام پر کفار مغل سے جو دس ہزار چیدہ جنگ آزماؤں کے ساتھ آئی تھی اور ان کے سردار کا نام بھی تغلق تھا، شدید جنگ ہوئی۔ مگر وہ تغلق کفر کی حمایت میں، اور تو دین کے لیے لڑا تھا اس لیے خدا نے تجھہ کو فتح کامل عنایت کی۔ بونہل کے راجہ سے بھی تو نے خراج اور سمندر کا محصول واہ داری وصول

کہا - پھر حیدر و زیرک کے لشکروں کو شکستیں دیں - غرض کہاں تک تفصیل کی جائے کہ تجھے اٹھارہ بڑے بڑے معرکوں میں فتح حاصل ہوئی ہے - ان کے بعد یہ تازہ فتوحات تھیں جو تجھے لشکر دہلی پر میسر آئیں - شہر خدا حضرت علی کے بعد اتنی فتوحات ابو مسلم کے سوا کس کو حاصل ہوئیں - خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے تجھے اس کامیابی کے لیے زندہ رکھا ورنہ کتنے ہی امرا ہلاک ہوگئے - اب جب کہ تو اتنی بلاؤں سے محفوظ رہا ہے، تخت شاہی پر جلوس فرما اور سلطنت کو از سر نو رونق دے (تا نمبر ۲۶۸۱) —

ملک غازی نے کہا کہ میرا جواب وہی ہے کہ میرا تاج و تخت میری تیر و کمان ہے - جس طرح بادشاہوں سے تیغ آزمائی نہیں ہوتی، اسی طرح جنگ آزماؤں سے نچلا نہیں بیٹھا جا سکتا - مجھے سلطان علاء الدین کی مہربانی سے یہ مرتبہ ملا - اس لیے مجھ پر اس بادشاہ کا بہت بڑا حق واجب تھا - جب میں نے سنا کہ کافر نعمت خسرو خاں نے اس کی نسل کو مٹا دیا، اپنے ولی نعمت خلیفۂ وقت، قطب الدین کو قتل کر دیا، اس کی بیویوں اور بچوں کو بھی مروا دیا - اور طرح طرح کی شوخ بدعتیں کیں، تو دنیا میری آنکھوں میں تاریک ہوگئی - میں نے بہت نوحہ و ماتم کیا اور اپنے دل سے کہا کہ ایسی زندگی پر حیف ہے کہ میرے اولیاے نعمت اس طرح مارے جائیں اور میں ان کا انتقام نہ لوں- حقیقت میں میں نے تین نیتیں کی تھیں - ایک تو یہ کہ میں دین اسلام کی راہ میں جہاد کروں گا - دوسرے یہ

کہ اس مبارک سرزمین کو ایسے کمینے ہندو زادے کے ہاتھ سے چھین لوں اور ان شہزادوں یا عالی نژادوں کو مراتب سلطنت پر متمکن کروں جو اس کے اہل ہیں ۔ تیسری نیت یہ تھی کہ جن کافر نعمتوں نے نسل شاہی کو اس بے رحمی سے برباد کیا ہے انہیں کیفر کردار کو پہنچاؤں ۔ یہ نیتیں محض خدا کی رضا جوئی کے واسطے تھیں اور خدا کے فضل سے میری مضبوط ہمت نے ان تینوں ارادوں کو اتمام کو پہنچایا ۔ اور جب میری مراد بر آئی تو اب میں تمام عمر اس دن کی کامیابی کا شکر ادا کروں گا ۔ میں تخت بادشاہی کا جویا نہیں ہوں اور سوائے دینی جہاد کے تلوار نہ کھینچوں گا ۔ اب اگر نسل شاہی میں سے کوئی شخص بھی زندہ ہے تو یہ تخت سلطنت اسی کے نام لکھا جائے ۔ اور اگر ان میں سے کوئی باقی نہیں رہا ہے تو یہاں اور بہت سے بڑے بڑے امیر موجود ہیں ۔ مجھے اپنا گھوڑا اور دیوپالپور کا ویرانہ سب سے زیادہ پسند ہے (تا نمبر ۲۷۲۴) —

اکابر ملک نے پھر اس کے پاؤں چومے اور اصرار کیا کہ کلاہ بادشاہی تیرے ہی لیے موزوں ہے ۔ اگر تاج کے لایق کوئی اور سر ہوتا تو تقدیر الٰہی یہ عزت و مرتبہ اسی کو بخشتی ۔ ہم جو آج تیرے سامنے زیر و سرنگوں کھڑے ہیں کیوں کر تیرے مقابل میں تخت سلطنت کے سزاوار ہو سکتے ہیں — تغلق نے پھر وہی عذر کیا اور امیروں نے پھر اصرار کیا — تغلق نے کہا کہ میں کوئی بچہ نہیں ہوں کہ آپ لوگوں کی ان تقریروں سے بادشاہی کے شوق میں اس کی دشوار ذمہ داریوں کو بے تامل اٹھا لوں ۔ دوسرے اگر میں

نے بادشاہی قبول کی تو لوگ بھی کہیں گے کہ میں نے اسی غرض سے تلوار کھینچی تھی۔ لوگوں نے آخر میں یہ دلیل بھی پیش کی کہ اگر تیرے سوائے کوئی دوسرا تخت پر بیٹھا تو وہ تجھ سے خایف اور اس لیے تیری مخالفت پر آمادہ ہوے بغیر نہ رہے گا جیسا کہ ابو مسلم کے معاملے میں ہوا کہ اس نے جعفر کو تخت خلافت پر بٹھایا اور جعفر نے اپنی حفاظت کے لیے خود اسی کو قتل کرایا۔ امیر خسرو لکھتے ہیں کہ یہ بات سن کر تغلق بھی سوچ میں پڑگیا اور وہ ابھی اسی تردد میں تھا کہ دور سے اس کے سامنے تین چتر نمودار ہوے۔ اس وقت اسے اپنا وہ خواب یاد آیا جس میں اس نے اپنے سر پر تین چاند چمکتے دیکھے تھے۔ اور بالآخر لوگوں کی درخواست اور تخت شاہی کو بخشش الٰہی سمجھ کر قبول کرنے پر آمادگی ظاہر کی —

تخت شاہی کے لیے اس رد و کد کا حال برنی اور بعد کی تاریخوں میں بھی موجود ہے۔ برنی نے تصریح کی ہے کہ یہ مجلس قصر ہزار ستون میں منعقد ہوئی تھی۔ ابن بطوطہ نے یہ دلچسپ روایت بھی لکھی ہے کہ ملک تغلق اپنے دوست بہرام ایبہ کو بادشاہی کی دعوت دیتا تھا۔ بہرام نے انکار کیا اور کہا کہ اگر تم تخت شاہی قبول نہیں کرتے تو ہم تمہارے بیٹے فخرالدین کو بادشاہ بنا لیں گے۔ یہ سن کر تغلق نے بہتر یہی سمجھا کہ خود بادشاہی قبول کرلے —

(۱۱)

جلوس شہ غیاث الدین و دنیا تغلق غازی
فراز تخت سلطانی چو افریدون و اسکندر

دوسرے روز یعنی ہفتے کی صبح تغلق نے تخت سلطنت پر جلوس کیا اور سلطان غیاث الدین اس کا شاہی خطاب قرار پایا۔ پھر دو منظوم عنوانوں کے تحت میں امیر خسرو نے خسرو خاں اور اس کے بھائی کی گرفتاری اور قتل کا حال تحریر کیا ہے کہ دونوں بھائی فراری میں ایک دوسرے سے جدا ہو گئے تھے۔ خانخاناں کسی بڑھیا کے گھر میں جا چھپا تھا لیکن غالباً اسی روز تغلق کے سواروں کو اس کا پتہ مل گیا۔ انہوں نے فخرالدین جونا کو، جسے اس موقع پر پہلی مرتبہ تغلق نامے میں الغ خاں کے خطاب سے یاد کیا گیا ہے (نمبر ۲۸۱۵) خبر کردی اور اس مکان تک لے آئے۔ الغ خاں نے وعدہ کیا کہ بادشاہ تیری جاں بخشی کردے گا لیکن جب وہ گرفتار ہو کر تغلق کے سامنے لایا گیا تو اس نے حکم دیا کہ اسے شہر میں پھرایا جائے اور جس طرح اس نے مستورات کی پردہ دری کی تھی اس کی بھی تشہیر کی جائے۔ چنانچہ بڑے بڑے بازاروں میں اس کو پھرایا گیا۔ اور اس کے بعد سر کاٹ کر کنگرے پر لٹکا دیا گیا —

پھر امیر خسرو ایک پند آموز تمہید کے بعد لکھتے ہیں جب خسرو خاں شکست کھا کے میدان سے بھاگا تو چند ہم قوم برادو سوار بھی اس کے ساتھ تھے۔ وہ تھوڑی دیر ہر طرف دوڑتے پھرے کہ امن کی جگہہ یا پناہ کا راستہ مل جائے۔ لیکن اس دوادوش میں راستہ بھول گئے اور خسرو خاں اپنے ساتھیوں سے بھی الگ ہو گیا۔ اور گرتا پڑتا ایک ویران باغ میں جا چھپا۔ برنی نے لکھا ہے کہ وہ اپنے قدیم آقا ملک شادی کے مقبرے کے باغ

میں جا چھپا تھا - اور دوسرے روز وہاں سے گرفتار ہو کے آیا۔ ابن بطوطہ لکھتا ہے کہ وہ تین دن تک برابر باغ میں چھپا رہا اور پھر بھوک سے بے قرار ہو کر ایک باغبان کو اپنی انگوٹھی دی کہ اسے گروی رکھ کر کچھ کھانا لائے - یہ انگوٹھی پکڑی گئی اور اسی سے خسرو خاں کا کوتوال کو سراغ مل گیا - تغلق نامے میں لکھا ہے کہ بادشاہ نے الغ خاں کو اسے گرفتار کرنے کے لیے بھیجا - غرض وہ گرفتار ہو کر تغلق کے سامنے پیش ہوا - بادشاہ نے اس سے سوال کیا کہ اے ظالم تونے اپنے ولی نعمت کے ساتھ یہ کیا کیا کہ اس نے تجھ کو اپنے دل میں جگہ دی اور تونے اس کا خون کردیا - خسرو خاں نے جواب دیا کہ میرا حال دنیا کو معلوم ہے —

"اگر نارفتنی بر من نرفتے زمن نا آمدے ویں فن نرفتے"

اس بیت میں قطب الدین کی بد فعلی کا اشارہ ہے جس کا برنی نے بار بار اور خاص صراحت سے ذکر کیا ہے - تغلق کے سوال پر کہ شہزادوں نے تیرا کیا بگاڑا تھا جو ان کو اس بے رحمی سے قتل کیا - خسرو خاں نے جواب دیا کہ یہ مشورہ میرے رفیقوں نے مجھے دیا تھا - اس کا الزام حقیقت میں مجھ پر نہیں - پھر جب پوچھا گیا کہ تخت و سلطنت پر تونے کیوں قبضہ کیا تو اس نے کہا کہ میں کسی شہزادے کو تخت پر بٹھانا چاہتا تھا مگر میرے بدرائے مشیروں نے مجھے ڈرایا کہ اگر تو ایسا کرے گا تو تیری خیر نہ ہو گی - تغلق نے یہ سوال بھی کیا تھا کہ مجھ پر تونے کیوں فوج کشی کی - خسرو خاں نے کہا کہ

میں تجھکو پالم تک کا علاقہ دینے پر تیار تھا لیکن یہ رائے بھی نہ چلی اور خدا نے تجھکو غالب اور تخت و سلطنت کا وارث بنا دیا۔ آخر میں خسرو خاں نے جاں بخشی کی درخواست کی اور یہ بھی کہا کہ اسے اندھا کرکے کسی گاؤں میں گوشہ نشینی کی اجازت دے دی جائے (نمبر ۲۹۰۶) مگر تغلق نے اسے قبول نہیں کیا اور کہا کہ میں نے بادشاہ اور شہزادوں کا انتقام لینے کے لیے یہ جنگ کی تھی اور تجھکو زندہ چھوڑنا میرے عہد اور اعلان کے خلاف ہوگا۔ پھر جلادوں کو حکم دیا کہ جس جگہ سلطان قطب الدین مبارک شاہ کو خسرو خاں نے قتل کرایا تھا اسی مقام پر لے جا کر خسرو کا سر قلم کردیا جائے۔ چنانچہ سر کاٹ کر صحن میں پھینک دیا گیا کہ آیند و روند کے قدموں میں پامال ہو۔ اس کے قتل ہونے کی قریب قریب یہی روایت ابن بطوطہ نے لکھی ہے —

....

تغلق نامے کا جو نسخہ موجود ہے وہ اسی بیان اور بیت نمبر (۱۹۲۰) پر ختم ہوگیا ہے۔ لیکن صفحے کے آخر میں ترک موجود ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے آگے کے کچھہ اوراق ضایع ہوگئے ہیں۔ ایک عنوان بھی آخری صفحہ سے دو تین ورق پہلے حاشیے پر تحریر ہے جو غالباً آخری فصل کا عنوان تھا۔ اور وہ یہ ہے —

حدیث چتر و کشور دادن شہزادگاں و انکہ
بشغل آراستن کار ملوک و بندہ و چاکر

معلوم ہوتا ہے کہ اس آخری فصل میں لوگوں کے خطابات و خدمات کی تصریح تھی اور پھر وہ اشعار ہوں گے جو حماقی کے خاتمے پر تحریر کرے تھے۔ لیکن جیسا کہ مقدمۂ کتاب میں بحث کی گئی ہے یہ آخر کے اوراق جو تلف ہو گئے تعداد میں کچھ زیادہ نہیں ہو سکتے —

سید ہاشمی

حیدر آباد۔ شوال سنہ ۱۳۵۱ ھ

مقدمہ

(نا تمام)

نوشتہ مولوی رشید احمد صاحب انصاری مرحوم

حضرت 'امیر خسرو' رحمۃ اللہ علیہ کی تمام تصانیف میں تغلق نامہ سب سے زیادہ اہم اور سب سے زیادہ ضروری اور زیادہ قیمتی تصنیف ہے۔ عام مورخ اس بات پر متفق ہیں کہ وہ حضرت امیر کی سب سے آخری تصنیف ہے بلکہ حاجی خلیفہ نے کشف الظنون * میں یہ لکھا ہے کہ یہ نظم تمام ہونے نہیں پائی تھی کہ حضرت امیر کی وفات ہوگئی۔ اس کی اہمیت کی دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ خالص تاریخی تصنیف اور اس میں قطب الدین مبارک شاہ کے قتل سے لے کر غیاث الدین تغلق کی تخت نشینی تک کے نہایت تفصیلی واقعات ملتے ہیں جن سے ہماری موجودہ کتب تواریخ ساکت ہیں۔ بلا شبہ تاریخ علائی †

---

* کشف الظنون مطبوعۂ درمطی صفحہ (   ) اس میں تغلق نامہ کو تعلق نامہ لکھا ہے جو چھاپہ کی غلطی ہے —

† صیغۂ خسروی کے سلسلہ میں تاریخ علائی کی تصحیح اور متعدد نسخوں کے ساتھ اس کا مقابلہ میں کرچکا تھا۔ افسوس ہے کہ اب تک اس کے چھپنے کی نوبت نہیں آئی —

ایک ایسی کتاب ہے جس کو تاریخی کہا جاسکتا ہے اور جس میں حضرت امیر نے سلطان علاء الدین خلجی کی بعض فتوحات کو اپنے خاص شاعرانہ انداز میں صنایع بدایع کے سخت التزام کے ساتھ بیان کیا ہے - ممکن ہے کہ اس سے بھی بعض تاریخی غلط فہمیوں کی اصلاح ہوجائے - لیکن تاہم اس کی تاریخی حیثیت کے مقابلہ میں ادبی حیثیت زیادہ غالب ہے اور اس لحاظ سے وہ تغلق نامہ کی برابری نہیں کر سکتی —

ان دونوں باتوں کے علاوہ خاص وجہ تعلق نامہ کی اہمیت کی یہ ہے کہ وہ صدیوں سے کم یاب یا نایاب یا قطعاً مفقود سمجھی جاتی ہے - تمام مورخ اور تذکرہ نویس یا تو اس کی کم یابی کی شکایت کرتے ہیں یا اس کے فقدان پر افسوس کرتے ہوے دیکھے جاتے ہیں - اور جہاں تک مجھے علم ہے کوئی شخص اس بات کا اقرار نہیں کرتا کہ اس نے تغلق نامہ کو دیکھا ہے - البتہ حاجی خلیفہ نے اس کتاب کے متعلق اس قدر صحیح بیان دیا ہے جس سے گمان غالب ہوتا ہے کہ اس نے یہ کتاب ضرور دیکھی ہے - اس زمانہ میں نئی تصانیف ایک ملک سے دوسرے ممالک میں جس سرعت کے ساتھ پہنچ جاتی تھیں ' اس سے کچھ بعید نہیں معلوم ہوتا کہ یہ کتاب بھی قسطنطنیہ پہنچ گئی ہو اور حاجی خلیفہ کی نظر سے گزری ہو اور چونکہ وہاں کے شاہی کتب خانے اس وقت تک محفوظ ہیں اس لیے یہ بھی کچھ بعید نہیں کہ اس کتاب کا کوئی نسخہ اس وقت تک وہاں کے کتب خانہ میں محفوظ ہو - بہر حال حاجی خلیفہ کے الفاظ یہ ہیں :... .....

جب نواب عمادالملک بہادر کی تحریک پر مدرسۃ العلوم علی گڈھ میں فراہمی و ترتیب تصانیف خسروی کا کام شروع ہوا تو اس کے کارکنوں کی خاص توجہ تغلق نامہ کی طرف مبذول ہونا ایک قدرتی بات تھی چنانچہ اس کی تلاش میں سب سے زیادہ اہتمام کیا گیا۔ خداوند تعالیٰ نواب اسحاق خاں کو غریق رحمت فرمائے۔ عجیب نیک دل اور پاک باطن بزرگ تھے۔ تصانیف خسرو کے ساتھ جس قدر ان کو دلچسپی تھی اور جس قدر شوق تھا وہ ظاہر بینوں کی نظر میں خبط بلکہ جنون کے درجہ کو پہنچ گیا تھا، اور تغلق نامہ کے ساتھ تو ان کو خاص شغف تھا۔ ہر صاحب ذوق سے وہ اسی کا تذکرہ کرتے اور یہی فرمایش کرتے تھے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ انہیں کے جذب قلبی اور نیک نیتی کا ثمرہ تھا کہ ایک ایسی کتاب جس کی تصنیف کو چھ صدیوں سے زائد زمانہ گزر چکا ہے اور مورخین سوائے نام کے اس کی نسبت اور کچھ نہیں جانتے اور جس کے مفقود ہوجانے پر علمی دنیا متفق ہوچکی تھی از سرنو پھر عالم وجود میں آئے اور زیور طبع سے آراستہ ہوکر اہل شایقین کے ہاتھوں میں اس کی رسائی ہو —

تغلق نامہ کا انکشاف جن ابتدائی مراحل سے گزر کر پایۂ تکمیل کو پہنچا ان کی روداد نہایت دلچسپ اور سننے کے قابل ہے۔ یہاں اس کو مختصراً بیان کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ اس بیان کو سرسری نظر سے دیکھنے والے ممکن ہے کہ یہ خیال کریں کہ تغلق نامہ کی ایجاد کا فخر صرف اس خاکسار کو حاصل ہے۔ مگر حقیقتاً یہ خیال صحیح نہیں ہے۔ اس فخر

میں جناب مولانا حبیب الرحمن خاں صاحب شروانی میرے ساتھ شریک ہیں بلکہ شریک غالب ہیں - وہ اس تحریک کے بانی ہیں - * سب سے پہلے انہوں نے جہانگیر نامہ پر ایک مبسوط تنقید لکھی - جس میں وہ اگرچہ کسی صاف نتیجہ پر نہیں پہنچ سکے لیکن ان بحثوں اور کاوشوں سے میں نے ضرور فائدہ اٹھایا جس کا میں اعتراف کرتا ہوں - جس طرح اس تحریک کا آغاز ہوا اس کو مولانا شروانی ہی کے الفاظ میں میں بیان کرنا زیادہ مناسب سمجھتا ہوں - آپ اپنے تنقیدی مراسلے میں جو نواب اسحاق خاں مرحوم مغفور کے نام ہے تحریر فرماتے ہیں :

" تبصرہ † طبع ثانی ایک ہفتہ ہوا موصول ہوا - غایت دلچسپی کی وجہ سے نے میں اس کو مکرر پڑھا - تغلق نامہ کے متعلق آپ کی تاسف آمیز تحریر پڑھ کر دل میں ایک حسرت کی موج اٹھی اور اس خیال سے دل تڑپ کر رہ گیا کہ کاش میں اس کا نسخہ حاضر کر سکتا - اسی اضطراب میں خیال آیا کہ کتب خانہ میں حیاتی کاشی کا جہانگیر نامہ ہے جو بجواب تغلق نامہ لکھا گیا تھا - اس کو دیکھنا چاہیئے شاید حالات پر کچھ روشنی پڑے - اس کو نکال کر دیکھا - حسب ذیل واقعات معلوم ہوئے..... ..."

غرض کہ مولانا شروانی کا مراسلہ جس کا خلاصہ اوپر دیا گیا ہے

---

* جہانگیر نامہ کا نسخہ جو بعد میں تغلق نامہ ثابت ہوا انہیں کے کتب خانہ سے نکلا -

† تبصرۂ ثانی متعلق ترتیب کلیات خسروی صفحہ ۴۲

اور جہانگیر نامہ کا قلمی نسخہ نواب اسحاق خاں مرحوم نے آخری فیصلہ کے لیے خاکسار کے سپرد فرمایا ۔ میں نے ان دونوں چیزوں کو سر سری نظر سے دیکھا ۔ مجھہ کو قطع نظر اس بات کے کہ حیاتی کے اقوال کا صحیح محمل کیا ہو سکتا ہے اس کتاب میں حضرت امیر خسرو کی روح محسوس ہوئی اور آخر کار مجھہ پر منکشف ہو گیا کہ سوائے چند ابتدائی اوراق کے جو حیاتی کاشی کے طبع زاد ہیں اور جس میں اس نے جا بجا اپنا نام لکھا ہے باقی تمام کتاب امیر خسرو کی ہے اور یہ وہی کتاب ہے جس کا نام تغلق نامہ ہے اور جس کی نسبت علمی دنیا صدیوں سے یقین کرچکی ہے کہ وہ مفقود ہو گئی ــــ

میں نے اپنی یہ رائے مع ان دلایل کے جو اس سر سری مطالعہ کے وقت میرے خیال میں آئے اور جو اثبات مدعا کے لیے کافی تھے لکھہ کر بھیج دی تھی - جو تبصرۂ ثانی میں مولانا شروانی کے مراسلہ کے ساتھہ چھپ چکی ہے - مگر اس بحث کی اہمیت کا لحاظ کر کے میں چاہتا ہوں کہ ان تمام دلائل و شواہد کو جو میں نے اس وقت لکھے تھے اور نیز جو عمیق مطالعہ اور مزید غور و فکر کے بعد میرے خیال میں آئے زیادہ توضیح اور تفصیل کے ساتھہ لکھوں :

(۱) جہانگیر نامہ اور عشقیہ میں بیان کا انداز اور ترکیبوں کی بندش اور قوافی کی نشست بالکل متحد واقع ہوئی ہے بلکہ بعض اوقات پورے پورے مصرعے اور شعر باہم مل جاتے ہیں - اور سوائے ایک دو لفظوں کے کچھہ فرق نہیں ہوتا- مقابلہ کے لیے

میں نے عشقیہ کو اس لیے ترجیح دی ہے کہ وہ حضرت امیر کی اواخر عہد کی تصنیف ہے اور متعدد واقعات دونوں کتابوں میں مشترک ہیں۔ اور بحر بھی دونوں کی ایک ہی ہے۔ چند شعر ملاحظہ ہوں :—

جہانگیر نامہ	عشیقہ
همی گفت آسمان را آفتابش	ازاں بے مهر شد دینار خورشید
که سکه می شوم بهر خطابش	که دارد سکهٔ نام تو امید
گهر هائے که گوهر پاش از امید	گهر هائے که هر یک را ز امید
بنور چشم خود پرورد خورشید	بصد خون جگر پرورد خورشید
ازاں خون و ز موج اشک رنگیں	ز کوبش بر رخ پر خون و رنگین
حنا می بست بردست نگاریں	حنا می بست بر دست نگارین

چو دولت مرد را بر سر نهد تاج — کسے کز مهر گردون بهره مند است
فتد ز اسپ او دشمن بتاراج — ز انجم همچو انجم سر بلند است
بهر قفلے که دستش یار گردد — اگر جوید کلید کار در مشت
هر انگشتش کلید کار گردد — کلیدے گرد از دستش هر انگشت
بهر منزل که جایش در خور آید — چو عون غیب پیش مقبل آید
مراد از بام و کام از در در آید — غرض پیش از تمنا حاصل آید
به تعظیم آسمان بوسه جبینش — هنوزش آرزو باشد بسیده
بسلطانی دهد ز انجم نگینش — که بیش از خواست پیش آید ز زینه
ز تقدیر است چون بهتر به تمیز — ز روزی خواه در ده خواه در شهر
خواص قابلیت در همه چیز — مقام هر کسے پیداست در دهر

یکے کو از بلندی بهره مند است عقاب از اوج نتوان داشتن پست
نیارد پست ماندن چون بلند است مگر در بازوش لنگر توان بست
دگر کز آسمانش بهره پستی است بحیله سوش بالا بر نهاید
رهش با چار سوئے زیر دستی است مگر آن کش غلیوازے رباید
بود گندم خرے بالا سر افراز بن جو را زیک گز فگزرد شاخ
سر چلغوزه گوید با فلک راز شود گر جو بجو با ابر گستاخ
بکوشش دیو جمشیدی نیابد بحیله چند باشد پست را اوج
ستاره نور خورشیدی نیابد بدر یا بر شود باز اوفتد موج
سرے کو را بود قسمت کلاهے کواکب کز رصد ها در شمارند
هوس بر تاج بودن نیست راهے شمار کار عالم پیشه دارند
ازاں نقدے که می سنجند در غیب بآئینے که می آید ز نقد پیر
بروزی پیر شود نے از هوس جیب بکار خلق می سازند تدبیر
نه هر فرقے سزاے تاج شاهی است
نه هر تن را لقب ظل الهی است
نه هر درّی بر افسر جاے یابد
نه هر سر تاج ملک آراے یابد

— * —

غزنیاں کوس فتح آواز می داد ترنم زهره را آواز می داد
ز سر می برد هوش و باز می داد نوا جاں می ربود و باز می داد
همه دندانش در بالا و پستی همه دندانش مست شهر بد راست
فتاں خیزاں شده از شیر مستی کزاں مستی همی افتاد و می خاست
کسے کو عزت اسلام داند کسے کو عزت معشوق داند

معاذ اللہ کہ این دیدن تواند | کجا از نان و جانش یاد ماند
کنون زان گونہ خواہم راند این حرف | بہ شکر جارے نگارم نقش این درج
کہ گنج نہ فلک در وے شود صرف | کہ چوں آب رواں گوہر شود خرج
چو من در خوں فتم خونم مشوئید | چو یارم گشت زو خونم مجوئید
وزیں دولتوار کاں خونم مجوئید | وزیں خوں روے دلگونم مشوئید
فلک تاج علا را برد معراج | علا از تخت رفت رفعت از تاج
بخاک افتاد والا گوہر تاج | شہا بے جاے ماہے کرد معراج
بود شہ پاسبان خلق پیوست | چو باشد خانۂ را پاسباں مست
خطا باشد کہ باشد پاسباں مست | رساند دزد را خود باز بردست
شبانی چوں شہ خراب از بادۂ ناب | شبانے را کہ باشد بادہ در پیش
رمہ در معدۂ گرگاں کند خواب | رساند نقل گرگ از پہلوے میش
در آئینے کہ رسم ملکداری است | سکون عمدۂ با استواری
ثبات کارہا در ہوشیاری است | سداد شہ بود در راست کاری
چو طبعم در جواں مردی در آمد | سپاہ دیں کہ چوں دریا در آمد
قلم را موج دریا بر سر آمد | مغل را موج دریا بر سر آمد
عجب حیفی کہ زاں گبران گمراہ | عفا اللہ بر چناں روہاے چوں ماہ
بخوں فلطد چناں روہاے چوں ماہ | کسے چوں برکشد شمشیر کیں خواہ
جوانے ہم چو بخت خویش بیدار | ربودہ خواب بیداراں بہ یکبار
ربودہ خواب بیداراں بہ یکبار | ز چشم نیم خواب و نیم بیدار

— * —

تغلق نامہ اور جہانگیر نامہ کی تصنیف میں پورے تین صدیوں کا فاصلہ ہے اور اس عرصہ میں فارسی زبان اور اس کی نظم و نثر

میں نمایاں تغیرات ہوگئے تھے - بہت سے الفاظ اور محاورات متروک ہوکر نئے الفاظ اور نئے محاورات ان کی جگہ جاری ہوگئے تھے۔ شاعری میں بجائے قدما کی سادگی اور بے تکلفی کے دقت پسندی اور نازک خیالی خصوصاً دور اکبری میں انتہا کو پہنچ چکی تھی جس کو اس عہد کے سخن فہم تازہ گوئی سے تعبیر کرتے ہیں۔ اس لئے حیاتی کے کلام کو حضرت امیر خسرو کے کلام کے ساتھ مقابلہ کرنا اور ان میں فرق دکھلانا شاید اہل ذوق کے نزدیک معیوب سمجھا جاے۔ اس خیال سے میں نے عشیقہ اور تغلق نامہ کے ہم معنی اشعار بالمقابل نقل کر دئے ہیں۔ ہر شخص اندازہ کر سکتا ہے اور یقین کرسکتا ہے کہ اس قدر توارد دو ہم عصر شاعروں کے کلام میں بھی نہیں ہوسکتا چہ جائیکہ ان میں سینکڑوں برسوں کا فاصلہ ہو —

اشعار مذکورۂ بالا کی نسبت صرف اس قدر اور عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ میں نے ان کے جمع کرنے میں کوئی خاص اہتمام نہیں کیا - بلکہ جہانگیر نامہ کے مطالعہ کے اثنا میں جو اشعار ایسے آے جن کے ہم معنی شعر عشیقہ میں میری نظر سے گزر چکے تھے اور مجھے یاد تھے ان کو لکھ دیا ہے - مجھے یقین ہے کہ اگر ان دونوں کتابوں کا مقابلہ کیا جاے تو صدہا ایسے ہم معنی اشعار ملیں گے —

(۲) اس کتاب میں وقایع تاریخی کی ایسی چھوٹی چھوٹی جزئیات اور تفصیلات پائی جاتی ہیں جن کو مورخ عموماً اپنی تاریخوں میں نہیں لکھتے۔ اور جن کو ضیاء برنی نے بھی جو

عہد قطبی اور تغلق کا عینی شاہد ہے فیروز شاہی میں نہیں لکھا۔ پس اس قسم کی جزئیات کا جو اس کتاب میں بکثرت پائی جاتی ہیں پوری تین صدیوں کے بعد حیاتی کے قلم سے ظاہر ہونا ایک ایسی بعید از قیاس بات ہے جس کو غالباً کوئی عاقل تسلیم نہیں کرے گا۔ مثلاً صرف دو واقعوں پر اکتفا کرتا ہوں —

(۱) ۔ خسرو خاں نے قطب الدین مبارک شاہ کو قتل کر کے شاہزادوں اور شاہی خاندان پر جو ظلم و ستم توڑے ان میں ایک واقعہ کا دردناک منظر اس طرح دکھایا گیا ہے :—

چنان است این حکایت راست راست کہ چون بر قطب دین رفت آنچہ حق خواست
ز بعد آں سریر آرائے مرحوم برادر پنج دیگر ماند مظلوم
یکے خان فرید اسم بلند اصل کہ بود اصلش زدہ شہ وصل بر وصل
کہ آں سالکے سزائے ملک سنجے سہ پنجش عمر ود دیرینہ سنجے
تمامش دادہ قراں ختم منشور دلش زاں نور گشتہ سورۂ نور
بسا شاگردیٔ استاد کردہ کتاب و نامہ را چوں یاد کردہ
بہ ترتیب کماں و تیر پیوست بعقد تیر دو انگشت او شست
دگر بو بکر خاں دیباچۂ تخت سزائے ملک گر یاری کاد بخت
ز سال عمر او در ہفتہ رفتہ دو ہفتش سال و او ماہ دو ہفتہ
الم دیدہ ز الف و لام و یا سین نشستہ در دل قراں چو یسین
ہوس درنظم و نثرو لفظ و خط خوش طبیعت خود چہ گویم آب و آتش

— • —

علی خاں گرامی ہشت سالہ   جبینے چوں گل و روے چو لالہ
ہمہ دندانش در بالا و پستی   فتاں خوزاں شدہ از شیر مستی
ز قرآں تا بقد افلح رسیدہ   قدش افلح شدہ کاں صفحہ دیدہ

— * —

بہا خاں ہم بہشتم سال نو خیز   بخواندش دوم قران ورق بیز
گرفتہ روزی از تعلیم بالا   وما من دابة فی الارض الا

— * —

چنیں شہزادگان ناز پرورد   کہ چرخ از بہر ملک انباز پرورد
زمان عمر شاں چوں بر سر آمد   زمانہ در جفا کاری بر آمد
اشارت کرد خسرو خان کم بخت   کہ بر شہزادگاں کارے رود سخت

— * —

زپنجم سال عثماں بہرہ ور بود   ہنوز از جمع قراں بے خبر بود
ببازی ہاے نوزاداں ہوس ناک   ز لوح کاف و نون لوح دلش پاک

— * —

ان اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطان قطب الدین مبارک شاہ کے مقتول ہوجانے کے بعد اس کے پانچ بھائی باقی رہ گئے تھے۔ اول فرید خاں جس کی عمر پندرہ سال کی تھی قرآن مجید ختم کرچکا تھا۔ کتابیں پڑھتا تھا اور تیر اندازی کی مشق کرتا تھا۔ دوم ابو بکر خاں جس کی عمر چودہ سال کی تھی۔ .... نظم و نثر کا شوق تھا خط اچھا اور طبیعت نہایت ذکی تھی۔ سوم علی خاں نہایت حسین تھا۔ قد افلح المومنون تک

پڑھ چکا تھا ۔ چہارم بہا خاں ۔ اس کی عمر بھی آٹھ سال تھی قرآن مجید کا پہلا ثلث ختم کر چکا تھا اور وما من دابۃ فی الارض کا پارہ پڑھ رہا تھا ۔ پنجم عثمان خاں ۔ پانچ سال کی عمر تھی ۔ تعلیم ابھی شروع نہیں ہوئی تھی —

شہزادوں کے متعلق جس قدر جزئیات ہم کو مندرجۂ بالا اشعار سے معلوم ہوتے ہیں ان پر سرسری نظر ڈالنے سے یقین ہوتا جاتا ہے کہ ان کا بیان کرنے والا حیاتی نہیں ہوسکتا —

(ب) — غازی الدین تغلق اور خسرو خاں کے درمیان جو فیصل کن معرکہ آرائی دہلی کے قریب ہوئی اس کا نقشہ ایسا مفصل کھینچا گیا ہے جو کسی بعد کے زمانے والے سے ممکن نہیں معلوم ہوتا ۔ فریقین کے میمنہ اور میسرہ کے دستوں کی تعداد اور ان کے افسروں کے نام ۔ کیوں کر جنگ شروع ہوئی اور کس طرح ختم ہوئی ۔ اثنائے جنگ میں غازی الدین تغلق کے لشکر کے ایک دستے کو شکست ہو جانا جس کی وجہ سے اکثر فوج کا مفرور ہوجانا مگر غازی الدین کا اپنی جگہ پر استقلال کے ساتھ قائم رہنا اور دوبارہ ترتیب قائم ہونا ۔ ہر بات صاف صاف معلوم ہوتی ہے —

غازی الدین تغلق کے لشکر کا مقدمۃ الجیش منزل بمنزل دہلی کی طرف بڑھتا چلا آ رہا ہے اور دہلی میں ہلچل بڑھتی جاتی ہے :—

همیشه دم بدم آوازه در شهر   که اینک دهره زن شد صفدر دهر

گزشت از هانسی آمد در مدینه* | فهکن عونه دین المدینه
ازاں آینده دیں مقدار نو یافت | مدینه حیدر کرار نو یافت
چو در رهتک سه پایه کرد رایت | ولی عهد نبی شد در ولایت
چو در مندوتی* آمد جیش منصور | بدهلی شد دمیده نفخهٔ صور
چو گردان سپه بر شد بعالم | بچشم هندواں شد تیره عالم
چو نور افگند بر کوه کنسپور | شد آں سنگ از صفا رخشنده چوں طور
علم کز حوض سلطان عکس بنمود | مناره حلہ بست از ظل ممدود
چو میلے چند ازاں نزدیک تر شد | سپاه هندواں زیر و زبر شد
پر از دهلیز و خرگه شد سراسر | همه صحرائے اهواوت ز لشکر
پس پشت آب جون و پیش دهلی | کها یارد ستادن جیش دهلی
ز رود جون هوی آمد ندائے | ظفر با خوشدلی می کوفت پائے
ملک فخر الدولہ بر روئے لشکر | چو شهراں بر تنش هر موے لشکر
جوانے همچو بخت خویش بیدار | ربوده خواب بیداراں به یکبار

شب جمعہ خسرو خاں مع اپنے فوجی سرداروں کے تمام رات فوج کی تیاری اور آراستگی میں مصروف رهتا هے اور اس موقع سے فائدہ اُٹھا کر عین الملک اپنے وعدے کے مطابق اپنی جمعیت کو ساتھ لے کر چپ چاپ اُجین کی طرف روانہ هوجاتا هے :—

* رهتک اور مهم کے لب سڑک ایک چھوٹا سا گاؤں هے - یہ علاقہ اب تک مشهور هے کہ غازی الدین اور خسرو کی جنگ یہاں هوئی تھی —

* یہ بھی مهم کے قریب ایک گاؤں هے یعنی مندوتی با میم مفتوح و نون غنہ و دال مفتوح —

چناں بود ایں حدیث تیغ بازی — کہ چوں در اندپت آمد شاہ غازی
شب جمعہ حسن شد در پئے کار — کہ فردا رایت افرازد بہ پیکار
دراں غوغا کہ ہر کس بود مفتوں — نہانے رفت عین الملک بیروں
چو بنیادے ندید از ملک عینش — عزیمت شد بہ شہر خود اجینش
ہمہ شب بود خسرو لشکر آرائے — سران و سرکشانش نیز بر پائے
چو صبح جمعہ تیغ تیز برداشت — زمانہ غلغل خونریز برداشت
ہمہ تن مہرگرداں تیغ کیں داشت — زحل آبے و مریخ آتشیں داشت
بعزم رزم شد ترتیب لشکر — ازاں ہر روز ترتیب آمدش تر

روز جمعہ چاشت کے وقت خسرو خاں جس شان و شکوہ کے ساتھ اپنی فوج لے کر نکلتا ہے اور جس طرح اس کے یمین و یسار کی تقسیم اور ترتیب کرتا ہے اس کی تصویر ملاحظہ ہو:—

چو خورشید درخشاں در زوالا — بر آمد چوں سناں یک نیزہ بالا
رواں شد تند خسرو خاں بد روز — بکینش سوے ملک غازی کین توز
سپہ آراستہ از شرق تا غرب — تو گوئی خواست کردن بافلک حرب
صفے چوں ہفت جوش آہن بگویم — کہ جز سبع شدادش من نگویم
ز دست راست گشتہ کینہ پرور — دو صوفی نوش خون را شستہ ساغر
یکے خاں یوسف صوفی بہ تعجیل — کہ مصرے گیرم از شمشیر چوں نیل
دگر با او کمال الدین صوفی — کمر بستہ بکیں چوں مہم کوفی
ہماں جا ترتماز اندر تگ و تاز — کہ بود سایستی سر افراز
ہمانجا ہا و لیکن باب کافور — بعزت مہر داری گشتہ مشہور
ہمانجا راست کردہ فوج پیکار — شہاب آں ہاریک را نائب کار

همان جا نب کیں مہر اوده بود — بہاء الدین دبیرش هم مدد بود
بوست چپ هم انبه لشکرے سخت — هوا خواهاں خسرو خان کم بخت
یکے مرتد که گاه خوک خواری — ز دیگر خوک خواراں جست یاری
دگر زن دهول یعنی رائے رایاں — دگر کج برمهه و ناک از تیره رایاں
دگر سنبل که حاتم خانش خوانند — امیر صاحب سلطانش خوانند
دگر آں مالدیو آفت انگیز — که رفت و باز گشت از بهر خونریز
دگر اصحاب دیواں جمله باهم — شده دیوان عارض هم بداں هم
امیران دگر را کس چه داند — که ایں جا یک بیک را باز خواند
همه نو مهر گشته پاره کوشاں — بخون ریزی چو خون خویش جوشاں

مندرجہ بالا اشعار میں آخر کے دو شعر خاص طور پر قابل توجہ ہیں - مصنف عذر کرتا ان کے سوا اور بھی امیر ہیں جن کو میں نہیں جانتا ان کا ذکر چھوڑتا ہوں اس لیے کہ یہ لوگ حال ہی میں غلامی کی حالت سے ترقی کر کے درجۂ امارت کو پہنچے ہیں۔

غازی الدین تغلق نے جس طرح اپنی افواج کی تقسیم اور ترتیب کی تھی اس کا نقشہ بھی ملاحظہ ہو -

بانوں نخستیں لشکر آراست — بهر جا لشکر آرائی بر آراست
سر صف میمنه حاضر با خلاص — بهاءالدوله خواهر زادهٔ خاص
بفوج دو میں شیر سبک عزم — ملک بهرام ابیهه رستم رزم
بدیگر فوج ازاں پس پهلوئے کار — علی حیدر بهر دو نام کرار
بسوئے میسره در کیں کمر بند — ملک فخرالدول شایسته فرزند
بدیگر فوج همچوں سعد و قاص — اسد والا برادر زادهٔ خاص
بدیگر فوج بود آسا جدارے — خوش غوری شهاب اسفند یارے

سر صف میر شادی صفدر شرق ز تیر و تیغ هم باراں و هم برق
بقلب اندر گزین خاص تقدیر ملک غازی سپهدار جهانگیر

---

(۳) اس کتاب میں وقایع تاریخی کے بیان کرنے میں جس قدر صحت کا التزام رکھا گیا ہے اس کا مکرر سہ کرر اعلان کیا گیا اور واقعات کی صحت کا ناظرین کو یقین دلایا گیا ہے - بعض واقعات عینی شاہد سے روایت کئے گئے ہیں - اور بعض کی نسبت خود اپنے چشم دید ہونے کا اقرار پایا جاتا ہے - اور تمام باتیں بحیثیت مجموعی صاف اس امر کی دلیل ہیں کہ ان واقعات کا بیان کرنے والا خیالاتی نہیں ہوسکتا —

ایک داستان کے شروع میں کہتے ہیں :—

دریں ملک از بسے فتنہ کہ برخاست خبر زیں گونہ دارم راست راست

ایک واقعہ کو عینی شاہد سے نقل کرتے ہیں :—

کسے کیں فتنہ دید از دیدۂ خویش چنیں بیروں ترا وید از دل ریش

ایک واقعہ کی نسبت دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ میرا چشم دید ہے - عبرت انگیز تمہید کے ساتھ اس واقعہ کو شروع کیا ہے اور جس جوش کے ساتھ اس کو بیان کیا ہے اس سے ہر صاحب ذوق سلیم اندازہ کرسکتا ہے کہ واقعہ یقیناً چشم دید ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں :—

ہمیں بغداد کیں کا ختر کنوں کرد بسندہ است از برائے عبرت مرد
دریں عبرت سرائے پر فسانہ نگہ کن تا چہا زاد از زمانہ
اگر وقتے بلائے می شنیدیم دریں دوراں بچشم خویش دیدیم

کجا سلطان علاءالدین و آں کار کزاں ہیبت شدے گردوں بو نہار
کنوں بر نسل او بیں تاچہ کیں رفت کہ چنداں خون نا حق بر زمیں رفت
چناں است ایں حکایت راستا راست کہ چوں بر قطب دیں رفت آنچہ حق خواست

(۴) اس کتاب میں بعض ایسے الفاظ پائے جاتے ہیں جو قدما اور متوسطین کے عہد میں عام طور پر رائج تھے مگر بعد میں ان کی مروجہ شکل ثقیل اور غیر فصیح قرار پائی اور وہ متروک ہوگئے - اور نئی شکل متاخرین میں مقبول ہوئی - اس قسم کے الفاظ حضرت امیر خسرو کی متعدد تصانیف میں باوجود کاتبوں کی اصلاح کے بکثرت میری نظر سے گزر چکے ہیں اور وہی الفاظ اپنی اصل شکل میں جو حضرت امیر کے زمانے میں مروج تھے اس کتاب میں بھی پائے جاتے ہیں :—

مثلاً بستاخ بجائے گستاخ اور بستاخی بجائے گستاخی - شکال بجائے شغال - آگوش بجائے آغوش بیرانہ بجائے ویرانہ - شیں بجائے نشیں اور شیند بجائے نشیند اور شاند بجائے نشاند - اسوار - حلوی - کار باں —

(۵) ہندوستانی رنگ کے محاورات جو حضرت امیر کی تمام تصانیف میں پائے جاتے ہیں اور جن پر فصحائے عجم ہمیشہ معترض رہے اس کتاب میں بھی بکثرت موجود ہیں - بطور نمونہ کے چند الفاظ ملاحظہ ہوں :—

بیگار کشیدن یعنی بیگار نکالنا - گوش فروهشتن یعنی کان ڈال دینا فرماں بردار ہوجانا - آمادہ خوردن یعنی پکی پکائی کھانا' تکلیف کا خوگر نہ ہونا - رہ افتادن' راستے کا پر خطر غیر محفوظ

ہو جانا - آب دہن بر آمدن ' یعنی رال ٹپک پڑنا - کار گر دیدن یعنی کام چلنا یا کام لڑکنا -

علاوہ ازیں خالص ہندی الفاظ بھی اس کتاب میں بکثرت پائے جاتے ہیں اور فارسی لفظوں کے ساتھہ جس طرح ان کو وصل کیا گیا ہے اس میں حضرت امیر خسرو کی ترصیع کی شان صاف نمایاں ہوتی ہے —

چند اشعار ملاحظہ ہوں :—

سخن شاں مار مار و سر بسر مار — دگر بوسار و بیری مار و پر مار

بواری گفت ہے ہے تیر مارا — چو بکشا دند تیر بے خطا را

ز گہر آواز ناراین ہوا گہر — شد از مومن بگردوں بانگ تکبیر

(۲) ان اندرونی شہادتوں کے علاوہ بعض خارجی شہادتیں بھی ایسی ہیں جو ہمارے خیال کی تائید کرتی ہیں - ان کے معتمد اور مستند ہونے میں کسی قسم کا شک شبہہ نہیں ہو سکتا - محمد قاسم فرشتہ ' صاحب فرہنگ جہانگیری اور سراج الدین علی خاں آرزو اپنی کتابوں میں بعض اشعار حضرت امیر خسرو کے نام سے بطور سند کے نقل کرتے ہیں اور وہ اشعار اس کتاب میں موجود ہیں :—

فرشتہ کہتا ہے - " امیر خسرو می فرماید ابیات :—

نشاید پادشہ را مست بودن — نہ در عشق و ہوس پیوست بودن

بود شہ پاسبان خلق پیوست — خطا باشد کہ باشد پاسباں مست

شہاں چوں شد خراب از بادۂ ناب — رمہ در معدۂ گرگاں کند خراب

در آئینے کہ رسم ملک داری است — ثبات کارہا در ہوشیاری است

(تاریخ فرشتہ مطبوعہ نول کشور جلد اول صفحہ ۸۶)

صاحب فرہنگ جہانگیری لکھتے ھیں کہ " خستہ باول مفتوح چہار معنی دارد - اول تخم میوہ را گویند مانند شفتالو و خرما - دوم بمعنی بیمار و آزردہ بود - حکیم خسرو ایں معنی در کور کردن پسران سلطان السلاطین رقاب امم ملوک الشرق والعجم علاءالدین والدنیا گفتہ :—

کسے کو بر کشید ایں دیدۂ سر بساں خستۂ شفتالئے تر
دو چشم او چو دو عناب خستہ ھمیشہ خستہ و در خوں نشستہ

(فرہنگ جہانگیری مطبوعۂ ثمر ھند جلد اول صفحہ ۴۵۱)

نشاید ھیچ مردم خفتہ در کار کہ در پایاں پشیمانی دھد بار

(ایضاً)

سراج الدین علی خاں آرزو کی کتاب غرائب اللغات کا ایک قلمی نسخہ نواب محمد مزمل اللہ خاں رئیس بھیکم پور کے کتب خانے میں میری نظر سے گزرا اس میں لغت " بات موتی " کے ضمن میں ذیل کا شعر حضرت امیر کے نام سے بطور سند کے نقل کیا گیا ھے : -

رہ افتادن گرفت از ھر کرانہا بماند از راہ رفتن کار بانہا

برھان جامع مصنفۂ محمد کریم الدین مہدی قلی تبریزی جو فتح علی شاہ قاچار کے عہد کی تصنیف ھے اس میں یہ شعر امیر خسرو کے نام بطور سند کے پیش کیا گیا ھے :-

یکے از عجز تن دادہ بہ تسلیم یکے در لور وار در می شد از بیم

(۷) ان تمام شہادتوں کے علاوہ جو اوپر مذکور ہوچکی ھیں

صرف ایک آخری شہادت اور باقی رہ گئی ہے جس پر میں اس بیان کو ختم کرتا ہوں اور ناظرین سے طول کلام کی معافی کا خواستگار ہوں —

میرا خیال ہے کہ یہ شہادت اس مہتم بالشان مبحث میں ہر شخص کے نزدیک فیصلہ کُن متصور ہوگی۔

خود اسی کتاب میں ایک شعر مجھے ملا ہے جو حسب ذیل ہے :-

زباں گرد آر خسرو چند ازیں گفت
کہ باشاہاں نشاید مہر و کیں گفت

ان دلایل اور شواہد کے بعد غالباً اب کسی قسم کے معقول شک و شبہہ کی گنجائش باقی نہیں رہی اور جہانگیر نامہ اور تغلق نامہ کی بحث بالکل صاف ہوگئی ہے اور ثابت ہوگیا ہے کہ یہ کتاب حیاتی کی کسی طرح نہیں ہوسکتی بلکہ یہ حضرت امیر خسرو ہی کی تصنیف ہے جس کا نام تغلق نامہ ہے اور جس کی نسبت ہندوستان کی علمی دنیا صدیوں سے یہ یقین کر چکی تھی کہ وہ مفقود ہوگئی۔ اب رہا حیاتی کے بیان کا اضطراب یا حیاتی اور مولانا آزاد بلگرامی کے اقوال کا تعرض، جو مولانا شروانی کی راہ میں حایل ہوے، اس حقیقت کے منکشف اور فیصل ہوجانے کے بعد، کچھہ زیادہ اہم نہیں رہتے مگر تاہم مجھے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں ان کی کوئی معقول توجیہہ کرنے کی کوشش کروں تاکہ یہ خفیف سا خلجان بھی دور ہو جاے —

جو لوگ فارسی ادبیات اور اس کی تاریخ سے واقف ہیں اور جنھوں نے ہر دور کے کلام کو بنظر غایر مطالعہ کیا ہے ان کو بخوبی معلوم ہوگا کہ نظم میں واقعہ کی صحت اور لوازم شاعری دونوں کا التزام کس قدر دشوار کام ہے۔ بلا شبہ قدما اور متوسطین کے طبقے میں ایسے اتھے شعر ملیں گے جنھوں نے اس دشوار گزار منزل کو نہایت قابلیت کے ساتھہ طے کیا ہے۔ لیکن متاخرین کا طبقہ بالعموم الا ماشاء اس صفت سے عاری ہے اس کی وجہ بالکل صاف ظاہر ہے یہ لوگ جس قدر مداحی میں غلو کرنے لگے' مضمون آفرینی ' دقت پسندی اور نازک خیالی میں جس قدر ترقی ہوتی گئی اسی قدر حقایق نگاری کی قابلیت ان لوگوں سے سلب ہوتی گئی۔ پس حیاتی سے یہ توقع کرنا کہ وہ کسی واقعہ کو صفائی اور صحت کے ساتھہ بیان کرے گا سخت غلطی ہے۔

پس اگر اس نکتہ کو ذہن میں رکھہ کر حیاتی کے اقوال پر غور کیا جاے تو اس کا مافی الضمیر جو المعنی فی بطن الشاعر کا مصداق معلوم ہوتا ہے بسہولت سمجھا جا سکتا ہے اور اس کے بیان میں کوئی اضطراب باقی نہیں رہتا۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کے تمام کلام کی تحلیل اور اس کا تجزیہ کرکے ہر حصہ کا مفہوم عرض کردوں تاکہ ناظرین کو سہولت ہو اور ان کو زیادہ کاوش کرنی نہ پڑے —

[ختم مقدمہ مولوی رشید احمد صاحب مرحوم]

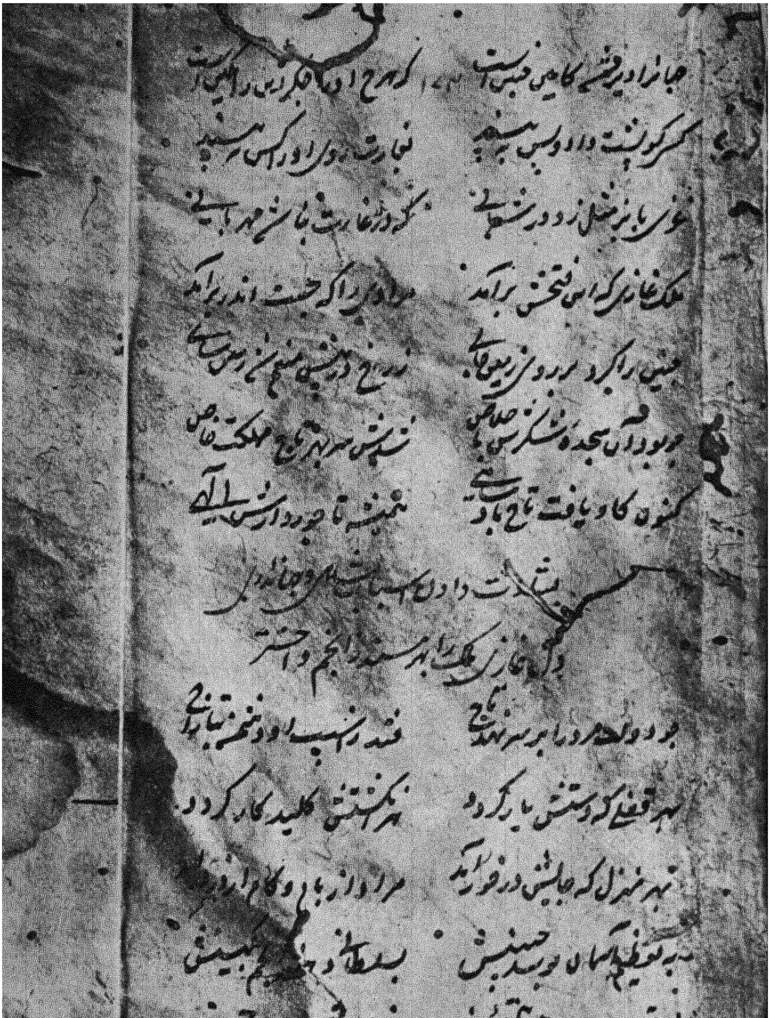

"کتب خانۂ حبیب گنج کے قلمی نسخے کا ایک صفحہ"

متن

مثنوی تغلق نامه

بسم الله الرحمن الرحیم

آغاز سخن در شرح چگونگی به نظم آوردن این چند داستان و باتمام رسانیدن کتاب تغلق نامهٔ سخن پیرائی گلزار هر تازگی و نوی گنجور خزاین معنوی امیر خسرو دهلوی رحمة الله علیه که نه از نقوش دیباچه اش اثرے بود و نه از نگارش خامه * اش خبرے - نه حدیقهٔ حمدش را درها باز و نه گلشن مدحش را دستان سرائے بآواز

حمد

بنام آں که نام از وے نشاں یافت — زباں آموخت حرف و نطق جاں یافت
خداوندے که از صنع خدائی — بظلمت داد نور روشنائی †
دو عالم پیش گاه حضرت اوست — وجود هرچه هست از قدرت اوست
زمینے هرچه باشد یا سمائے — نمودار یست از کار خدائے
از آغاز خودی باداب ‡ سرمد — خدائی را خود آوردست با خود
بظاهر در وجود انوار رخشاں — به پنهاں بر عدم هم ماه تاباں
بفرمانش سپهر و اخترانش — جهات و آخشیج و گوهرانش

* ک : خاتمه — † ق ر : نور و روشنائی — ‡ ک : ذات —

بسو دایش خرد بازار بیزے — زباں هم در سپاسش گلبج ریزے
معاذ الله زکینش گر فروزد — گلوئے خوشه از شبنم بسوزد
عفا الله هم ز لطفش کس فراموش — که دارد قطره دریا را در آغوش
همه بوم و بر از وے نور در نور — سر کویش هزاراں طور در طور
زجودش بحر و کاں سرمایه داراں — زکویش مشکبو باد بهاراں
از و هر خار و هر خس پرنیاں پوش — و ز و حوران گلشن دوش بر دوش
از و دارد لب گُل خنده ناکی — دل غنچه هم ازوے سینه چاکی
از و دستاں سرا آوازِ بلبل — گلوئے شیشه هم در ذکر قلقل
ز نورش سرخ گشته گونه گل را — فزوں از رنگِ گل گلگونه مُل را
زخوانش زلّه بر ز انسے و جانے — همیشه حضرتش در میزبانے
سمندر از فروغش خرم و خوش — نشسته تا بگردن اندر آتش
چو خواهد هر دلے مهرے بکارد — به مجنوں لیلئے را بر گمارد
بوامق ز آتش عذرا نهد داغ — کند هر داغ را رشک ‡ گُل باغ
بخسرو آتش رشکے فروزد — ز برق تیشه فرهادے بسوزد
ز عشق او بهر جا رستخیزے — سرِ کویش عجب دیوانه خیزے
طراز حلّهٔ نازک نهالاں — پلاس کهنهٔ پوسیده حالاں
اگر از روح پرسی سایهٔ اوست — وراز عقل ، آں فرو تر پایهٔ اوست
بهر وادی بهر بر زن بهر کوئے — خدائی را همیشه آب در جوئے
حیاتی حمد را فر جام نبود — چه گر آغاز هست انجام نبود
بهار از نو بشغل خویش پیرائے — پس از حمد خدا در مدح شاه آئے

‡ ن : رشکی –

گلی آور ز هر حرفے بهوئے — هم از هر لفظ او بحرے بجوئے
ز خاطر طبع را گنج گہر کن — نثار تخت شاه تاجور کن
کدا میں شاه آں شاه جواں بخت — که می بالد ز نامش افسر و تخت
ابوالغازی جهانگیر جهاں شاه — زمین را روشن اختر ، چرخ را ماه
فروغ اختر صاحبقرانی — چراغ دوده مان گور کانی
در یکتائے درج هفت کشور — درخت بار دار شاه اکبر
خوشا وقتا و فارغ روز گارا — زهی فصلا و خرم نو بهارا
که آید ز آسماں هر دم ندائے — سراید این نوا دستاں سرائے
گرفت اورنگ شاهی سر فرازی — ز نورالدین محمد شاه غازی
جهانگیر و جهاں بخش و جهاں دار — جهاں را با سر و کارش سروکار
ز هر سر تاج گیرد افسر او — جگر ها آب دارد خنجر او
ز بازویش تواں پشت یلی را — پرستاری ز تیغش پر دلی را
شگفته گل بلے از آتش طور — سراپا شعله * و سر تا بپا نور
ز راه داد و دیں سود و زیاں را — نگہبا نست چندیں دوده ماں را
فریدونی کند در کج کلا هی — پر ستاری کند در باد شاهی
ز سهمش پارهٔ فولاد ریزاں — ز عدلش باز از تیهو گریزاں
کهیے † خنجر بلا را مرد میداں — کهیے ساغر سخا را ابر باراں
سر میداں تیغش خانهٔ مرگ — کمند و گرز دام و دانهٔ مرگ
سر تیغش ز ند بر خاں و ماں برق — همیں است ار بود آتش فشاں برق
بقدر قوت آں زور بازو — چه باشد کوه با سنگ ترازو

* ن : شعلهٔ سر تا بپا - † خنجر بلا ، اور ساغر سخا ، دونوں جگہ فک اضافت ہے -

هر آنکس را که آویزد با و جنگ — کمر از کوه باید باز و از سنگ
ظفر باهزمش از یک دود مانست — اجل باتیغش از یک خان و مان است
عطارد خامهٔ بهرام تیغی — ز دست و طبع خوش بارندهٔ میغی
گرفتن را شناسد جنس تا راج — و گر نه سی گرفت از آسمان باج
همه چشم و همه دستست در راه — امل فربه شود ز و رنج کوتاه
غرور و سر کشیها بندهٔ او — بزرگی سر به پیش افگندهٔ او
ره او هر قدم را گنج قارون — سرش بال هما را بخت میمون
دلش را جوش دریا موج خیز است — کفش را بحروکان اندر گریز است
هوا از نعل اسپش برق باران — زمین از هیبتش موم گداران
ز قدر خویش آورد است پایه — همانا افگند بر چرخ سایه
سخن با لفظ او عیسی بگفتار — قلم در دست او مانی بفرخار
بر اختر می فشانم گوهرش را — چو با یاد آورم تاج سرش را
هم از بیت جهان افروز طبعش — ز دریای گهر اندوز طبعش
دعا را رسم و آئین تازه سازم — اجابت را بلند آوازه سازم :
بود در آسمان تا مهر را نور — مبادا عکس او از چتر شه دور
جهانی ای سخن را مرد فرهنگ — برون آورد گوهر از دل سنگ
بیا ای خازن گنج نهانی — بیاور آنچه داری آسمانی
در گنج سخن را قفل بکشائی — بسفتن هر گهر را قدر بفزای
ازین در گفت و گوا و رد هو واسو * — بچون و چند قصه آشنا شو
بگفتم هان بگویم نکته بپذیر — بدامن زر ازین گنجینه بر گیر

* رو رد و واسو (کذا) ک : آورد و واشو–

بتاریخ هزار و نوزده سال   که می زد بخت بر دولت همی فال
زمان نازان به بخت ارجمندے   زمین از سایهٔ نخل بلندے
زمین خوش هم زمان خوش آسمان خوش   جهاندار از جهان خوش هم جهان خوش
شبے روشن چراغ زندگانی   نخستین صبح ایام جوانی
شبے زان ماه و زان سال همایون   که بودست از زمین در رشک گردون
نه شب، چشم و چراغ صبح خیزان   نه شب، عنبر فروش مشک بیزان
شبے کو ظلمت از خود دور کرده   سیاهی را به شب پر نور کرده
بزیر سایهٔ تخت فلک سا   سرم می سود بر اوج ثریا
چنین بودم سجود آستان را   کمر صد جا بخدمت بسته جان را
شهنشاه جهان از قدر والا   نهاده تخت بر اوج ثریّا
درخشان چترش از فرق آسمان گیر   یمانی تیغش از دستش جهانگیر
خزاین بحر بحر و کوه کوهش   زمین تا آسمان فرّ و شکوهش
بگفت آورد لعل گوهری را   به معجز در فزوده ساحری را
"که در تاریخ سال شش صد و اند   گهر سنجی سخن را چند در چند
سخن پیرائے معنی مهر خسرو   سخن را زو طراوت تازگی نو
پس از چندین سخن کز طبع تو ساخت   بنظم و نثر تغلق نامه پرداخت
به طبع آورد از هر در فراهم   سخن را آنچه بود از بیش و از کم
ز حمد و مدح هم از عقل و از رائے   ز عدل و داد و جور کهنه افزائے
ز آگهی شاهان جهاندار   که چون باشند در هر کار هشیار
ز شور انگیزی غفلت پرستان   هم از طغیان و غدر زهر دستان
ز گل تا خار و لعل از سنگ خاره   که ناید از شمردن در شماره

بگفت آں چیز کو بایست گفتن   بسفت آں درکه می شائست سفتن
ازاں دفتر، ولے ز آغاز و انجام   سخن را نے نشاں نے قصه را نام
همانا شد ز گشت هر ستاره   سخن را جا بجا توزیع پاره
عجب بادے بداں گلزار وا خورد   که چوں هر برگ گل اوراق آں برد
همانم ایں بفکر القسم گشت   بطبع و خاطر دانش رسم گشت
بباید گفت بر مدحت سرائے   سخن را آفرینے با سرائے
ز هر جنس سخن و ز هر فسانه   بگوید ز انچه رفتست از میانه "
دراں هنگام و آں وقت خجسته   جهاں از چشم زخم فتنه رسته
کلید بخت قفل بسته بکشاد   نظر شاه جهاں را برمن افتاد
شد از حضرت اشارت کاے فلانے   سخن را اے سروش آسمانے
چنیں باید که گردد ایں کهن، نو   شود تا شاد از ما روح خسرو
بدیں خدمت سزا واری تو داری   که از ابر سخن گوهر تو باری
نگردد تا تمام ایں کارنامه   مده کاغذ زکف، ز انگشت، خامه "
ز قدر و از بزرگی جاه و جارا   سرو سجده شدم آں خاک پارا
هم از فرماں بری خدمت گزاری   هم از اخلاص مهدی جاں نثاری
قبول کار بوسیدم زمیں را   بکیواں بر زدم چین جبیں را
سرے باشغلش اندر کار سازی   دلے با مدحش اندر عشق بازی
به بلبل بانوا گشتم هم آواز   بآں آهنگ بستم تار بر ساز
نوا را تازه کردم رسم و آئیں   گلوئے مرغ را گشتم * نگاریں
زهر دُر آنچه می بایست گفتم   ز گوهر آنچه می شایست سفتم

* ن : شائیش سفتن — * ق - ر : بستم —

بهم آمیختم لعل و گهر را　　بدریا بر پراگندم دُرر را
ابا نقدینهٔ کز سفته بردم　　نثار خاک راه شاه کردم
قدم بر تر نهادم سروری را　　به گردون یا قلم نیک اختری را
شهنشاها خدیوا شهریارا　　نسب را تا بآدم تاجدارا
حسب را هم ز گوهر ها شماره　　خرد را ز آسمان روشن ستاره
شرف نازان ز بخت ارجمندت　　جهان در سایهٔ نخل بلندت
هنر را از تو تا گرم است بازار　　در افزونی فزاید قدر هر کار
چه علم آموز و چه مرد سخن سنج　　کرم را از تو دارد پائے هر گنج
بدورین در که از خاطر کشادی　　به تغلق نامهٔ بر حق نهادی
سخن را لفظ و معنی تازه نو شد　　کهن اوراق را شیرازه نو شد
چه خوش سودے است بر تو جان فشاندن　　ابا جان هرچه هست آسان فشاندن
جهانی اے ثنا را آفرین تو　　اجابت را دعائے در کمین تو
ز جامے باز لب را مست گردان　　دعا را با ثنا هم دست گردان
بعالم تا که نام شاه وشاهی ست　　بزرگی و سری صاحب کلاهی ست
بفرق و تخت از مه تا بماهی　　جهان افروز بادا تاج شاهی
همیشه تا سپهر و اختران‌اند　　جهات و چار رکن و گوهر اند
بیفزا یاد قدر افسر و گاه　　ز نورالدین جهان گیر جهان شاه

*

چو بیند آسمان از دیدهٔ مهر　　شود خارا زر از زیبائی چهر
نگر هد هد که میغی کم هنر شد　　سلیمان چون گزیدش تا چور شد

*

بیا ای دل بقبول مقبلاں جوئے / دلے را نام از صاحبدلاں جوئے
قدم را وامگیر از راه نهکاں / سجودے پاش بر درگاه نهکاں
که نهکاں ' اختر صبح جمال اند / بداں تاریکیء شام جلال اند
از ینان میبرد آتش در دل سنگ / و ز آنش بهد آرد بار با رنگ
دل خوش را خوشی از شهریاری است / جهاں خرم ز ایّام بهاری است
ز صاحب دولتے اندوز سودے / رسد تا زود نابودے به بودے
که از خورشید گردد ذره رخشاں / شود کان گهر کوه بدخشاں
صبا زیں ساں که مشک آگیں با بوست / ز فیض خاکبوس آں سر کوست
ز دریا هم سپاسے هست در را / که زاں سر چشمه دارد آبخور را
بقطره بیں که چوں زریں لباس است / ز نورے چوں بهر در روشناس است
ازاں شوقے که بودش در تمنا / بقطره بیں که چوں گردید دریا
تو هم خود را بدر گاهے رهے کن / مس خود را طلائے * ده دهی کن
حکایت گونهٔ با یادم آمد / که جانے در روان شادم آمد

حکایت

شنید ستم که در دوران پیشیں / چنیں بودست راه و رسم آئیں
چو زادے طفل بے طالع ز مادر / که بودے تیره از وے روشن اختر
همه خویشانش با تدبیر و چاره / که واگردد مگر گشت ستاره
ببردندے به پیش بخت مندے / فروزاں طالعے اختر بلندے

* بمعنی خالص۔

بخدمت روز و شب هر گاه و بیگاه بران در داشتندے خواه و نا خواه
که تا سر زان طالع فرخنده آثار بتابد پرتوے بران شب تار
شود دیباه او اردی بهشتے به بیت الله بدل گردد کنشتے
بتدریج آن بطالع روشن اختر برو سی تافتے چون ذره را خور
که تا گشتے نحوست دور از وے شدے هر گونه ماتم سور از وے
بلے آثار دولت این چنین است که باوے زهر ارقم انگبین است
که گردد قطره از وے در دریا شود زر خاک و گردد خار خرما

*

حیاتی هاں زهر غم شاد می زی بهر ویرانیء آباد می زی
که گشتی سایه‌ور از خاک پائے چه خاک پا پر و بال همائے
جهان دار جوان بخت خرد پیر شهنشاه شهان شاه جهان گیر

*

کنون بشنو که این در از چه سفتم نصیحت گونه از بهر چه گفتم
بتغلق نامه خسرو در زمانے بگفت این سان سخن را داستانے
زپند و موعظت چندین سخن گفت ره دانشوری را خار و خس رفت
کنون زان داستان جائی خبر نیست وزان جز این دو بیت اصلا دگر نیست
" چو بیند آسمان از دیدهٔ مهر شود خارا زر از زیبائی چهر
نگر هدهد که مرغے کم هنر شد سلیمان چون گزیدش تاجور شد "
چو فرمان بود از درگاه والا که آن کم گشته گردد باز انشا
قلم برداشتم صورت گری را کشودم چهرهٔ ماه و مشتری را
بطبق آن سخن هر داستان را فشاندم گل چو گلبن گلستان را
بآن بیت دو چندے بر فزودم بجادو سحر بابل را نمودم
حیاتی وار مرغ ناله گشتم نفس را آتش پرکاله گشتم

بدریا درج گوهر بر کشادم | بدهلی گنج گنجه عرضه دادم
ز جائے دیگر آوردم سخن را | ز اخگر آب دادم این چمن را

*

* هنوزت گر هوائے باغ جاں است | سرگشت گلستان جنان است
ازیں ساں سحرآرائی عنواں | بجادو معجز افزائی عنواں
گسستن ریسماں عقد گهر را | پراگندن بهر کشور درر را
بسوئے خاتمه بر زن عنانے | گزرکن بر بهورستاں جائے
برو بوسش ز جان و دل سرشته | همه فرش رهش بال فرشته
قدم بر لاله نه رو بر سمن دار | بزیر پائے هر جا شاخ گل کار
ببیں انگاه صف صف حوریں را | به مے آموخته ماه معیں را
همه سیمیں تناں و پرنیاں پوش | ز لعل و دو فروزاں گردن و گوش
که گشتے هر دوتن باهم خراماں | گهر آگهں ز دامن تا گریباں
حیاتی نکته سنج داستاں شاں | نو اخواں عندلیب گلستاں شاں

*

چو بیند آسماں از دیدهٔ مهر | شود خارا زر از زیبائے چهر
نگر هد هد که مرغے کم هنر شد | سلیماں چوں گزیدش تا جور شد

*

شہے در بینش جوهر فروشاں | برسم آزمایش گشت کوشاں
نظر درکار ایشاں دور بیں کرد | بروئے خاتم از مینا نگیں کرد
بزرگے را ز بینایان آں کار | طلب کرد و بدو داد آں نمودار

* ذیل کے بارہ شعر حاشئے پر درج هیں -

که نونم این زمرد کن به بینش   بگو قیمت به تحقیق و یقینش
شناسا بود اگرچه مرد کامل   شناسائے ادب هم بود و عاقل
چو دید آں گفت هست این جوهر فرد   که در آفاق نتواں حاصلش کرد
ملک خندید لیکن خندهٔ شهر   نهاں یک خنده را صد خشم در زیر
برآں شد تا بخشم از چشم ما دور   بروں آرد ز چشمش گوهر نور
چو دید آں حال مرد کار دیده   بد و نیک جهاں بسیار دیده
بزاری گفت کاے تاج سر من   بالماست نیززد گوهر من
ولے بستاخئے دارم بدرگاه   بگویم گر به بخشد جان من شاه
زبانش داد شاه و مرد در سنج   در سنجیده بیروں ریخت از گنج
که چوں شاه داد بردست این نگینم   شناسا گشت چشم مهرهٔ چینم
و لیکن شد دو چیزم مانع گفت   که دل نارست در راستی سفت
یکے زاں* آنکه این هست آنچه خود است   گهر شد چوں بدست شاه پیوست
زمرد خواندنش زیں رو ادب نیست   که جز سرسبزی تاجش لقب نیست
ادب این است و تعظیم وی آنست   که گویم پارهٔ از آسمانست

*

حدیث دیگراں دارم دریں حرف   که چوں شد بینش شاه اندریں صرف
ندارد چوں غلط در چشم شه راه   غلط بر خویش بندم به که بر شاه
شهش چوں گفت زیں گوهر به تمیز   گنه بخشید و گنج گوهرش نیز
فرض زیں گفتم آں کز چون تو شاهے   دریں لوح از کرم باشد نگاهے

* ن : یکے زانکه کہ -

که این تیره شعرے تاریک بے بدر — ز نور بهیشت گردد شب قدر
چو بر فرقش قبولت جائی سازد — عطارد را بساط پائے سازد
سخن با آنکه باشد معنوی فر — قبول مقبلاں ز آں معنوی تر
اگرچه این تحفه نے در خورد شاهست — که این زه نے سزائے این کلاهست
و لیکن پیش سلطانے فقیرے — گلیمے هدیه سازد نے حریرے
گلیمے را که کردم رشته تاے — نسیجی نیست کش زر رشته پاے
من آن خویشتن کردم بتدبیر — بکن تو نیز از آن خویش و بپذیر
تو بپذیری ز من این هرزهٔ چند — پزیرد از تو هم گیتی خداوند
نمودارے که بینش از ادب دور — نخستم عفو کن پس دار مستور
و گر جرمیست کز غفران شود پاک — چو غفار است یزداں نبودم باک
دراں عالم کش آمرزش مهیاست — یکے عالم گنه یک ریگ دریاست
ازاں یک ذرّه ریگے ناپدیدار — نگه کن تا گناه من چه مقدار
که خود را گرچه هستم گوهر آشام — بفردوسی خس دوزخ نهم نام
یقین دانم که نگزارندم از پیش — شفیع مهربان و رحمت خویش
در * رکوع و در سجودم — دعائے پادشه حرز وجودم
ز جودش خلق دیدآں مایه در پوست — که مهمان عزیز از میهماں دوست
بود تا دور مه، دوران او باد — همه عالم دریں دور آن او باد

خطاب * حضرت شاه و از و خواهش به بستاخی
که از چشم رضا و مرحمت، بیند درین دفتر

* پہلا لفظ اُڑ گیا هے - ق - ر :- بلا هر گه در رکوع — انم * ک : خطاب از -

زہے شایسته بخت آرائے شاهی   پناه عالم از مه تا بماهی
نرانگشتش به عیش افزوئی خلق   کلید کار ملک و روزئی خاق
گرفته پرتو تیغت بیک ضرب   چو تاب آفتاب از شرق تا غرب
نمے زاں قطره در صف ار نهد روے   بگنجد * در صد اعراف سخن بوے
اگر مریخ بهند رزم کاهت   دهد جاں گر دلش ندهد سپاهت
ور از بزمت صفت در نامه سنجم   بهشتے را بنوک خامه سنجم
دراں بزمے که فردوس زمانست   بسے فردوسیٔ شکر زبانست
چو زاں جادو زباناں هر فسوں ساز   بنام شاه شد شه نامه پرداز
بمن هم کرد اشارت حکم درگاه   که نقش نو کنم در نامهٔ شاه
نبود ارچه بعقدم شاهوارے   که زیبد مسند شه را نثارے
ولے چوں کرد همت سرفرازی   بشرح قصهٔ ایں شاه غازی
بداں یُمنم کلید آسمانی   کشاد از غیب درهائے معانی
برآمد موج دریا از ضمیرم   درافشاں شد دلے دریا نظیرم
شد اندیشه بکار افزائی خویش   چو پر حلوائے صوفی دست درویش
قلم جستم شهابم در بناں بست   ورق جستم سپهرم داد بر دست
چو طبعم در جوانمردی درآمد   قلم را موج دریا بر سر آمد
کنوں زانگونه خواهم راند ایں حرف   که گنج نه فلک در وے شود صرف
چو در سلک آرم ایں درهائے شهوار   پسند شاه عالم خواهمش بار †
که گفتار ارچه سهل و دلپسنداست   گرش سلطاں پسندد ارجمنداست

* ق ر: نگنجد-   † ن: یار-

خطائے را که شاهان در پذیرند / بهر نامه، صواب نامه گیرند
ازاں شد قیمتی لولوے شهوار / که در چشم بزرگاں یافت مقدار
بهر مرکب که سلطاں بر نشیند / اگر صد عیب باشد کس نه بیند
پلاسے را که گوید شاه دیبا / ازو دیبا نشاید گفت زیبا
چو باشد صندلی در زیر جمشید / گماں صندل برند از خوف بود بید
چنین پاید ثبات سکهٔ ملک / که چرخ آرد برات سکهٔ سلک
سپهر چترش که امن آثار گشته / سپه را بر سلامت یار گشته
چراغ دین بذیل چتر این شه / ز باد حادثات ایمن همه گه
تناسخ مذهباں کش دیده برزین / یقین کرده که بے شک قنبر است این
شرف کرده سپهر از هم عیانش / حذر کرده شهاب از هم سنانش
سر رمحش کز اعدا ریخت خوں را / ستون گشته سپهر بے ستوں را
ز ماهئی علم برده بشاهی / میان چشمهٔ خورشید ماهی
سداب* تیغ او تا گشت روشن / سپهر از فتنه زادن شد سترون
کند چوں برق وصف خنجر وے / کشاید ابرها را از بغل خوے
اجل کش علم بو یحیی است مفهوم / دو حرف از لوح لفظش کرده معدوم
چو جنبد لشکرش در حملهٔ بر / جهاں را بشکند ترتیب عنصر
چو بر بالا رود گرد سپاهش / بخاک افتد مه از تعظیم راهش
بخاک پاش مهه سوگند خورده / که پابوسش کند چوں آں نکرده
غبار لشکرش رفته بر افلاک / بکفارت دهانش کرده بر خاک

* ن : سدابے ـ

چو بر تخت فریدونی دهد بار
وگو فرماید از حکم سبک رو
اگرچه پشت خورشید است زان سوے
غبار او بچشم سام و هوشنگ
بخشم ار تیز بیند سوئے گردون
ترش کرده چو ابرو گر شده تند
بعهدش بے عمل دهر بلا سنج
ور از سپهر آرد اندر اختران چهر
سپهر اندر ره قدرش سفالے
ملک را مسجد اقصیٰ ضمیرش
جبینش را برات از نور جاوید
چو رائے روشنش بیرون زده نور
ستم را بسکه دادش بر فگنده
نه بیند در ستم بالا و زیرے
ترازوے است عدلش راست تدبیر
بعهدش خلقے از عیش آن طرب دید
بدین آبش دعا گوید دعا گوئے
دعایش چون برون رفت از زبان ها
فراز آسمان با نور و تابش

شود خاقان و دارا نقش دیوار
شود دیوار و صورت در دوا دو
ز بهر خدمتش زمین سو نهد روے
زعزت قرة العینی کند ننگ
چکد از چشمۂ خور بر زمین خون
فلک را گشته دندان غضب کند
بسان کعبتین از لعب شطرنج
زحل را مشتری گرداند از مهر
جهان ز آئینه هاے او خیالے
فلک را عروة وثقیٰ سریرش
براتی * پوش رویش ماه و خورشید
نمانده راز هاے قهر مستور
ز موران پاے پیل اسپر فگنده
کشد کهن بزے از شرزه شیرے
که یکسان است در وے چاکر و مهر
که غورت کرد ز ایام دگر عهد
که عمرش را همیشه آب در جوئے
به استقبالش آیند آسمان ها
بلندے چون دعائے مستجابش

* رومال وغیرہ جسے خیرات کردیا جاے -

سعادت خانه زاد پیکر او	هما مثل چغه * بوسه سر او

در شروع نظم می گوید

شراب و عشق و مستی و جوانی	نشاط و عیش و ملک و کامرانی
کسے کیں بادهاش افتاد در خویش	کے اندیشه کند ز اندیشهٔ پیش
نشاید پادشا را مست بودن	نه در عشق و هوس پیوست بودن
بود شه پاسبان خلق پیوست	خطا باشد که باشد پاسباں مست
شباں چوں شد خراب از بادهٔ ناب	رمه در معدهٔ گرگاں کند خواب
در آئینے که رسم ملک داری است	ثبات کار ها در هوشیاری است
کسے کش نقد آفاق است در مشت	بہ غفلت کے سزد بر بسترش پشت
خروشاں خسپد از خازن درے باز	خروشش دزد را خواند بآواز
سراندازی کند چوں تیغ بد خواه	نگهبان همه سر ها بود شاه
چوشه نبود نگهبان سرِ خویش	نگهبانے دگر سر کے بود بیش
نشاید هیچ مردم خفته درکار	که در پایاں پشیمانی دهد بار
خصوصاً بادشاهاں را که در پوست	بود دشمن بسے افزوں تر از دوست
چودر هرکس سپاس وناسپاسی است	فراست دختر مردم شناسی است
زباں کردار † خسرو چند ازیں گفت	که باشاهاں نشاید مهر و کیں گفت
خصوصاً کز ‡ سپهر آسوده کارے	سخن بیهوده گفتن چیست بارے
هماں در باید از دریا بروں داد	که می باید صدفہا را کنوں داد

* چغه = ماتهے کا ایک مردانه زیور - † ن: زباں کردار - ‡ ک: گر -

فرض القصه چوں روشن شد ایں راز — که گشت اندر جهاں تاریکی آغاز
زمانه در پئے کارے شگرف است — بلاے مهلکت پوشیده حرف است
بخواهد هر * دو قطب آسمانی — ز قطب الدین ثبات زندگانی
حسن کز قدر بر مهه سود تارک — مبارک نیست بر سلطان مبارک
شه او را در دل خود کرده منزل — نشسته آں خس اندر خون آں دل
ازاں خس ریش دید ار چه دل خویش — دلش رنجه نشد زاں رنج دلریش
بداں نا مهرباں چوں مهرباں بود — ازو هم بے دل و هم بے زباں بود
نمی گفتش بدل هیچ آشکارا — که بر گوهر کمیں کرداست خارا
همی کرد از کرم هر روزش افزوں — بداں گونه که مه را مهر گردوں
بساں مار گیرے کو بهنجار — ز بهر مردن خود پرورد مار
بدو گرچه بسر سوز و کنایت — همی کردند دانایاں حکایت
که باتو گرچه خسرو خانست همدم — دمش خوں است وخوں برخوں براں ضم
ز دست او چه نوشی دوستگانے — که هست ایں فتنه دشمن دار جانے
بریداں نیز در دور بیانے — همی گفتند کیں خونست نے مے
ولے چوں بسته بودش گوش تمییز — هوائے دل قضائے آسمان نیز
نه گفت کس دروں می‌شد بگوشش — نه سوئے مصلحت می‌رفت هوشش
خود† از هوشش دوسه کلچد کم افتاد — که هوشش را قلم نقش هوس داد
اگرچه قطب دنیا زیر افلاک — شه و شاهزاده بود از گوهر پاک
چو عقلش گوهر تمییز گم کرد — بغصب گوهرش چرخ اشتلم کرد

* ں : بردو - † (کذا) شعر کا مفہوم یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہوش کے تک (یعنی نکتے) اُڑ گئے اور ہوش کی بجاے ہوس رہ گئی -

چو دشمن را دلش از یار نشناخت   سمن از خار و گنج از مار نشناخت
هم از گل زخم خارش گشت پیدا   هم از گنجینه مارش گشت پیدا
حسن کش هندو اندر چار سو بود   سه چارش خال هندو پیش رو بود*
چو چندان خال بر رویش کهن گشت   حسن زان نقطهائے بد خشن گشت
زیک خال است او را خوبئے حال   کند رو را سیه افزونی خال
غرض زان هندوانی خال دیدار   نگه کن چون سیاهی شد پدیدار
چنان بود این حدیث فتنه پرورد   که شاه آن فتنه را چون خاص خود کرد
بخسرو خانیش چتر و علم داد   جهانے عرصهٔ تیغ و قلم داد
وزارت را قلم بر کارش آسود   وزیرے چون حسن شد پیش مقصود
وزیر و کار ران و نایب تخت   و لیکن بخت نیکش کرده بدبخت
ز سوئے شاه یک جان در دوتن خاص   وزو دو دل بیک † دور از اخلاص
برون در بندگی توفیر می کرد   درون تدبیر تیغ و تیر می کرد
نیام تیغ بود از بهر خون ریز   برون زیبا ‡ درون سو خنجر تیز
بسان حنظل از نفس جفا بیز   برون سو نرم و رنگین و از درون زهر
بابر تیره می مانست بے فرق   برون آب زلال و از درون برق
ز دور منهی $ ارچه گاه و بیگاه   رسان بود این خبر در حضرت شاه
ولے شه را چو بود از گردش بخت   بران دشمن طریق دوستی سخت
بهر کس راز دل آگه نمی داد   همی دانست و در خود ره نمی داد

* شعر کا مفہوم غالباً یہ ہے کہ اس کے منہ پر ہندوانی ٹیکے کے تین نشان یا تل تھے -

† ق - ر : بیک دل دور ز اخلاص ‡ ق - ر : دیبا $ خبر دهنده -

هنوزش در دل شوریده می داشت … بسان مردمش در دیده می داشت
جهان می دید زهر افگنده در شهر … چو بر دل بس نمی آمد، چه تدبیر
عجب کارے که شه با لشکر بیش … بس آید بو همه جز بر دل خویش
چنان در جاے خود تیمار او کرد … که جان خویش هم در کار او کرد
چنین باشد بکار عاشقی زیست … که شاهان راکشد درویش‌خودکیست
حسن هم همچنان در کار می بود … بتن خفته بدل بیدار می بود
چو اندر پرده تو غارا نیت داشت … برون مهرے برسم عاریت داشت
بسے هندو که گویندش براوو … شده یار از برائے فتنهٔ او
براوو وصف هند ویست سر باز … که هم سر باز باشد هم سر انداز
بوند این طایفه در پیش رایان … که جان بازند بر فرمان روایان
ازین بے عاقبت گبران منکر … بجنگ یکسره چون دیو ده سر
حسن شاں را بگنجے جائے کرده … ز زر زنجیر شاں در پائے کرده
شه غافل مزاج از طفل خوے … ز دشمن بسته دل بر دوست روے
بلندی برهمه سرهاش داده … کلید جملگی درهاش داده
وے اندر خون شه کرده میان چست … ز بهر فتنه را فرصت همی جست
چو تاریخ عرب شد هفصد و بیست … ثبات قطب کم شد جانب زیست
جماد دوئمیں را شد پدیدار … هلال تیره و تاریک دیدار
مهِ باریک بود از حالت تلخ … بناخن کرده خود را پیش ازان سلخ
شد آں مه بر همه گیهان مبارک … مگر بر طالع سلطان مبارک
چو بگزشت از شب تاریک پاسے … زمانه فتنه را نو کرد اساسے
ملوک از سلک خدمت باز گشتند … خس و گوهر بهم دمساز گشتند

حسن پنهاں بگبراں کس فرستاد ... کہ سوے شمع ملک آیند چوں باد
دراں ظلمات هندو چهر و بے مهر ... کہ هندو وام کردے رنگ ازاں چهر
بروں زد فوجے از هندوئے بد روز ... ز تیغ خویش گشته مشعل افروز
تو گوئی تیغ شاں ز آتش فشانی ... زبانه بود بر دست زبانی
دواں گشتند سوئے برج والا ... چو دزد چیره در تاراج کالا
قضا را قاضی از پوش اندر آمد ... قضاے آسمانش بر سر آمد
ز هندو حربۂ کش در جگر رفت ... شهابے در دل برجیس در رفت
چناں بو یوسفے کز خوں بر افتاد ... میان لالۂ نعماں در افتاد
دگر هر کس که بیروں و دروں خاست ... درو زوپین نشست و موج خوں خاست
چو پیش در شدند آں فتنه کاراں ... بر آمد بانگ و شور از پرده داراں
ز خنجر پرده دارے چند را نیز ... شد اندر پردۂ دل چاک دهلیز
چو فوج هندواں رہ پیشتر یافت ... خلیفه هم خلاف خصم دریافت
بر آب آمد همه کاں آتش انگیز ... بجوش آورد سیل فتنه را تیز
شه آں سگ را بخشم آورد در زیر ... چو نخچیرے که در زیر آورد شیر
بکشتن*تیرے می جست بر دست ... بخشم تیر چوں تیرے همی جست
چو نفتادش بکف تیغے دراں وهل ... ز منزل کرد سوے نردباں میل
سبک آں بر خلاف خارج آهنگ ... بہ بستاخی زد اندر موئے شه چنگ
رهاند شاه تا موئے خود از وے ... در آمد مو بمو کبرے پیاپے
سیه دودے ز بس خشم آتش ناب ... بدستش دشنۂ چوں قطرۂ آب

* کذا ایک لفظ رہ گیا هے - ک : بکشتن تیرے را - الخ بخشم شیر - الخ

مخالف شوم چهرے چهریا نام	رخے ز ابلیس و چشمے ز اهرمن وام
برد زخمے بران سرو کهانی	که خون جستش ز آب زندگانی
فتاد آن گلبن نو رسته در خاک	چو غنچه کرد دولت پیرهن چاک
مه از نور سعادت گشته نومید	که با تیغ زحل شد خسته خورشید
چو آن تاج سران را سر فگندند	وزان بالا بخاک اندر فگندند
میان صف ترکان خاست شورے	در آمد هندوان را دست زورے
بجولان گشته صوفی تیر در شست	برا دو چند با او گشته همدست
که هر که از سوے قطب الدین کمند زور	بدین پیکان کنم چشم دلش کور
همه شب در چنین تدبیر باطل	سخن می رفت در مقتول و قاتل
که فردا چون بر آید چشمهٔ مهر	که شوید بهر تخت آراستن چهر
کدام اختر کشیم از برج شاهی	که گیرد نورش از مه تا بماهی
و گر خونریز شاه از بهم کین توز	رمد چون شپرک زان نیر روز
کرا در خور بود زین گونه تاجے	که بستاند ز کشورها خراجے
هوا داران خسرو خان بد رائے	بسختی در نشستند اند زین پائے
که چون بر منعم خود تیغ راندی	بکش سر ورنه زیر تیغ ماندی
چو نگزارندت این سر بر سر دوش	بر آور تاج و بارے در سری کوش
چو گبر و مومن این تدبیر جستند	دگر تدبیرها زو جمله شستند
بدین تر دامنی شب خفت شادان	بلوث آلوده مسند بامدادان
بکار افزائی آمد گرد مسند	گروه کافر و کفران مرتد
ازین سو مالدیو اندر خرامش	وزین سو ناگدیو آورده رامش
بدین سان سو بسو صد دیو دیگر	بسے چندال دیگر مهو دیگر

یکے شد خانخاناں چتر بر فرق | دگر شد راے راجاں سرور شرق

پر آمد خاں بسے زاں کامرانے | چو خضراؤ دمن از آب جانے

سخن در سن عمر و خواندن شهزدگان و آنکه
حدیث دو خلف کاں از خلاف آمد تهه خنجر

دلا گر دانشے داری بنهد ہش | کہ گردندہ است گردون جفا کش

فریبندہ است نقش هفت پرکار | فریبیدہ * نگردی زین نمودار

بدین گلگونه کردہ صورتے چلد | مشو چوں کودک از بازیچه خورسند

کہ چوں بینی بچشم عقل و تمکین | خیال خواب و آب† و آئینه است این

خیالے کش تواں ز آئینه دیدی | خیال است این که زو بتواں کشیدن

بخواب و آب هم نتواں شدن شاد | کز این نقشے و آں عکسے بروں داد

هر آں پیکر که می بینی جهاں را | چو بکشائی درو چشم نہاں را

همه هیچ است چوں تصحیف سامر | پر از خالے چو همداں مقامر

کے آساید درو دانندۂ دل | که طفلاں خوش شوند از مرکب گل

بچشم همت است از راہ فرهنگ | فلک‡ ده دست وشش پے فرجۂ تنگ

کجا گنجد درو سر رشتۂ مرد | که هفت اختر درو سر رشته گم کرد

چو خواهی برتر از عالم نهی پے | بگو ترک جهاں و هر چه در وے

گل مردم که هر سوش آب و رود است | زمینے در خور کشت و درود است

درو بودن کسے را نیست در خورد | مگر آں را که کشتے کرد و بر خورد

* فریبندہ۔ † ق ر: آب آئینه ‡ یعنی نو عرش اور چهه جهت والا آسمان ظاهری وسعت کے باوجود تنگ هے۔

ببر زین کشت بر ' بر خوشهٔ چند و زان خوشه دوین بر توشهٔ بند
که چون این خوشهٔ بے توشه رانی چو خوشه نبودت بے توشه مانی
بسان مرغ و موران کز سر کشت نصیب خود برنداز خوب واز زشت
تو کاندر جستن این پخته خامی نه کنجشکی و نه موری ' کدامی
منه کالاے پر قیمت درین کاخ که تو مستی و دزد خانه گستاخ
یکے آمد درون و دیگرے رفت نکوے آمد و نیکو ترے رفت
ازین آینده و پوینده حالے نه پر شد عالم و نے گشت خالے
شناسد آنکه عقلش دور بین است که مهر آسمان شمشیر کین است
همین بیداد و کین اختر کنون کرد پسندده است از براے عبرت سود
درین عبرت سرائے پر فسانه نگه کن تا چها زاد از زمانه
اگر وقتے بلاے می شنیدیم درین دوران بچشم خویش دیدیم
کجا سلطان علاءالدین و آن کار کزان هیبت شدے گردون بزنهار
کنون بر نسل او بین تا چه کین رفت که چندان خون ناحق بر زمین رفت
چنان است این حکایت راستا راست که چون بر قطب دین رفت آنچه حق خواست
زبعد آن سریر آراے مرحوم برادر پنج دیگر ماند مظلوم
یکے خضر خان فرید اسم بلند اصل که بود اصلش زده شه وصل بر وصل
که آن سلکے سزاے ملک سنجے سه پنجش عمر در دهرے سپنجے
تمامش داده قرآن ختم منشور دلش زان نور گشته سورهٔ نور
بسا شاگردئی استاد کرده کتاب و نامه را چون یاد کرده
به ترتیب کمان و تیر پیوست بعقد تیر دو انگشت او شست
دگر بوبکر خان دیباچهٔ تخت سزاے ملک اگر یاری کند بخت

ز سال عمر او دو هفته رفته | دو هفتش سال و او ماه دو هفته
الم * دیده ز الف و لام و یسین | نشسته در دل قرآن چو یاسن
هوس در نظم و نثر لفظ و خط خوش | طبیعت خود چه گویم آب و آتش
علی خان گرامی هشت ساله | جبینے چوں گل و روے چو لاله
همه دندانش در بالا و پستی | فتان خیزان شده از شهر مستی
ز قرآن تا بقد افلح رسیده | قدش † افلح شده کاں صفحه دیده
بهاخاں هم بهشتم سال نوخیز | بثلث دوم قرآن ورق بیز
گرفته روزی از تعلیم بالا | وما من دابة فی الارض الا
ز پنجم سال عثماں بهره ور بود | هنوز از جمع قرآں بے خبر بود
ببازی هائے نوزاداں هوسناک | ز لوح کاف و نوں لوح دلش پاک
چنیں شهزادگان ناز پرور | که چرخ از بهر ملک انباز پرورد
زمان عمر شه چوں بر سر آمد | زمانه در جفا کاری در آمد
اشارت کرد خسرو خان کم بخت | که بر شهزادگاں کارے رود سخت
قضا را میهمان بود و شادی | که بود اندر مراد ایں نامرادی
دویدند از بروں عفریت رویاں | بهور سعان سحر ملک پویاں
دو سه محبوب و مرتد خانخاناں | بر آں دیوان هایل کاردانان
حرم کز هیبت ثانئی جمشید | بلرزیدے برو چوں سایه خورشید
فلک دم خوردے اندر بر مقامش | ملک گستاخ نگزشتے ببامش

* میرے نزدیک مصرعہ یوں ہونا چاہئے۔ الم دیدہ ز الف و لام و طس' یعنی الم اور طس کی سورتوں تک پہنچا تھا جب کہ یہ مصیبت آئی۔ یہ ۱۹ ۲۰ ویں پارے کی سورتیں ہیں۔ (ک)

† افلح' یعنی راست و بلند۔

نسیم اندر هرش یکسر ترفتے | صبا هم بے صبا با در نرفتے
پری هم جاں شدے سرتا قدم پاک | بہ ناکی گشتے آنکه گرد آں خاک
برآں جنت چو دهر ابلیس خوگشت | همه جنت پر از ابلیس رو گشت
ز نقش شوم آں روهاے منکر | ستنبه * گشت هر یک تیغ در
کشیده سر بگردوں هر سپاهے | چوں یلداے که در پے نحست ماهے
بروے هر یکے چشم جگر گوں | که هم در دیده نش گردد جگر خوں
سیاه و گشن سبلتهاے پر خار | چو کاه نیم سوز از خنگ † خار
دراز و پهن هر یک ریش نا خوش | پریهاں هم چو دلهاے مشوش
کناره بر کمر بسته بزر غرق | چناں کز پهلو ابر سوه برق
پریرویاں ازاں هیبت گریزاں | خزاں در گوشها افتان و خیزان
قیامت گشته در هر سوئے پیدا | قیامت کرده در کوں چرخ شیدا
دواں دنبال هر مستورهٔ گبر | سلامت بے پناه و فتنه بے صبر
بیالا ‡ کله در خوں کرده حوراں | شتاباں هر طرف چوں ناصبوراں
ز جوش کافراں بر اهل ایماں | سپهر از کردهاے خود پشیماں
نظر هاے سعادت بسته برجیس | که کم بیند دریں غوغائے ابلیس
چناں مریخ بد خشم و ترش چهر | بخونی گریه او نیز از سر مهر
دواں تاب آفتاب عالم افروز | ز سوز خود جهاں را کرده پر سوز
بساں بربط خود زهره نالاں | ثریا دست را بر دست مالاں
مه از کاهش چناں غایب ز خورشید | که گشته از کمال خویش نومید

* ستنبه ایک دیو کا نام جو خواب میں آکے ڈراتا ہے - † ن : رخنه ‡ کذا —

چه دل باشد زنان را در چنان هول — زن آنکه دیو در دنبال، لاحول
بسے خورشید سایه پرورید ه — بسایه سایهٔ خود هم ندیده
ازان ده سایه در دنبال یک مهر — برنگ سایه شد هر مهر را چهر
چو زان غوغا فتاد اندر حرم هوے — فرو مردند مستوران بهر سوئے
یکے را مانده چشم اندر تحیر — یکے را دیده شد چون گوش پر دُر
یکے پیرایه گم کرده و یکے هوش — یکے ساعد تهی کرده و یکے گوش
یکے شد غرق خے از تیغ چون آب — یکے در رفت در کنجے چو مهتاب
دوان گبران بهر ایوان و پرده — به بے رحمی چو خوک زخم خورده
بخشم آواز می دادند هر جا — که پنهان کسے ایدجا هان برون آ
ایا خان فرید اسم آئی بیرون — اگر جانی و گر جسم آئی بیرون
بیاید در زمان بو بکر خان هم — که هستش تن ز بیم آزاد و جان هم
دگر خانان بهاءالدین و عثمان — رسند این جا بزودی با علی خان
که زین جمله یکے را ما بر آنیم — که بر تخت جهانبانی نشانیم
و زان مایه که در ذور شد سران را — دهیم اقطاع و کشور دیگران را
نیندیشید* کاین کارے که شد راست — نه بهر دیگرے بهر شما راست
همی جستند هر یک را بمشعل — دم کاذب دوان چون صبح اول
زهے ظلمات کاندر وے چو پویند — بمشعل انجم گم گشته جویند
چو آن گم گشتگان را گشت روشن — که پیکان قضا را نیست جوشن
به تسلیم آمدند از گوشه بیرون — عدم را داده از دل توشه بیرون

ن : بنید یشید --

گهی کردند فریاد جهان سوز — که آهی بر کشیدند آسمان سوز
تعالی الله ز چندان شعلهٔ گرم — نشد پولاد آن آهن دلان نرم
بتندی یک دو محبوب جفا جوی — زدند آن خستگان را بانگ بر روی
که بر بندید لب چون بی پناهان — بتقدیر خدا و کار شاهان
چو خواهد رفتن آنچه ایزد قضا کرد — چه باید بیهده ترک رضا کرد
عزیزان پیش می رفتند بی تاب — چو میش بسته پیش تیغ قصاب
بگریه مادران دنبال هر یک — فلک هم در فغان بر حال هر یک
ز سیل چشم مستوران شیدا — شده خونابه در قصر پیدا
دران خونابه شان بردند بالا — چنان کامد ز حکم حق تعالی
همه شب پیش مادر هر عزیزی — ز سوز و داغ خود می گفت چیزی
که ای مادر جمال من ببین سیر — مکن دور از رخ من دیده تا دیر
که فردا خاک خواهد گشتن این روی — بخواهد رفت خاک ما بهر سوی
یک امروزی که پیشت میهمانم — بسوزد نیز مهمانست جانم
دمی مهمانی دیدار من کن — دل بریان خود در کار من کن
نثارم ریز لولو از چشم پر خون — که این یاقوت لعلم ریزد اکنون
چو من کردم وداع این سر خویش — تو نیزش کن وداعی با دل ریش
سر من گیر بکناری در آغوش — که این سر دور خواهد گشت ازین دوش
ببوس این سر که در خون خواهد افتاد — ز آغوش تو بیرون خواهد افتاد
به پیشانی همم با مهر و زاری — دو سه بوسی بکرده یادگاری
ببوس این چشم هم کت هست در پیش — که کم خواهیش دیدن بعد ازین بیش
تنم گرچه از تو خواهد گشت مهجور — نخواهد شد ز پیشت جان من دور

چو تنگ آئی ز هجر بے کرانم — بگوئی درد هاے خود بجانم
اگر پیش از خطم کهتی قلم راند — بخواهد نامم آخر در قلم ماند
چو در * خط شرط باشد میهمانی — مرا ماتم کنی بے میزبانی
مرا چوں سر قلم کردہ ز تقدیر — ز خون دل کنی این قصه تحریر
کنی زیں‌حرف اگر گردد دوات ریش — کتاب و مصحف من مونس خویش
همی گفتند گریاں مادراں هم — که اے دو چشم ما و دیگراں هم
نگر تا چند خوں خوردیم ازیں ساز — که پروردیم تاں را † ما بصد ناز
اگر گشتید بر بادے سبک پاے — همی افتاد دل کافتید ز انجاے
و گر بر روے تاں چشمے شدے تیز — ز بیم چشم گشتے دیدہ خونریز
و گر بادے کز شتے بر شما گرم — بسختی سوختے دل زاں تف نرم
وگر بیروں همی رفتید ناگاہ — دو یدے جاں گم گشته بصد راہ
بشانه گردن افتادے بدل هوے — که زیں سرها نباید یکسلد موے
کنوں فریاد کز تیغ خطرناک — چنیں سرها فتد در دامن خاک
کجا باشد روا اے گردش دهر — که رانی بر عزیزاں دهرۂ قهر
کسے کش بود برگ گلے نا تیز — خورد چوں گندنا شمشیر خونریز
بریزد این همه روها بزاری — چو برگ گل بهان خاک خواری
چه گفتست این فغاں ها بر فغانها — چه می گویم ببرید ایں زبانها
اگر رانید شاں را تیغ چوں برق — بباید راند ما را ارہ بر فرق
وگر زہ گردہ ایشانرا گلو گیر — بباید بر جگر مارا زدن تیر

* شعر کا مطلب یه معلوم هوتا هے که داڑهی نکلنے کی تقریب کی بجاے میرا ماتم کرنا -

* ن : بر

وگر شاں را رسن پیچد بگردن   ز ما باید رگ جاں دور کردن
دریده از زخم خنجر این شکمها   که زاں خوں در رود در خاک تنها
که از بیم ستمکاران بد ساز   کنیم این زادگاں را در شکم باز
درین گفتن در آمد خونئے چند   که بکشایند خونها را ز پیوند
بدو دو بزرگان تاجدارے   طلبگار از برائے سفته کارے
ذنب گشتند بر خورشید و بر ماه   ستاره هم بسے کردند همراه
گرفته مادران فرزند را دست   فتادند از تحیر بر زمین پست
گہے بردند بر دنداں دو انگشت   گہے کردند بر دل کوبش مشت
کشنده کو است از خنجر جگر دوز   کجا می بیند آں سوز جگر سوز
پسر در رفتن و مادر بتاپاک   به رو خون و بسر خاک و بدل چاک
چو دیدند آں سگاں کز آتش درد   نخواهد شد ز آب چشم شاں سرد
بعطف و زور شاں ماندند بر جاے   رواں کردند شاهاں را سبک پاے
چناں شاهاں چو مسکیناں بیکس   همی رفتند روها کرده واپس
زهے بد دیدن و دشوار دیدن   بگشتن واپسین دیدار دیدن
نگرگاں واپسین دیدار چوں بود   کزیں سوزوں و زاں سو نیز خوں بود
نظر می کرد مادر سوئے فرزند   بناخن از جگر پرگاله می کند
فغاں برداشته ذاں فرید اسم   که اے نعمت خوران ما بصد قسم
کسے از بندگان و چاکراں هست   که گیرد در چنیں وقتے مرا دست
بروں خواهند بردن جان مارا   بجاں یاری کنید ار هست یارا
بفریادم رسید اے مهربانان   بجاں بازم خرید اے پاک جاناں
که خوانند نزد ما یاری رساں را   که خواهد کرد یاری بیکساں را

که گوید حال ما بیرون این در   که دارد سر دگر بیرون این سر
کجائی ای بزرگان بهر جان سوز   که بینی حال فرزندان بدین روز
بر آ از خاک و سوی ما نگه کن   بخون آلوده روی ما نگه کن
کجا رفت آنکه از همت ز هر سوی   بکندی باد بگزشتی بدین روی
کنون از باد دهرم کن نظاره   چو گل فرقه بخون و پاره پاره
چو گیتی خواهد از خونم خورش داد   چرا مادر بشهرم پرورش داد
چو من در خون فتم خونم مشوئید   و زین خونخوارگان خونم مجوئید
که ما یار شهید کربلائیم   بخون آلود در جنت گرائیم
مگر کین تن بغسل بی نیازی   شود در چشمهٔ کوثر نمازی
بدو بو بکر خان گفت ای برادر   نباید زین نمط بودن بر آذر
کنهم این ناله و زاری و فریاد   اگر فریادرس باشد ز بیداد
چو تقدیر آمد و یاری رسی نیست   شغب کردن چو مسکینان کسی نیست
نه آخر پایهٔ ما تاجداری است   نفیر از تاجداران شرمساری است
کسی کو را بود نسبت ز شاهان   چرا عجز آورد چون بی پناهان
ازین سان گوهری نتوان نهفتن   گهر می نالد آخر گاه سفتن
چو ما مردیم و هم فرزند مردیم   بمردی به که از جان فرد گردیم
چو زاری در نمی گیرد قضا را   بجان تسلیم باید شد رضا را
درین بودند کامد فرجهٔ پیش   دوید آنسو فریده از هم سر خویش
کنیزی چند دید از پیش نالان   فتاده آن سوی چون شوریده حالان
فغان بر زد که وای این جا کیانید   مرا پنهان کنید ار می توانید
همی گفت این که در رفتند پویان   عزازیلان و عزرائیل خویان

گرفتندش بسختی و روان کرد ‌‌ ‌‌ دران دم چرخ پیرکهن هم فغان کرد
دو خان را چون دو شمع گیتی افروز ‌‌ ‌‌ که آن دم بود شان چون شمع را روز
چو با آن بیکسی بردند سوئے ‌‌ ‌‌ که از خونهائے شان رانند جوئے
چو هر دو تیغ را دیدند محراب ‌‌ ‌‌ طلب کردند از بهر وضو آب
که بود آن گاه شستن از جهان دست ‌‌ ‌‌ همی بایست شست از خون جان دست
دران محراب گاه خنجر تیز ‌‌ ‌‌ نبود آبے جز آب تیغ خون ریز
چو صدیقان تبسم کرد ابو بکر ‌‌ ‌‌ شغب بر مکر می زد دهر پر مکر
ور آنچه خاک را می جست سازے ‌‌ ‌‌ زمانه در تهه آن داشت رازے
که چون بهر حیات این جانهاند آب ‌‌ ‌‌ نصیبت خاک شد در خاک کز *خواب
گزارش کرد ازان پس عاشقانه ‌‌ ‌‌ وصول عالم حق را دوگانه
پس انگشت شهادت بر کشیدند ‌‌ ‌‌ شهادت را رقم بر سر کشیدند
دو بدند آن سگان خنجر کشیده ‌‌ ‌‌ بخون ریز آستین ها بر کشیده
به بے رحمی بر آوردند خنجر ‌‌ ‌‌ در افگندند یکسر هر دو را سر
بدیوار آنچنان زد خون گل رنگ ‌‌ ‌‌ که شد یاقوت سرخ از رنگ خون سنگ
ولے یاقوت را نسبت چه یار است ‌‌ ‌‌ بدان خون کان ز مردم بین زخاراست
خصوصاً مردمے کز لعل و یاقوت ‌‌ ‌‌ گدا بودے ز بخششهائے شان قوت
چو خون زیر آمد از بالائے آن بام ‌‌ ‌‌ همه بالا و زیرش گشته گل وام
چو خون رفت از تهه دیوار بیرون ‌‌ ‌‌ کشاد از ناودان ها گریه خون
همان بامے که زیر خون لعل وام است ‌‌ ‌‌ همانا بام † "بالاریش" نام است

* ک: ن -- ا † بالاری - ستون والا - مطلب بظاهر قصر هزار ستون ہے جہاں یہ واقعہ ہوا -

همان جاها بکنجے بود * آن شور   دو شهر مملکت شد طعمهٔ گور
بروں جستند پس گبران بے مهر   ز فعل تلخ خود گشته ترش چهر
نمی گنجید هر قصاب کهن دوست   ز شادی چون بز دم خورده در پوست
پس آن جانب دویدند آن دو سادر   که بودند از پئے ایشاں بر آذر
زمین کز خون شاں دیدند گل وام   همی جستند مرگ از خون شاں وام
میان خوں بغلطیدند پر درد   نمی شد خون گرم از سوز شاں سرد
ازاں خون و ز موج اشک رنگیں   حنا بستند بر دست نگاریں
بگریه جامه هم در خوں کشیدند   علم بر پیرهن بهں چوں کشیدند
برخ بر میردند آن دست پر خوں   بدان گلگونه می گشتند گلگوں
که مارا عیشے آماده است امروز   شهنئی این دو شهزاده است امروز
بیارائید تخت و مسند و تاج   فرو ریزید لعل و در بتاراج
ز دیبا کلها سازید در دهر   بها دی قبها بندید در شهر
ولے عود و سپند ار بر فروزید   بجائے آن همیں مارا بسوزید
تنے کانگشت گشت از سوز ناساز   بسوزیدش چو انگشت سیه † باز
الا اے روزگار تیره روزان   که هستم از تو چوں انگشت سوزاں
چو انگشت سیه مارا بدیں روز   بسوز و می زبان و باز می سوز
ازیں سوزے که زد زیشان زبانه   کساں هم سوختند از هر کرانه
بسے بگریستند از چشم خوں زاے   و ز انجا بازشاں بردند بر جائے
جهاں را دیر شد کیں شیوه دارد   خزاں پر برگ و دی پر میوه دارد

* ن : بعد --   † انگشت سیه - یعنی جلی هوی لکڑی - اگلے شعر میں بھی انگشت انهی معانی میں لکھا ھے --

کرا در چاشنیها داد بهرے   که بازش در شکر ننگند زهرے
کرا درے بگوش افگند دل جوئے   که با گوشش نکند از گوشه روے
چو کس نبود بگیتی جاودان شاد   بشادی شاه گیتی جاودان باد

حدیث چشم زخم خاندان ملک و خانان را
کشیدن از پلک دیده بر آں ساں کز صدف گوهر

فلک را صد هزاراں دیدهٔ باز   بچشم مردماں بیں ناوک انداز
کرا بینائیے بخشید درکار   که ننهادش به بینائی دروں خار
کسے کش چشم* زخم از چرخ دوزیست   رسد گر چش جهاں در چرخ دوزیست
چو زخم از تیر بے تدبیر چرخ است   نه کمتر تیر چرخ از تیر چرخ است
چه دوزی دیده را زان دیده دوزے   که دوزد صد هزاراں دیده روزے
جهاں کز دهر تیر اندازی آموخت   نگرتا چند ازیں ساں دیده بر دوخت
چو گوید مردم از بینش فسانه   فلک چشمک زند سوئے زمانه
چه مردم گرش زخمهست از تیر   و لیکن چوں جهد از تیر تقدیر
رسد ناچار چوں باشد جمالے   کمال† عین را عین الکمالے
چنانک اندر کمال دولت شاه   قضا عین الکمال آورد ناگاه
کسے کیں نکته دید از دیدهٔ خویش   چگوں بیروں تراوید از دل ریش
که چوں دو مردم چشم علائی   بخون خویش کردند آشنائی
دگر خانان و طفل نارسیده   جهاں را دیدهٔ عالم ندیده

* ن : زخم چشم --   † ن : کمالے --

بر ایشاں نیز شد چشم فلک تیز　　گزند چشم شاں را شد سبک خیز
حسن را پیش چشم آنانکه بودند　　بچشم پیش حالے وا نمودند
که هر شهزاده چشم پادشاهی است　　چو چشم اندر سپیدی و سیاهی است
اگر بر چشم شاں نبود گزندے　　بباید چشم شاں را چشم بندے
که هر گه چشم بینش بیش باشد　　شکوه جسم هم با خویش باشد
که بیکاراست چشم از جسم پیش است　　بچندیں نقطه چشم از جسم بیش است
بدیں اندیشه و وهم نهاں بیں　　بروں کردند شاں چشم جهاں بیں
ازاں دیده کشیدن سروراں را　　بروں افتاد دیده مادراں را
فلک کوراست ازاں کرد ایں چنیں دور　　ز چندیں قرة العین جهاں نور
غرض چوں چشم زخم تیر تقدیر　　خراش چشم ایشاں کرد بے تیر
اشارت کرد ز ابرو گبر بے دید　　که زیں درها چو چشم سهره سی چید
برید ایں جمله درها در دگر درج　　که چندیں مه نهاید در یکے برج
بفرمانش سبک زاں قصر شاهی　　شد آں درها رواں تا گوش ماهی
بقصر لعل بردند آں سراں را　　بخوں شاندند* شفق نیک اختراں را
همی بودند روزے چند مستور　　چو چشم خویش و روز خویش بے نور
شگفته چشم هر یک چوں گل لعل　　رواں خونے ز هر گل چوں مل لعل
بروئے بستر پر خوں چو لاله　　همی گفتند چوں مرغاں بناله
که هر کس را گلے بشگفت بر تخت　　گل ما ایں شگفت از گلشن بخت
گلے زیں چشمها گر رخ نمودے　　جهاں و دیدها بر خار سودے
کنوں آں نرگساں نیم خفته　　ز باد دهر بیں چوں گل شگفته

* ک : آں --

چنین گل گرچه پوافزون است در وے — مبودودش که بوئے خونست در روے
گل ما را چسان شد خستگی یار — چو با گلها نباشد خسته را کار
نخست اندر بهار از شاخ بے بر — گل بادام و شفتالو کشد سر
بهار ما نگر بارش دگر گون — که بادام از گل ما برد بیرون
گل ما خستهٔ خار زمانه است — غلط شد بلکه پیکان را نشانه است
سر سوزن بود سوراخ بادام — بکزلک چون کشند از جائے آرام
کسے کو برکشید این دیدهٔ سر — بسان خسته * شفتالو بود تر
دو چشم او چو دو عناب خسته — همیشه خسته و در خون نشسته
بدین سان هر چراغ دیدهٔ شاه — فغان می کرد و زاری تا شبانگاه
چو در ظلمت فروشد چشم خورشید — برید از روشنائی گهتی امید
پرستارے چراغ آورد در پیش — شہان سوزان چو شمع از دیدهٔ خویش
یکے گفت این که آمد† شام تاریک — که روشن دید مے من موئے باریک
چو بیرون شد چراغ چشم از روے — همان کو هست پیش من همان موے
چراغ عاریت پیشم چه دارید — چراغ دیدهٔ من پیشم آرید
دگر گفتا که شمع از بهر چشم است — چه جویم زان که هر چون دیده پشم است
چراغ دیدهٔ عالم چو مائیم — نظر در شمع دیگر چون کشائیم
کجا شد دیدهٔ سلطان مغفور — که بینند قرة العینان بے نور
دگر گفتا که بینایان کشور — که بینا شان دل است و چشم بر سر
مثل گویند دولت کور باشد — نه دولت مند را این شور باشد
سپهر کور بهر ما زد این رائے — که دولت رفت و کوری ماند برجاے

* ق ر : خستهٔ شفتالوے -- † ق ر : اندر --

دگر گفت آنچه مادرے شنیدیم / بگوش - اینک بچشم خویش دیدیم
بلے هر دیدنی کاید ز تقدیر / بباید دید گر طفلیم و گر پیر
هر آں دردے که پیش آرد خداوند / چرا از دیده نپذیرد خردمند
دگر گفت اے شمارا دیده روشن / بتر سود از خراش دیدهٔ من
ز چشم من که می پوسید حالے / تعالے الله چه کوراں را سوالے
چو چشمم هر چه می دارد تراود / کس ایں کاویده را دیگر چه کاود
پس انگاه همی گفتند گریاں / که دل شد گرچه بهر دیده بریاں
ز دل چوں دیده را یکسو نهادیم / بجائے گر بماند نیز شادیم
ز کوری بود غم کز وے فگاریم / کنوں از رفتنش اندیشه داریم
بدیں چشمے که رفتش دیده بیروں / هزاراں منت کوری است اکنوں
گر آید میل میل آوازه تعجیل / که جائے سرمه شد در چشم ما میل
چو باید کور را بر کف عصائے / که بتواں بردنش از جاے بجائے
عصا شد میل بهر چشم ما خرد / که مارا کور کرد و دیده را برد
عصا شد دستگیر کور هر جاے / عصا کو کور سازد دیده را واے
عصا از کور بردن هر مثل بود / عصاے دیده بر دردے بر افزود
که جوید کهن ایں کوران مسکین / که دشمن را کند چشم جهاں بیں
بجز سلطان غیاث‌الدین منصور / که چشم دولت از وے باد پرنور

سخن ز آوازهٔ خسرو که چوں آلود مسند را
همه پیش نگوں کردند سر جز غازیء سرور

دریں سال از بسے فتنه که برخاست / خبر زیں گونه دارم راستا راست

که چون فرمان دیوان رفت هر سوی که ملک آورد در اهودلی روی
بد هر انسی و جانی را خبر شد که بر تخت سلیمان دیو بر شد
زهی قلابی فیروزهٔ خاتم که بر شیطان رساند خاتم جم
فلک تاج علا را بود معراج بخاک افتاد والا گوهر تاج
ثبات قطب دنیا بر سر آمد سها را نقش بر کرسی بر آمد
بزرگان هر یکی دریائی پر جوش فروهشتند مانند صدف گوش
همه لشکرکشان در شرق و در غرب بطاعت مهل کردند از سوی حرب
نه ترکی نیزهٔ ترکی بر افراخت نه هندو بندهٔ بر هندوان تاخت
همه گردان هیجا سست و بی‌تاب فرو ماندند چون بز پیش قصاب
در اقصائی ممالک نیز امیران کمر بستند چون فرمان پذیران
جز از درهای رزم از زور شمشیر ملک غازی معظم تغلق شیر
چو بشنید این سخن از خاص و عام ز غصه خون بجوشیدش در اندام
بمالید از تغیر سبلت کین ز بهر کین شدش هر موی زوبین
نخست افسوس کرد از نیک خواهی ز بهر خاندان پادشاهی
که در برج علا نقبی چنان رفت که گرد نقب زن بر آسمان رفت
ز چندان کوکب سعد اندران برج زمانه یک گهر نگذاشت در درج
کنون چرخ دخانی ز امر معبود چو بر کرد از سران دودمان دود
اگر با برج نتوان کرد کاری زمینی را سزا شرط است باری
مرا شاه شهیدان کاردان مرد بپروردی از پئی این روز پرورد
من امروز ار نکوشم بهر کارش نخواهم کین اولاد و تبارش
چو نعمت پرور از وی گشت حالم چگونه باشد آن نعمت حلالم

گرم یاری کند بخت نکو خواه | من و شمشیر و تیر و کینهٔ شاه
وگر نبود دروغم یاری از کس | چو من یار حقم حق یار *من بس
اگر ایں جا منم جاں بے تن آں جا است | که فرزند من و جان من آن جا است
کجا باشد دراں چشم و نظر نور | که باشد قرة‌العین از نظر دور
ملک فخرالدول کاو گاه نخچیر | دل شیراں بر آرد † از پر تیر
چراغ روشن از نور خدائی | که چشم دارد ازوی روشنائی
گر آنجا ماند ازوی چشم بد دور | وگر ایں جا رسد نور علی نور
خدا آں چشم را بر من رساناد | بچشمم ‡ دیدهٔ روشن رساناد

عزیمت کردن اعظم ملک فخرالحق والا بسوی حضرت غازی ملک کافر کُش صفدر

عجب کاری است کار شیر مرداں | که نندیشند هیچ از هم نبرداں
به تنها در روند اندر سپاهی | بسی آهنیں سازند راهی
ور از قلب فرس بیروں جهانند | بشیروی دل خود هم توانند
مبارز زاده چوں با تیغ قتال | سزا بینند کسی کاید بدنبال
دلیری کش بکار رزم فن هاست | اگر تنها بود هم دانگ تن هاست
سر افگن را چه تنهائی چه انبوه | نجنبد از هزاراں ذره یک کوه
کشد مه گر چه صد لشکر ز انجم | یکی خورشید هر صد را کند گم
وگر بز در رمه باشد ز صد میش | برد یک گرگ ازیشاں غارت خویش
هژبری کو گوزناں را شناسد | ز انبوه گوزناں کی هراسد

* ن : یارمی - † ن : براندازد پر تیر - ‡ ن : بچشم -

بخلوت گاه خود تنها بود شیر — که هر مو بر تنش تیر است و شمشیر

حکایت

شنیدستم که رستم پیش کاوس — بخدمت بود روزی پهلوی طوس
بخشم آشفت کاوس از خیالی — که رستم را رساند گوشمالی
اشارت کرد سوی طوس در حال — کش از نیروی بازو بشکند بال
چو طوس آمد برسم زور مندان — که بندد دستهاو چون دست بندان
برویش زد تهمتن پشت دستی — که در گشت از خرابی همچون مستی
برون آمد به پشت رخش بنشست — صبا در زیر و آتش بر کف دست
بسی کس را اشارت کرد کاوس — کسی در پی نرفت از روسی و روس
چو کس کم رفت دنبال سر افگن — برفت او سرزده با تیغ سر زن
توان دنبال شیر و اژدها کرد — که آرد رفعه * در دنبالهٔ مرد
سخنگو این مثل در جنبشی خواند — که فخرالدین ملک بالا فرو راند
چنان بود این که خسرو خان بدروز — چو شد بر آرزوی خویش فیروز
دل خود ساخت سنگ از کینه خواهی — و زان بشکست گوهرهای شاهی
زیادی کز سر افرازی بسر داشت — دو شمع مملکت را زنده نگزاشت
کشید آن دیگران را چشم روشن — بجا نگزاشت یک نرگس ز گلشن
غلامانی همه میر ولایت — باوج چرخ بوده ماه رایت
نه کس تیغی کشید از کینه جوئی — نه کس تیری کشاد از تند خوئی

* ق ر : رخت -

کسے نا ورد ناورد خروساں | همه گشتند عاجز چوں عروساں
ز نعمت ها کے سلطانی بخوا نہا | نمک پرورده کرده استخوا نها
بپختند انکه استخوانها زاں نمک زور | یکے را بر نها مد ز استخواں شور
بلے چوں شد نمک در پوست گنده | تن گنده نمک به پوست کنده
سزا بود آں خسیساں را در آنحال | کشیدن پوست پس کردن نمک‌سال
که در گنده تنی هر نابکارے | نمک زیں گونه گشتے گنده بارے
سگے کز دست مردم لقمۂ خورد | کند یاری چو یاری بایدش کرد
ز سگ ناکس تراست آں ناسپاسے | که نبود خورد خود را حق شناسے
چو سگ را هست با خوئے وفا کار | بود هم پاسبان و هم وفادار
چه نا مردم کسے کز سگ جدائی | کند در پاس نعمت بےوفائی
غرض القصه چوں زاں قوم سگ زاد | براں شهراں گذشت آں جور و بیداد
ملک فخرالحق از بس مهربانی | خراشے یافت ز * آزار نهانی
از انجا کاهل نعمت را به یاری | بود در شکر نعمت حق گزاری
براں می شد که ناگهه بے مدارا | بروں آید بشمشیر آشکارا
ولے می گفت بر نا ید چو کارے | بدادن جاں بباید باخت بارے
دریں اندیشه باخود غصه می خورد | که چوں شاند ز خون دشمن ایں گرد
چو شد ز اندازه بیروں خار خارش | دروں گشت از خراش دل فگارش
شبے بنشست با محرم تنے چند | بر آورد آهے از اهرمنے چند
بهاراں گفت گریاں و غریواں | که خون دم چساں جویم ز دیواں
جهانے پر زدیو و دیو مردم | چگونه بے سپه * من چهره گردم

* یہ آخر کے دو لفظ اصل نسخے میں اُڑ گئے ہیں -- † ن: سپر --

وگر ندهم بقتل هندوان داد	رضا در کفر و کفران چون توان داد
ندانم تا چسان تدبیر سازم	که سهم خود بر ایشان تیر سازم
نکوخواهان دران ملصوب شاهی	نمودند از طریق نیک خواهی
که این کاری که در اندیشهٔ تست	میسر کی شود ز اندیشه سست
چنین سیلی که موجش تا بفرق است	اگر را نهم بیرون بهم غرق است
وگر خود بایدش پنهان نگهداشت	بکوزه چون توان طوفان نگهداشت
بدان باشد که زین حال انچه دانیم	بدرگاه ملک غازی رسانیم
چنانکه آن رای بخشد پرتو نور	کنیم این ظلمت از روی زمین دور
ملک را شد پسند خاطر این رای	پسند خویش را شد کار فرمای
سخن‌هایی که بوی تیغ و خون داد	نهانی با علی یغدی برون داد
فرستادش سوی غازی ملک زود	که * باآگاهی که آن گاهی غزا بود
علی یغدی بران سو شد شتابان	بعزم تیر در قطع بیابان
رسید و رفت پیش لشکر آرای	جبین را کرده درخدمت زمین سای
پس از فرزند را ز انجا فرو ریخت	زلال ابر بر دریا فرو ریخت
چو شد غازی ملک‌را روشن این حال	ظفر را مژده داد از تیغ قتال

صفت خنجر ملک غازی

برآورد از میان شمشیر سرکش	بکرسی گفت کای طوفان آتش
میان بی دین تو محرابی پاک	دل بی دین ز محرابت شده چاک
زهی هندو زبانت مانده در بید †	که در محراب داری روی امید

*ق ر: به آگاهی که آن گاه غزا بود. مصرع کا مفهوم صاف نہیں ہے۔

† وید هندوں کی آسمانی کتاب۔

کهنے آں شد که از بیدت بر آرم   ز آبت سرخ بید و لاله کارم
اگرچه از خوں نماید رنگ محراب   خصوص آں خوں کش* از کفراں بود تاب
ولے چوں قلعه گیراں گشت خویم   من ایں حاجت ز محراب تو جویم
بریزم خون کفار از تو در جنگ   بدیں شنگرف سیرابت † کنم رنگ
ترا کر بہر دستم ساز کردند   ظفر با گوهرت هم راز کردند
فراز چرخ گردانت نشاندند   جهاں گیر آفتاب تیر خواندند
توئی آبے به پهنائی سر انگشت   که بندندت به پنج انگشت در مشت
و لیکن آب تنگت بسکه تیز است   جهان می‌گیرد آنجا کش ستیز است
ظفر را هم زبانا ‡ هم زبانے   سقر را هم زبانه هم زبانے
شود باطل ز روغن آب روشن   ولے روشن شود آبت ز روغن
کنونم کایں غزا پیش آمد از دهر   جز از آبت سرد ¶ ایں آتش قهر
چو لختے راند با تیغ خود ایں حرف   علی را خواند و کرد ایں ماجرا صرف
سوئے فرزند فرخ گفت پاسخ   که اے فال من از روے تو فرخ
بهلجارے که دانی زاں خطر گاه   بروں زاں مرکب و نه روے در راه
که مارا دیده در راه نیاز است   ز بهر چوں تو مردم دیده باز است
گر اے چشم و چراغ ما رسی زود   چراغ چشم مارا کم شود دود
ازاں پس چشم بکشائیم تا دور   بجوئیم از چراغ راه خود نور
تو چشم بینش و بینش چراغم   بر آنساں کیں دو نور آرد فراغم
کنیم از تابش شمشیر و جوشن   چراغ نعم و چشم بخت روشن
علی یغدی شنهد ایں نکته و راند   رسید و با ملک یک یک فرو خواند

* ق: کذا از - † آخری دو لفظ نسخے سے اُڑ گئے هیں - ‡ قمر کی ایک منزل کا نام ¶ مرو ؟

ملک شد در کمین آن که ناگاه ‌ ‌ ‌ دهد رهوار خود را جنبش راه
چناں بود این حکایت بے کم و بیش ‌ ‌ ‌ که چوں او خواست گیرد راه در پیش
گزید از بهر رفتن توسنے چند ‌ ‌ ‌ بجنبش دور سیر و زود پیوند
صبا را سبق سرعت شرح داده ‌ ‌ ‌ فلک را اسپے از خود طرح داده
نهاں پور ملک بهرام را جست ‌ ‌ ‌ به همراهی خود گردش میاں چست
موافق گشته فوجی ز اهل اخلاص ‌ ‌ ‌ غلامے چند و چندے چاکر خاص
فروزاں مشعلے خورشیدوش پیش ‌ ‌ ‌ تو گوئی هستش از ذره سپه بیش
کماں ها سخت و ترکش ها پر از تیر ‌ ‌ ‌ چو شیران نیستاں گاه * نخچیر
بسو نها کرده پیکاں هاے قتال ‌ ‌ ‌ کرا یارائے آں کاید بد نبال
بدهلی لشکرے ز اندازه بیروں ‌ ‌ ‌ نیامد کس جز این آوازه بیروں
که فخرالدین ملک را بین ز شهری ‌ ‌ ‌ برفتن کرد چوں شیراں دلیری
خود او رفت و سواں را کرد دل خرد ‌ ‌ ‌ دگر پور ملک بهرام را برد
حسن را کین خبر در گوش در رفت ‌ ‌ ‌ خیالے در سر افتادش که سر رفت
ز بس هیبت بلرزید آں نگوں بخت ‌ ‌ ‌ چو شمشیر تنک از جنبش سخت
ملک فخرالدول می رفت شاداں ‌ ‌ ‌ بشیر آباد خود چوں شیر زاداں
چو بر دریا رسید آں گوهر پاک ‌ ‌ ‌ ز دیده در فشانی کرد بر خاک
که از شوق پدر آزرده دل بود ‌ ‌ ‌ ز طینت هاے بد پایش بگل بود
چو در روے مبارک دیده بکشاد ‌ ‌ ‌ خدا را شکر ها کرد از دل شاد
کف پاے ملک بر دیده می سود ‌ ‌ ‌ اگرچه مردم دیده همو بود
دراں سودن ندانست آں شهٔ شرق ‌ ‌ ‌ سواد دیده را از خاک پا فرق

* ن : کلّا -

ملک را هست خالے در ته پاے که چون مردم کند در دیده هاجاے
خلف چون دیده بر پاے پدر برد بدان خال این دو خال دیده بسپرده
که شون بر تخت شاهی این گواهی است همین سه نقطه بهر شین شاهی است
ملک کان دیده را بر پائے خود دید دران دیده نظر بر جاے خود دید
در آغوشش گرفت از مهربانی بجانش جاے کرد از میزبانی
چو زان فرزند جانی جانش آسود بجاے آمد دلے کز هجر فرسود
بیاد نسل شاه از گریه روشست پس این طوفان غم را ماجرا بشست
جگر گوشه ز شور آن نمک خوار که بر چندان جگر ها ریخت آزار
ترا وید از جگر خوناب ناخوش چو آبے کز کباب آید بر آتش
پس آنگاه از طریق سوزش دل بگفت این با ملک غازی عادل
که اے دولت رفیق و بخت یارت بدولت یار بادا کردگارت
ملک را چشم مهر از سوے من بود رسیدم بنده وار از فضل معبود
کنون شمشیر برکش همچو شاهان بجو از خصم خون بے گناهان
که دارالملک گشت از هندوان پر شده بنشست جاے گوهر و در
بت سنگین و دلهاے چو خارا به هر سو بت پرستی آشکارا
خطیب آلوده را خطبه خوانان فساد آلوده دیگر خانخانان
صلاح و صالح افتاده بخواری مرید و مرتد اندر کامگاری
جرمها که مهر و مه ندیده در آغوش ز حل فعلان رسیده
کسے کو عزت اسلام داند معاذالله که دیدن تواند
کنون فرض است قتل ناسپاسان غزا شرط است بر ناحق شناسان

* ق ر : گفت

چو شد غازی ملک ز انجم خطابت — فزا این کی که تا باشد ثوابت *
اگرچه از تیغ کین در چیرهٔ دستی — مغل را بارها لشکر شکستی
به پشت خنگ چوگانے بهر سوے — ز سرهاے تتاراں باختی گوے
تنی ها † کر نهیبت می خورد خوں — نخورده آب خوش زیں سوے جیحوں
ولے به زیں جهاںے کے بود کے — که دین را زنده گردانی پیاپے
دهی هردم برسم کینه خواهاں — زمیں را سرخی از خون سیاهاں
کنی از زخم شمشیر ظفر فاک — ز خون خوک خوار اسلام را پاک
نگرلاے شهادت کزپئے داد — بر آورده دو دست آنکه بفریاد
بجز تو نیست آں کرّار پر دل — که فریادش رسد زاں کفر باطل
چو با غازی ملک در کوشش فرض — ملک فخرالدول کرد این فرض عرض
بدل خود سرور والا هماں داشت — که از گرد غضب خاطر گراں داشت
بپاسخ گفت کاے چشم مرا نور — ز نور چوں تو بوده ‡ چشم من دور
مرا دل سوے تو بود آرزومند — که دل را کے شود بادیده پیوند
چراغم چوں ز باد دشمناں رست — کجا پیش آتش تیغم شود پست
بروں آیم چو شیر از بیشهٔ خویش — بشهری پیش گیرم پیشهٔ خویش
بدیں اندک سپاه سخت بازو — شوم با سدّ آهن هم ترازو
نیت کردم عزیمت نیز کردم — که چوں مرداں بروں آیم چو مردم
بجاں کوشم ز بهر دیں دریں کار — خدا بادا دریں کوشش مرا یار

هراس و لرزهٔ ¶ جان حسن از عزم فخرالحق
وزاں اندیشه راندن بر همه شهزادگاں خنجر

* ن : صوابت - † ن تمنا ‡ ن : بادا - ¶ ک : لرزهٔ در -

چو هر گردن سرے از سر فرازے — بجان سرفراز افزد گدازے
گر او گردد ازاں سردم سبک کام — چو شخصے کش رود بازو ز اندام
چو بازوئے ز اندامے شود کم — تو گوئی نیست دیگر بازوش هم
اگر خانه فراخ و گر بچستی است — بچار ارکانش بنیاد درستی است
چو شد رکنے درست از خانه دور — خراب است ارچه باشد بیت معمور
همه جا تخت را پایه چهار است — که تخت پایه ور زاں استوار است
یکے گر کم شد و شد یک طرف پست — سه دیگر نیز پنداری که بشکست
بزرگاں عهده کار سرند — خلل گیرد سر هر ار گوشه گیرند
خصوصاً عهده کار زور مندے — ز بخت افزون برش باشد بلندے
درین حال انچه دارم عهده گفت — بریں ساں گشت با نوک قلم جفت
ملک فخرالدول چوں بارگی راند — حسن را بارگی بکبارگی ماند
کماں سست پے کز قامت انگیخت — کمانش را سریش از ته فرو ریخت
ز نز دیکاں دور از مهر پرسید — که از ما چون فلاں داماں خود چید
چگونه آهنیں سازیم تدبیر — که پاے دیگراں ماند بزنجیر
اگر دار دگر اندیشه بندیم — هزاراں شیر چوں در بیشه بندیم
ور ایں رشته بسستی وا گذاریم — جهنده بے رسن چوں بسته داریم
چو خلقے درپئے غوغا و شور است — نه ایں جا جاے زاری و نه زور است
چساں بر سر بریم ایں کار محکم — که مارا ایں سری گردد مسلم
هوا داراں همی گفتند کارے — بکارے سر ز سر گیریم کارے
شکست آنست بارے کافسر ملک — بباید واگسست از گوهر ملک
چو تاج ملک را گوهر نماند — ز بهر تاج جز تو سر نماند

وگر گردن کشاں را بند خواهی | بدہ زربستۂ خود چند خواهی
ز بند آهنیں آساں براں جست | و لیک از بند مشکل چوں تواں جست
اگر سلطاں توئی زر کم نیاید | بملک از گنج و گوهر کم نیاید
وگر بر غیر بینی پایۂ خویش | تو بارے دادہ باشی مایۂ خویش
حسن را در گرفت آں گفت ناخوش | بحسن راے کرد آں گفتہ را خوش
نخست از گنج شاہاں *مہر برداشت | همی داد آنچہ پنہاں گنج وزر داشت
پس آں کہ گفتہ با بے رحمتے چند | کشایند از در بے رحمتی بند
شتاباں سوئے قصر لعل پویند | زمینش را بخون لعل شویند
بہ بے مہری کنند از خلق مستور | شہاں را از کنار مادراں دور
بہ تیغ آں جملہ سرهائے خطرناک | نہند اندر کنار مادر خاک
دویدند آں سگان بے وفا خوئے | سوے آں شیر زادان نکو روے
بر ایشاں تیغ خوں راندند چنداں | چو قصاباں بحلق گوسپنداں
عجب حیفے کہ زاں گبران گم راہ | بخوں غلطد چناں روهاے چوں ماہ
ز خون خویشتن بستر کشادند | بخواب خوش براں بستر نهادند †
براں شاہاں چو خونریزی چناں رفت | نفیر مادراں بر آسماں رفت
ز سوز داغ آں پوشیدہ رویاں | پری و دیو شد پوشیدہ مویاں
مبادا مادرے را سوز فرزند | کہ پیوندش جدا کردند ز پیوند
ز دهلی رفت هر سو ایں خبر هم | شد آگہ غازیء دشمن شکر هم
ز خشم آسودہ بازو را بہ نداں | فرو خورد آں غضب چوں هوشمنداں

* اصل نسخے میں یہ لفظ چھوٹ گیا ہے۔ "مہر" مولوی رشید احمد مرحوم کا قیاس ہے

† ن : نشاندند۔

بدل * می گفت اگر خواهد خداوند — بخواهم عذر شیران از سگی چند
بناسیزه زهی زور دل مرد — که بر ملکی بر آید یک ملک فرد
خدایا چون تو کردی سر بلندش — بر اعدا هم تو کن فیروزمندش

حدیث گفتگوئی هر کس اندر مجلس خسرو
پس از صوفی سرئی† عادل نبشت تا خوش وابتر

زبانی را که از دل فتح باب است — سخن در حد خود گفتن صواب است
نه ‡ بس زیبا است نافرجام گفتن — رها کردن در و خر مهره سفتن
ازین گفتن مراد آن دارد این دل — که فخرالدین ملک خاقان مقبل
چو راند از شهر سوی شاه غازی — حسن شد بهر جان در چاره سازی
سرانی را که با خود دید دم ساز — طلب کرد و برون داد از دل این راز
که تغلق هست مرد پختهٔ رزم — فراوان کرده هر سو هر غزا عزم
وفاها دیده در کار آزموده — نبرد و جنگ بسیار آزموده
به پرخاش مغل صف ها دریده — بقتل هندوان سرها بریده
دلیری گوبکین چون خنجر آهخت — تن تنها زند بر لشکری سخت
اگر طوفان آتش بر کشد تاب — پسنده است از کفش یک قطرهٔ آب
دراز هنجار گیرد تیغ در مشت — سپاهی را بفوجی بشکند پشت
طریق رزم چون شطرنج بازی است — دو مرکب طرح بازان مرد غازی است
دریغا گر چنین لشکرکشی سخت — شدی در کار ما یاری گر بخت
دگر حاجت نبودی خواستن زور — سویر آرای جم را از ¶ صف مور
کنون این کار ز آئین فسون رفت — نهنگی گوئی از دریا برون رفت

* ن: بلا تندی- †یعنی غازی ملک تغلق - ‡ن: نکاپس زیباسعبس نرجام گفتن- ¶ ن: آصف-

بگوئیدم که چوں تدبیر سازیم　　که شهر جسته را زنجیر سازیم
بدانش هر یکے زاں کار دانان　　شدند از راه پاسخ نکته رانان
بخاطر هر کرا می گشت رازے　　بروں می داد و می‌شد چاره سازے
یکایک زاں میاں با گرسی گفت　　چو گرگاں یوسف صوفی بر آشفت
که چوں ما خاستیم از سر دریں کار　　بباید کرد کارے سر بهنجار
سر ما خسرو است و ما تن و پوست　　چه باشد سر اگر تن نبودش دوست
دریں تدبیر اگر ما سر نبازیم　　سرے را پیش تو چوں سر فرازیم
سران ملک چندیں در رکیبت　　ز یک سر چوں بود چندیں نهیبت
گرفتم * اژدرها ست زاں سوے　　من اژدرها کشم زیں تیغ چوں گوے
چو بکشایم کمندے مردی از دست　　نه مردم گر نه بندم هر کرا هست
بگفت ایں و رونده قاصدے جست　　که با سیرش بود باد صبا سست
سوے دیپال بر گردش الاغے　　که رو چوں باد سوے مرد باغے
بگو کاے کار داں و تیغ زن مرد　　نمی شاید فریب روز خود خورد †
اگر چت یار شد فیروزی از بخت　　نباید سر کشید از طاعت تخت
پذیرفتار فرمان شو بدرگاه　　زبان تیغ کن بر خویش کوتاه
وگر باد غرورت در دماغ است　　همان بادت زیان کاری فراغ است
چو تو دامن بمردی چست کردی　　نخواهم تا چو دامن سست گردی
بهر سوے که رفتن باشدت روئے　　به بینی رویم انگه پوی آں سوئے
که دارم خنجرے چوں آتش و آب　　که گشت است آب آتش اندریں تاب
بدیں آتش که دارد رنگ و آبے　　بقا هم روے تو گر تو نتابے

* ن: چهله - اصل نسخے میں ایک لفظ لکھنے سے رہ گیا ھے - † ن: کرد۔

چو برد این نکته را حامل*پیغام   بر آشفت اژدهائے لشکر آشام
چو صوفے به که با ان هم رکابان   کند چون استره سر در گریبان
که روبه دارد آن اندازه در جنگ   که گاه حمله در شیران زند چنگ
ولے فلسے در سه کان نازنین یافت   بدان بازوے خود را آهنین یافت
ز فیر و زئی نامردان بتاویل   شگالے زد مثل کافتاد در نیل
اگر گورے نیاید شرزه را زور   ز بهر مردن خود خود شود کور
اگر نگریزی اے دعوے گر از پیش   سزاے خویش بینی بر سر خویش
تو از آماده خوردن کشتهٔ سیر   نخوردی از دلیران زخم شمشیر
چو در رزم هزبرانت فتد بار   شناسی خویش را اندازهٔ کار

حکایت

حدیث تو بدان ماند که گاهے   به دیهے بیشه بود و صید گاهے
خرے ناگه ز آخر پر گران شد   گزر گاهش بکشت زعفران شد
ازان نزل تنعم کامدش پیش   همی خورد و همی خندید با خویش
جوان شیرےش ناگه دید خندان   بخندید او همش بنمود دندان
ز بس خنده و بازی زدش کار   بخنده هرسکانش گرد گت باز
بعذرش گفت شیراے یار جانی   چنین کن خندهٔ گرمی توانی *
ملک کین بذله گفت از بهر صوفی   چو مکی خنده زد بر قول کوفی
پس انکه پیک را گفت اے سبک سیر   که گفتی با سلیمان منطق الطیر
درینم خونت اما دیدم از دیر   که بر خون رسولان نیست شمشیر

* ن : اعمال † (کذا) مصرعے کی عبارت صاف نہیں ھے —

ولیک آنکت چو باد این سو فرستاد | بگویش کای سلامت داده بر باد
تو بر گبران برآری نام مردی | خطاب خویش صوفی خان چه کردی
ز صوفی خانیت چندان بود لاف | که از من زنگری محرابئی صاف
خطاب صوفیت گردد فراموش | چوے پیشم ز حلق خود کنی نوش
شود صوفی چو گاهی سخت کوشی | ز خون خویش رنگین خرقه پوشی
بکار صوفیان هم خام کاری | که بر حلوا مگس گشتن بیاری
نهٔ صوفی تو آن هندو پسندے | که از هندوت زورت * نه ز هندے
بدان هم خود گرت عقلی تمام است | که بر حق کیست و بر باطل کدام است
مرا گفتی که چون در کین شتابی | به بینی رویم آنکه روے یابی
بر آشفتی چو تو تیغ مرا تاب | پدیداست سوے من حشویست در خواب
سخن هایت که چون باد بزانست | مرا آهسته می بینی ازانست
غزا چون فی المثل ناید ز غازی | کند ناچار کافر با وے بازی
صبوری کن که رو آرم بسویت | بگویم پاسخ تو هم برویت
زمانی پشت پے† رو هم چو منعم ‡ | چو رویت پشت گردد پیش منعم
چو من رو از دو سو چون ذوالفقارم | زره بر پشت چون حیدر ندارم
تو لشکرها چه بافی زره شان | که رو شان پشت خواهم کرد آسان
گر آری صد سپه بسته بیک مشت | بمردی روبروے و پشت بر پشت
بدان پشتی که چون آری بسویم | همه رو پشت گردی پیش رویم
چو رویت را بدین سان پشت دانم | چگونه روے تو دیدن توانم
برویت دیدن ار چه در نشینم | ترا چون روے نبود پس چه بینم

* ن : زورت - † ن : پے - ‡ منجم ؟ مصرعے کے معنی صاف نہیں هیں -

به بینم رویت آرے لیکن انگاه | که در هیجا بزخم تیغ کین خواه
کنم بر روے تو گلگونۀ خون | ز پشتت هم کشم گلگونه بیرون
بمن * ارچه پست آری که کار | که خون خود پسمت روے کار
هم اکنون روئے پشتت رخت ریزان | قبای پشت زو بوسد گریزان
به ار بوسه سپه روے سپه را | که چون تو پشتبان باشد سپه را
ترا کے پشت آن باشد که کین | که گوئی گاه رفتن روے من بین
ملم آتش صفت روے از همه سوے | تو هم چون خاک پشتی † از همه روے
تو گر برقے ندیدی رخش در میغ | کجا کردی مصاف و کے زدی تیغ
اگر وقتے فکندی هندوے چند | که پهلو گشتے از هم پهلوے چند
بدین باز و مهفکن در کسے دست | که در یک حمله دو خان‡ مغل بست
بیا امروز تا فردا کنم جنگ | کنم روز جهان بر چشم تو تنگ
درین خوراک چون هندو پسندی | بیندازم سرت چون جوز هندی
ولے بر نیزه نه‌ام ارجمندی | که هست آن هم بسان سر بلندی
بمنقار فلاسان هم به بندم | که بے صیدے چنان کارے فکندم
چگویم بیش ازان ناکرده کارے | که مے ناخورده مانم در خمارے
درین عالم چو تیغت بر سر آرم | دران عالم شناسی حد دارم
چو تندی کرد هم چون باد لختے | بجنبانید سر هم چون درختے
همان قاصد فرستادن همی خواست | ولے چون خشمش افزون شد خرد کاست
نیارست آن غضب در خود فروخورد | به تیغ از تن $ سر قاصد جدا کرد
چو بر صوفی رسد این باد پر زور | ازین صرصر پریدن خواست چون مور

* کذا نا مفهوم - † ن : پستی - ‡ ن : جان - $ ن : بن -

و لیکن مصلحت را سنگ نگزاشت — بسنگ خویشتن خود را نگهداشت
رسانید این حکایت صوفی مست — حسن را و حسن هم رفت از دست
گمان این داشتند آن کامگاران — که گرگ کهنه بگریزد ز باران
ندانستند کان شیر کهن ساز — کند بر اژدهایان پنجه را باز
چو روشن گشت شار کان مشعل نور — همی خواهد رساند شعله تا دور
* بخود گفتند کین مارا نه زیباست — زره مقراض را کے هم چو دیباست
چه پرداریم سوزن پیش شمشیر — ز بانگ سرمهٔ کے رم خورده شیر
چه بنشانیم زین بانگ و دم آفرا — که بشکست است صفهاے گران را
چو ما † هاریم کش با خود در آریم — دم و دودے که با ما او برآریم

حکایت

بدان ماند که اندر خشک سالے — مگر کشتے بصحرا کرد زالے
چو ابر از ریختن شد نا جوانمرد — بران شد باد کز وے برکند گرد
فزال آبش چو غمخواران همی ریخت — که از چشم خودش باران همی ریخت
دران بے ترشگی زال اندران دشت — بگرد کشت خود گریان همی گشت
ز بس زاری چو خون خویش کرد آب — رسیدش ز ابر رحمت شربت ناب
بر آمد کشت و هر یک خوشه شد پر — چو گوش دلبران ز انبوهی در
سر افراز اشترے گردن فروهشت — بخورد خوشه بدخو شد دران کشت
اگر چه افغان زدے آتش بدنبال — نترسیدے ز بانگ و نعرهٔ زال

* ق - ر : مصرعے کے آخری دو لفظ اصل نسخہ میں تحریر نہیں ہیں۔ † هاریم ' بمعنی نا کام - یعنی اُسے ملانے میں نا کام رہے۔

ز بهر راندنش زال اندران کوب ‏ غرنهای دهلکے بر ساخت از چوب

چو دهلک زد که آں کوهانی چلند ‏ رمد زاں کشت و دنداں را کُند کند

بفریاد اشترش گفت اے تهی مغز ‏ مجو مارا بکشت خشک پالغز

چه ترسانی ز بانگ دهلک آں را ‏ که دهلک هاند او کوس گراں را

زمانه کوفت چنداں کوس برمن ‏ که گوی ناید از ده کوس در من

*

حدیث ما برین پر دل همیں است ‏ تبر موم و مغیلاں انگبین است

کنوں ما زیں نفس های خس انگیز ‏ چه زور آریم بر کوه گراں خیز

همی باید بکرسی کرد کارے ‏ که پولادے نشد نرم از شرارے

برین گونه دراں دلهاے پردود ‏ همیں اندیشهٔ غازی ملک بود

ولے در دل نبود آں را جز آں کار ‏ که شوید کفر و کفراں را بیک بار

کسے را کهں نیت شد خاطر افروز ‏ همیشه باد بر بد خواه فیروز

بسوئے کار رانان و امیران نامهٔ غازی

که قطع کفر و کفراں راشوندش یار و یاری گر

نه کم کارے است وصف نامه کردن ‏ در افشانی بنوک خامه کردن

سخن گوے آنست گورا هرچه پویند* ‏ بیاد آرد † بآنهلے که جو یند

چو خواهد بودن اندر نامه گفتار ‏ بوصف نامه بیں ز اول نمودار

چو باشد نامه خاموشے سخن گوے ‏ بروں پشت و دروں امسکں ‡ روے

زبورے زد قلم داودی اوصاف ‏ بمعجز هم نوازاں هم زره باف

* ق ر : گوئید - † ن : آید - ‡ کذا بے نقطه - تا مفهوم ق ر : دروں دان مسکن روے -

امیرے کار فرما در همه چیز — که دارد خیل لشکر حاشیه نیز
در اشکم گرچه باشد پیچ پیچش — ازاں پیچش نباشد رنج هیچش
درو رسته معانی * دسته دسته — دلش پر معنی و لب مُهر بسته
کشاده لب بود با خاصه و عام — ولیکن بسته لب باپخته و خام †
درونش دودمان فضل و دانش — پر از شمع منور دود مانش
دل او تنگ عرصه با عطا هم — حبش گنجیده در بطنش خطا هم
باندک دود کس در سر فتاده — گهے سر بسته و گاهے کشاده
برو عنواں بشرح از هر سرشتے — چو بر پیشانئے ما سر نبشتے
چو عنوانش بلب گشته رقم ساز — جوں را گوئی از لب خط شد آغاز
بروں بر لب ز خط سبلت دمیده — محاسن در دروں ‡ آر میده
ز $ وصل هجر در برد ار بس فصل — که از بعد جدائی یافته وصل
صریر خامه کش کس نشنود دور — رسد زو در سمرقند از لهاور
بسے دریائے علمش داده و صاف — قلم بر باد بر دریا زره باف
سخن باد است و بیں سحر قلم گیر — که بسته باد را محکم بزنجیر
دروں زنجیر و بیروں اند کے بند — و لیکن چار بندی هر یکے بند
عجب بندے که کشور بستهٔ آن — کشاده کارها بر بستهٔ آن
توانا گامش از وے جسته مانده — به بند کاغذ بندش بسته مانده
هر آن مورے که در آئینه دارد — نهانے گنجے اندر سینه دارد
هر آن زاغے که بنشسته دریں باغ — بمعنی بلبل و اندر نظر زاغ
سفیداست و تنگ چو بیضهٔ پوست — میان بیضه بو زاغش سخن گو است

* ن : رشته رشته. † ن : جام - ‡ ک: درونش - $ ق ر : ز وصل و هجر در بردارش فصل.

زهی پرندهٔ کاز نیستش ساز ولی در مغرب و مشرق به پرواز
عجب تر آنکه چون شد در پریدن کشاید بال خود بعد از رسیدن
گهی صد طره بر عارض نشانده گهی با خط عارض باز خوانده
چو ظلمت کاید اندر پردهٔ نور فشانده مشک تر بر صحن کافور
بوصف نامه چون از مشک خامه معطر کردم این مشکین شمامه
کنون در نامه مشک از خامه بارم کهم مشکی که بهر نامه دارم
عبیر افشان این حرف معنبر برین سان باز کرد این نافه را سر
که چون شد شه شهید حال شایع که طیب خلق شاهان گشت ضایع
نهالی را که شه در دیده پرورد ازان پرورده خاری در جگر خورد
بباغ دهلی از خار جدائی بهار ملک شد کنده گیائی
فراهم گشت گردش هندو درون شجر ملعون و برگش نیز ملعون
درخت آسا همه یکتا ستانند زمین را چون بنفشه بوسه دانند
سبک یاران ز قوم دوزخی اصل به پیوستند چون شاخ تر از وصل
ملک فخرالدول چون حالها گفت دل غازی ملک در کین بر آشفت
یگندی گفت چندین بندهٔ شاه همی میر و ملک گشته بدرگاه
ز گنج و مال شه صد چیز خورده بمجلس دوستکانی نیز خورده
دگر آزادگان میر گشته دران خدمت جوان سیر گشته
مهیا ثلث مال و ربع مسکون سپاهی از شداد سهم بیرون
یکی را مانند اندر سر خماری که سر بازد برای تاجداری
کنون من نیز ازین ملکی یکی میر که زن گیرم سرانرا در زناگیر
چه کار آید مرا این خنجر تیز که در کین شهش بازم بخونریز

نه نوشم خون گبران را چو باده / نخواهم خون چندین شاهزاده
فهم یارے نخست از راے کین جوے / بسلوک و ملوک مهلکت روے
بهر یک ماجراے باز خوانم / مزاج کار هر یک باز دانم
درین کار ار کنندم دست یاری / بکار آریم بازو هائے کاری
کنم آن کار زار اندر زمانه / که ماند یادگار اندر زمانه
وگر نبود در یندم یاری از کس / من و شمشیر یزدان یار من بس
بگفت این و دبیر خاص را خواند / نمودار درون را بیرون افشاند
که بنویس انچه بیرون می فشانم / هم از تیغ من و هم از زبانم
یکے از مولتان سوے مغلطی * / که کرد از زور خود فرس † مغل طے
دگر میر سیوستان پهلوے هند / محمد شاه کز فرمان ده سند
دگر سوے ملک بهرام ابیه / که شد زنده ز نامش نام ابیه
دگر بر یک لکهی سامانه را میر / که در کین خواهی شه کرد تقصیر
دگر بر مقطع جالور ‡ هوشنگ / که مانند پدر گرگیست در جنگ
دگر نامه سوے عالم ملک نیز / که عین الملک گشت از روے تمییز
بیک مضمون روان شد نامه هرجاے / که هر یک تا چه بیرون رهد از راے

صفت نامهٔ ملک بهرام

سر نامه بنام خالق کون / که اهل داد و دین را زو بود عون
فشاند مومنان را رحمت خویش / بر اهل کفر و کفران خشم او بیش
یکے را سر بفرعونی بر آرد / کلیمے را بکین بر وے گمارد
قضا کز وے رسد در مرگ و در زیست / همو داند که در وے مصلحت چیست

* ن : مغلطی - † ق ر : فرش - ‡ جالرر و هوشنگ -

گهی پستی دهد گاهی بلندی   گهی خواری و گاهی ارجمندی
دهد نصرت به هیجا غازیان را   بسوزد کافران بازیان * را
کند سد غزا محکم ز پولاد   که گردد دین احمد سخت بنیاد
محمد کو قلم بگزاشت از دست   ولی تیغ غزا بهر قلم بست
همیشه کار ما با دین او باد   غزا هم بهره در آئین او باد
پس از ذکر حق و نعت رسالت   خبر داده جهان را زین مقالت
بهر یک ماجرای کین نموده   دوای بهر درد دین فرموده
گدای چون من حمایت کرده دین را   موافق بوده سلطان مهین را
سر شاهان علاؤ الدین مغفور   که بادا مشهدش همواره پرنور
نه پوشیده است کز بخشایش و جود   بکار بنده پروردن چسان بود
هر آنکس کز کرم کرده نظر باز   شدی از دولتش هر سوی در باز
هر آن ذره کش از روزن در آمد   ز مهرش آفتابی شد بر آمد
ازو دیدیم مال و نعمت و کام   کده بر تارک و دیبا بر اندام
بعز و جاه مارا خوش همو کرد   ولایت دار و لشکرکش همو کرد
غلامی کش رسیده گوش بادوش   در آمد بخشش از دروازهٔ گوش
دگر آزادهٔ محتاج نان بود   چنان شد گوئیا پیوسته خان بود
چو کرد آن مه ببرج خاکی آهنگ   ثبات قطب مُحکم شد بر اورنگ
چو بود او هم شه وهم شاهزاده   دل و دستش به بخشایش کشاده
همی بارید پیوست از کف داد   چو بارانی که خلق آید بفریاد
کسانی کز چنان بخشنده شاهان   شدند از سروری صاحب کلاهان

* بازیان - خاسر -

چرا شاید که این سرهاے کاری — فرود آید بدیگر مُلک داری
بر آمد ناگه اهریمن نژادے — سلیمان گشت در سر کرد بادے
بدین بیداد بودن شاد نتوان — سلیمانی بدیوان داد نتوان
بپائید ار شما را مردمی هست — که بکشائیم بر نا مردمان دست
کنیم آن تیغ بازی در میانه — که ماند یادگار اندر زمانه
بسے در نامه زین‌ها صرف کرده — ز روے تیغ در وے حرف کرده

رفتن نامهٔ ملک بهرام

چو شد نامه تمام و کار راں خواست — که بهر کار تدبیرے کند راست
در اندیشید با خود کاندرین کار — ملک بهرام ابیه گر شود یار
بهر عزمے که باشد رائے مارا — بس است آن مرد رزم آرائے مارا
علی حیدر که مرد کار دان بود — طلب کرد و روان کرد آن طرف زود
چو رفت آن کاردان و برد نامه — ملک را وا نمود آن نقش خامه
ملک بهرام کان منشور بر خواند — بمهر و دوستی در سینه بنشاند
بشیرینی در آن فرخنده تدبیر — موافق شد بسان شهد با شیر
همه تدبیر کار خود بر آراست — سلاح و ساز و گنج و لشکر آراست
چو کرد آنچه از توانائی توان کرد — سبک سوے ملک غازی روان کرد
رسید و با ملک در دل یکے شد — بدانش راے دو کامل یکے شد
تو پنداری که گشت از هم وثاقان — به پیوستن ملک را و ابن خاقان
ملک تعظیمش از غایت فزون کرد — بگویم شرط تعظیمش که چون کرد
نشست امید دل ز اقبال گردش — چو بخت مقبل استقبال کردش

پس از مهر وفا در بر گرفتش — ز جاں با جان خود همسو گرفتش
حدیث از کهنهٔ شاهاں بروں داد — ز جوش دل زباں را موج خوں داد
که من خواهم کمر در کینه بستن — گره تا کے تواں در سینه بستن
ملک بهرام چوں آمد بپاسم — ز بهرام فلک نبود هراسم
ملک بهرام دانائے خردمند — شد از دانش سخن را نکته پیوند
که چوں کار تو در تیمار دیں است — نه کار تست ایں بل کار دین است
کسے کز بهر دیں نبود ترا یار — عفاالله گوئی از دین است بے زار
خصوصاً کز علاءالدین محمد — که بود ازوے علائے دین احمد
نماند از بهر دیں را پاسبانے — نه غم خوار و نه در دیں شبانے
که از بیداد بے دینان بد بخت — بر ایشاں رفت دشمن داروئی سخت
پس از تدبیر کافر نعمتے چند — خسیسے گشت بر مسند خداوند
برهمن بود پائے چند با او — مطیع بیدارے چند با او
بفرمانش رواں شد چند بے دیں — کشیده برگ بهد از شاخ بهدیں
در افگندند سرهاے سراں را — بکشتند آں همه دیں پروراں را
چو زیں آوازه در گوشم شد آواز — ز حیرت چوں صدف شد گوش من باز
همی پختم ز سوز سینه با خویش — که چوں آں شعله را بنشانم از پیش
نمی یابم ببازوئے کس ایں زور — که بهرامی کند در صید ایں گور
بهر سوئے که دل پرتاب کردم — چو بیدارے ندیدم خواب کردم
دلم زیں خواب ناخوش بود در تاب — که سر بر کرد ناگه بختم از خواب
بدستم داد دولت نامهٔ خاص — شدم در قعر آں دریا چو غواص
گهرهائے کرم دیدم ز حد بیش — نه در اندازهٔ درج دل خویش

دبیر گوهر افشاں خامه رانده — چو باراں ز ابر نیساں در فشانده
نموده حال آں در هاے شاهی — که شد از گوش مه در گوش ماهی
ز چشمم زیں گسست در شهوار — گسست سلک لولو شد برخسار
ز بهر آمدن چوں بود فرماں — بدل شد جملهٔ دردش بدرماں
ز وهم خود فرس را گام دادم — صبا را پاے سرعت وام دادم
رسیدم اینک از دیده نه از پاے — که از دیده کنم هرچه بود راے
دریں کوشش چو از جاں هست باکت — نه جان ما به است از جان پاکت
بجاں کوشیم و دیں را مایه سازیم — سناںها را ز خوں پیرایه سازیم
زمیں کز* خوں آں شاهاں جگر بست — ز خوں باید جگرهاے دگر بست
براے هر جگر گوشه ز دشمن — جگر بیروں کشیم از گوشهٔ تن
ز نیم آں تیر کز هر گوشهٔ دل — جگر گوشه شود هر پارهٔ گل
هنوز اندر جگر پنهاں بکاهیم — که عذر یک جگر گوشه بخواهیم
بهر کنده نمک دشنه نشانیم — جگر زو با نمک بیروں فشانیم
که چوں مهماں رسند انجا کلاغاں — کباب پر نمک یابند زاغاں
عجب نبود کزاں خونهاے ناپاک — فتد زاغ و زغن را دل بسوزاک
مرا کامروزش خوں بے شکے گشت — بخون گرم دل با دل یکے گشت
و گر صد جان و صد دل باشدم یار — همه بهر تو در بازم دریں کار

*

چو دیدایں یک دلی پر دل ز بهرام — بصد جاں داد در یک جانش آرام
نکرد اندر وثیقه خواستگاری — فتادش هم براں قول استواری

* ن : گر -

قهر و قتل مغلطی ملتان

چو رفت آن سرمه در کاغذ به‌تعجیل
بسوے مهر ملتاں میل در میل

مغلطی سرمه گون گشت از تحیر
سیه رو شد چو چشم از سرمهٔ تر

بقاصد تیز دید از خشم ناکی
برون زد دیده درخشم از مغاکی

بتلخی زهر خندی زیر لب کرد
پس از دل نامه را پاسخ طلب کرد

بپاسخ گفت کاں مرد سر انداز
نه از ما بهتر است از لشکر و ساز

ازو تا ما بمیری فرق دور است
که از ملتان دهے دیپال پور است

چو من نارم که با دهلی کنم شور
ببازوے دگر کے باشد این زور

چو مارا نیست نیرو باز بر دست
ضرورت پیش او باید کمر بست

کسے کوشاه گشت و رفت بر تخت
ستیز سخت با او چوں تواں سخت

نه دانائی بود بے جمعے انبوه
بدنداں و بناخن کندن کوه

بزور خویش کو شد پیل با پیل
صف مور از رهش به دور صد میل

من ار چه بندهٔ شاه شهیدم
کز اقبالش بگردوں سر کشیدم

ولایت دارم و مال و خزانه
سپاهی نیز چوں باد بزانه

ولے چوں لشکر من یار من نیست
چخیدن با بزرگاں کار من نیست

هم از دل نیست چوں فیروزیم یار
تهی دل چوں بفیروزی کند کار

نه ام من با کسے یار اندریں راے
مرا هم راے من بس کار فرماے

مغلطی چوں ز جان نا وفا دار
نشد غازی ملک را در غزا یار

گرفت از بیم جان و راے پر جهل
هلاک منعمان خویشتن سهل

زمانه لاجرم بروے بر آشفت
بلا بیدار گشت و عافیت خفت

سوے فرماندهان مولتانی
شد از غازی ملک رمز نهانی

چو بهرام سراچ آں کرده روشن | صلاح کار بر خود ساخت جوشن
۱۱۸ به لشکر هاے ملتاں کرد اشارت | که بر شهر بزرگ آرند غارت
سراں در قبضهٔ خویش آورندش | گرفته بر ملک غازی برندش
سپاه آمد فراهم تا بپاے | کند نطع مغلطی چوں مغل طے
چو آں گفته نمک دید آں چناں شور | شدش دل چوں نمک در آب بے زور
بر زن بود کز بر زن بروں جست | چو موش خانه کز روزن بروں جست
۱۱۹ ز نزدیکاں کسے با اونه شد یار | مگر موچی که بود آگاه ازیں کار
سواراں در پس و او پیش می رفت | تنش با خویش و جاں بے خویش می رفت
دریں تگ مرکب موچی سر آمد | سوار و مرکب از پا اندر آمد
سبک هم در فتادن تند برخاست | دراں افتادگی جاں را قهر خواست
براهش بود زالے بیوه حالے | دروں شد رستمے در کنج زالے
۱۱۹ نمودند از عقب فوجے تهمتن | کماں رستم و باراں بهمن
گرفتند و بزورش بند کردند | رقیبش زور مندے چند کردند
ازاں پس بیشتر زاں برده بستند | بدنبال مغلطی در نشستند
مغلطی رفت و در جوے در افتاد | کش از غازی ملک بود است بنیاد
بهیں جوئے ز راوی تا بجهلم | چو قلزم در حد گیلان و دیلم
۱۲۰ دراں ایام کز درگاه سلطان | شد ایں غازی ملک مقطع بملتان
بسے بنیاد خیر افگند هر سوئے | بناے مسجد و حفر بسے جوئے
نماز عید گه را مسجدے ساخت | که سرتا مسجد عیسی برا فراخت
فرشته نعره زد چوں دیدش از دور | که فردوس است ایں یا بیت معمور
سواراں در رسیدندش بدنبال | رونده سر کم و جوینده قتال

غرض القصه چوں در شهٔ مغلطی　　دراں چو کز ملک بود آب دروے
در آمد پور بهرام سراجش　　سر افگند و ندید اندر لحاجش
قوی مردے بود پا زهرهٔ شهر　　که نبود زاریش در زیر شمشیر
کسے کو تاب نارد سایه میغ　　بلرزد سایه وار از سایهٔ تیغ

قصهٔ حال میر سیوستان

چو نامه سوے سیوستاں گزر کرد　　خبر کرد و ملک را بے خبر کرد
محمد شاه لر کانجا سری داشت　　دراں خشکی و تری بر تری داشت
ملک کز لشکر آفت سگالش　　چو موے لر پریشاں بود حالش
ترش رو بود چوں افغان جنگی　　ولے هم چوں کلاه لر به تنگی
که سرداراں گزندش کرده بودند　　دروں قلعه بندش کرده بودند
چو از غازی ملک شد لوح خاصش　　هماں خط گشت تعویذ خلاصش
کساں کاندر قفس میداشتندش　　چو خواندند آں رقم بگزاشتندش
بروں آمد ز قلعه میر محبوس　　چو کنجشک از قفس و از دام طاوس
علم بالا کشید و لشکر آراست　　بمنشور ملک غازی سر آراست
بقاصد گفت گویا سرور عصر　　که بادا یار تو فیروزی و نصر
رسیدم من هم اینک گرم پویاں　　بداں نعمت مبارکباد گویاں
چو قاصد باز پس شد مهل در مهل　　رواں گشت هم او امانے به تعجیل
که * بپیوست آن سپهدار　　رسید اما پس از آرایش کار
ملک را نامه از تقصیر او رنج　　نوازش کرد و دادش خلعت و گنج

* کذا - لفظ چهوٹ گیا هے ـــ

برو کرد آنچه بخشایش توان کرد / سوے اقطاع اجمیرش روان کرد

*

چو بر هوشنگ رفت آن بخیهٔ راز / شد او هم در دل خود حیله پرداز

نه انکار رضا کرد از * سر هوش / نه بهر جلبش آمد گرم در جوش

زبانی گفت کا ینک می رسم تند / ولے پاے عزیمت در دلش کُند

دو سه بارش دگر خواندش سپهدار / نگشت اقبالش اندر آمدش یار

رسید او هم ولے بعد از ده و گهر / چو بے تدبیر کار آراست تقدیر

برو نیز از عتابے † نکته کم بود / همه بخشایش و لطف و کرم بود

نکشد رنجه نیوشده خیالش / بتشریف کرم پوشیده حالش

بصد ‡ انداز پروازش فرستاد / سوئے اقطاع خود بازش فرستاد

جانب عین ملک نامهٔ خاص

سوئے عالم ملک هم در نهانی / بمضمون دگر شد نکته رانی

که اے دانا بفضل و دانش و راے / خرد را بوده دایم کار فرماے

هم از بهر قلم خنجر کشیده / هم از زخم قلم خنجر بریده

هنر زین گونه و ز بخت برومند / شهبت برکشورے کرده خداوند

دیار مالوه دورش جهانے / بدور شه تو بر وے حکم رانے

تو عین الملک و در تو دیدهٔ شاه / چنان دیده که چشم مهر در ماه

اجین انعام و دهار اقطاع خاصت / ز خاصان دگر بیش اختصاصت

بگویم خود که با آن دانش و هوش / کند کس نعمتت را چون فراموش

* ن : ونلا سر هوش - † ن : عیالی - ‡ کذا - مشکوک -

بداں راضی شود کز هندوے چند — کشاید عقدهٔ اسلام را بند
لقیطے * گبر و گبرے چند خیزد — شه و شهزاده را خونے بریزد
تو مردے هوش مند و پخته تدبیر — کنی از خامی اندر کینه تقصیر
کجا رفت آں حقوق خدمت شاه — کجا رفت آں نوازش هائے درگاه
که از رایت غلامے پادشا سخت — رود از تختهٔ بازار بر تخت
پسندد علم و فضلت کز پے زر — فرود آری به هندو زادهٔ سر
گرفتم کاں بسیم و زر که جاں داد — رضا در کفر و کفراں چوں تواں داد
اگر مهر محمد شاه داری — سوے دین محمد راه داری
من اینک از پئے آل محمد — کمر بسته بکیں چوں میم احمد
بیا با من بکوشش هم عناں شو — بدلها تیر و در جانها سناں شو
چو ما باهم شویم از تیغ و تدبیر — مخالف هم ز سهم ما خورد تیر
جگر هائے که گشته از سناں چاک — بشوئیم خون شاں شوئیم ازاں خاک
نمودیم انچه مارا در نهفت بود — اگر خواهی رسیدن هاں بروں زود
وگر نائی و داری غور پر خاش — مراد تست و روزی هست می باش

*

چو پیک این نامه عین الملک را داد — خجالت بر خجالت در دلش زاد
نه روے آں که در کوه و بیاباں — سوے غازی ملک گردد شتاباں
نه راے آں که هم بر جاے ماند — سوے یاران بد بدراے ماند
سوے غازی ملک می خواست آهنگ — و لیکن دست بودش در ته سنگ
ضرورت مصلحت را کار فرمود — ز نامه با حسن گفتار فرمود

* لقیط - وہ بچہ جسے راستے سے اٹھا لائے ہوں -

کشاد آن نامه و پیش حسن برد — که بر اخلاصش آن خس حسن ظن برد

فرستاده برفتن پای بر کرد — وزان پیش ملک غازی خبر کرد

شد از ره دل ازو لشکر آرائی — چنانش روی داد اندیشه در رای

که قاصد بار دیگر پوید آن سوی — مگر عالم ملک زین سو نهد روی

گر آید مشتری در خانهٔ ماه — شرف گردد بدو زان خانه همراه

درین سو قوس او را گوشه گردد — بزان برجیس هر مو خوشه گردد

گفت دیگر بسوی عین الملک

دگر ره قاصدی چون باد مستور — رسید و کاردان را داد منشور

چو عین الملک دید آن حرف پرورد — چو چشم از دود آب از دیدها برد

بقاصد گفت ازین جا باز پس پوی — ملک را بندگی گوی و پس این گوی

که آخر من مسلمانم بده پشت — بعون ایزد دو رویه تیغ در مشت

بجهد خویش هم در بند آنم — که زین غوغا فرس بیرون جهانم

ز دل با هندوان چون یار گردم — که از ایمان و دین بیزار گردم

ولی بیرون شدن را چون محل نیست — به از تسلیم شان بودن عمل نیست

ضرورت مانده ام اینک بصد بیم — سلامت یار خود کردم به تسلیم

چو پیدا گردد اعلام بلندت — سر خود گیرم از پیش سمندت

ز اهل کفر بیزاری نمایم — نباشم یار و نی یاری نمایم

چو یکسو گردد این شمشیر بازی — من و خدمت به پیش شاه غازی

اگر جان بخشدم منت پذیرم — وگر خواهد که خون ریزد بمیرم

*

چو قاصد باز شد این ماجرا گفت ... ملک نے نرم گشت وئے بر آشفت
بدیگر چارہ شد مشغول تدبیر ... کہ تا فردا چہ پیش آید ز تقدیر

نامہ بر یک لکھی و قصۂ او

مخالف یک لکھی سامانہ را مہر ... ز بے سامانئی خود شد سبک سیر
چو حرف نامہ را مضمون فرو خواند ... بسان حرف نامۂ تیرہ رو ماند
*گران حسب از سلامت جوشے ... چو تسلیمات نامہ در حواشے
نہ از کفران نعمت شرمش آمد ... نہ بہر قلع کفر آزر مش آمد
چو ہندو بود و در دل گبرساں بود ... رگ گبریش ز نار نہاں بود
چو اول گشت مقطوع پناہ اصل ... بخون گرم هم با دیں بشد وصل
شہے کو کرد یکسو از دو دانش ... لگام خفتۂ مطلق عنا نش
چکیدہ † از دو لنگ جفتوانے ... بکوری خوردہ از شا ساغ نانے
چناں کو رانہ ناں در فاقہ خوردہ ... کہ کوری را بدیدہ سرمہ کردہ
بسے گنجشک راندہ بر سر کشت ... رمیدہ مرغ ‡ از سنگ چناں ز شت
نخوردہ مسکہ جز نان امیدش ... کہ اندر دوغ شد سبلت سفیدش
ز فار کفر بر کش § برکشیدہ ... بگردن چرم خامش در کشیدہ
چو شہ در بندگی کردہ قلامش ... کشیدہ خام حلق از حلق خامش
بزرگی دادۂ و شغل گراں هم ... ولایت ها بزرگ و بے کراں هم
چو ہندو زادۂ هم جنس ایشاں ... خروجے کرد با جمعے پریشاں

* کذا - پہلا ٹکڑا غالباً "گراں جست از سلامت" ہے لیکن آخری لفظ نہیں پڑھا جاتا -

† کذا - نا مفہوم - ‡ ن : مرغ سنگ از - § ک : برکش -

بصد تعظیم شد فرمان بر او — ز سرپا کرد و آمد بر در او
ندید این کان‌خس از رای تبه کرد — چنین با قرة العینان شه کرد
چنین در دیده های ملک شد خار — وی آن خار بلا را تیزی کار
چو از غازی ملک شد نامه سویش — سیه شد چون سواد نامه رویش
فرستاد آن همایون نامه را زود — بران بومی که بر بازان نه بخشود
باخلاص حسن حسن رضا جست — پناه جانش را عون از قضا جست
حسن را چون یزید وقت خود یافت — ز اولاد محمد روی بر تافت
خود آن بدبخت بود ازخوی بدساز — در جور و ستم کرده بسی باز
تهی لطفی چو آب نیم کوزه — ترش رویی چو دوغ هفت روزه
به بی مهری چو قصابان بد چهر — بخون ریزی چو جلادان بی مهر
همه خون ریختی چون بادهٔ ناب — کرم بودی گر از کس ریختی آب
کسی کش پیش کردی خدمتش پیش — چو رفتی پیش خوردی ضرب‌کش بیش
ز بیم چوب و دشنام زبانش — کرا زهرا که گیرد نام نانش
چو چاکر بهر نان را پی فشردی — ندادی نان و آبش هم ببردی
زخشمش لشکری در بی نوائی — بجان هم شهری وهم روستائی
چو از غازی ملک بروی رقم رفت — ازو سوی ملک غازی حشم رفت
چو باچندان جفا کفرانش هم شد — ز بیرش فتنهٔ با فتنه ضم شد
زمانه لاجرم بروی بر آشفت — برو هم شهری وهم لشکر آشفت
شکسته چون ز رزم شاه غازی — خلاصی ساخت باصد حیله سازی
بسامانه رسید و خواست زان جای — عزیمت را کند سوی حسن رای
که ناگاهان برو شهری خبر کرد — همه تندیش را زیر و زبر کرد

در آمد خاص و عامه بے مدارا — بکشتندش بشمشیر آشکارا
چنیں باشد چو پر فن را جزائیست — بقدر پیشه هر کس را سزائیست

حدیث خوابهاے سرور بیدار دل وانکه
شده تعبیر خواب یوسف اندر هر یکے مضمر

زهے بیداری بخت آں سرے را — که بیدار است پاس کشورے را
کسے کو راست موے کار دولت — بود هر موے او بیدار دولت
چو دولت یار هر بیدار باشد — نخسپد آں که دولت یار باشد
و رآید خواب بعد از ماه و سالش — در آید خواب یوسف در خیالش
که آویزد مهش در ذیل فتراک — گہے ستاره بوسد پیش او خاک
نه بیند خواب خوش جز پاک جسمے — کاز اقسام نبوت هست قسمے
ملک را چوں دل بیدار می خواست — که خوابے بیند اندر کار خود راست
فرشته کوست خواب آراے هر چشم — نمود آں خواب بیداریش در چشم
که هرچه او را به بیداری کند دهر — نمودش خواب کاگه گشت ازاں بهر
شنیدستم من خسته دریں باب — هم از بیداری بخت وے ایں خواب
که آں بیدار دیں را دیده چوں بست — بپاس دیں چو بیداراں کمر بست
پسے نامه به بسیاراں فرستاد — فسونے جانب یاراں فرستاد
ولے چوں مار گردوں فتنه می خواست — نهاد مار کژ در رخنهٔ راست
ازاں پیچاک و ناهمواری کار — بکار خویشتن پیچید چوں مار
چو درماند اندریں اندیشه روزے — ز دل بیروں فشاندن خواست سوزے
پسے خاصان و خویشاں را دروں جست — غبار دل بآب دیده می شست

همی گفت از تاسف آب در چشم　　که غم نگزاشت مارا خواب درچشم
مرا زور اندک و باری ز حد بیش　　چگونه خیزد این بارمن از پیش
ز یک دیوپالپور و دهلی یک مهر　　چه خیزد گو تو هر دم رستمی گهر
صفم با قلب دهلی چون ستیزد　　صبا بر آسمان چون گرد بیزد
سوارانند و قلم راندهٔ تیغ　　دولک بیش است باهم بسته چون میغ
بر ایشان کی توان خنجر روان کرد　　بقطره خرج دریا چون توان کرد
بدانائی نباشد نسبت آن را　　که از سوزن کند کوه گران را
کلنگان را ز شاهین شکاری　　چه باک ار نایند از پوینده یاری
وگر سوی روم آن خود نه مردیست　　نه کار سرخ رویان روی زردیست
ستیزی درمیان بس محکم افتاد　　که تیر از شست رفت اما کم افتاد
رهائی راچه سان سازیم تدبیر　　گریوه پست و سیلاب آسمان گیر
یکی تیمار مستورات و فرزند　　دگر اندیشه بهر خویش و پیوند
ندانم چون شود پایان این کار　　صلاح ما خدا آرد پدیدار
بگفت این و دگر ره دیده تر کرد　　چنانکه آن گریه در یاران اثر کرد
همه گشتند آب از دیدهٔ یاران　　چه ز افسوس و چه از افسوس‌خواران
پس آنگه با ملک گفتند گریان　　که ای سوز تو مارا کرده بریان
چه کار آید ازین پس عمر مارا　　که بهرت جان نبازیم آشکارا
دو چشمت قطرها کز خشم‌وکین ریخت　　بهای خون ما در ثمین ریخت
چو بیش ازخون دیت برما نشاندی　　نشستیم ار همه در خون نشاندی
تو داری بالحقیقت بهر حق جهد　　درین ما با تو هم پیمان وهم عهد
چو عمر ما توئی و جان ما تو　　بپیوندیم جان یکی گشتیم باتو

دل خود بر خدا بند و مهندیش / که فتح غیب بیش از لشکر بیش
چو می دانی نه بندد هرچه سی گفت / بباید خار خار خود ز دل رفت
چو پیدا گشتی و پیداست درکار / که هم فیروزمندی هم سپه دار
بلنداں را بر اورنگ بلندی / بود لا بد ز تو اندیشه مندی
وراں سرکش که سرها را بود باک / بجوید بهر شمشیر خطر ناک
سناں بر پر دل اندازد همه کس / فرانرا جوشن عصمت فری بس
تو هستی اژدها این نیست یارا / که کس زنده گزارد اژدها را
کشد ترک از برای طعمه نخچیر / ز بیم شیر بر شیر افگند تیر
نه کشتن گرگ را بهر کباب است / کباب از بز* جوید زاں خراب است
چو درکارت سلامت هست بر خیز / سلامت یار تست او هم بر انگیز
بدیں ساں هرکسے می پخت کارے / ملک هم داشت زیں گرمی شرارے
همه روز اندریں تبها ر غم خورد / ز بس اندیشه خوردے نیز کم کرد

خواب غازی ملک بدیدن پیر

چو شب زاکسون مشکیں بستر آراست / ستاره چادر شب را بر آراست
زلال پاک جست و دست و پا شست / بطاعت بر مصلاے رضا رست
تعبد پیشواے کار خود ساخت / نماز بندگی را یار خود ساخت
همه شب داشت رو در حق پرستی / دلش بر آسمان و تن به پستی
بسجده گریه می کرد سیراب / که هم در سجده تا گه آمدش خواب
دراں خواب مبارک دید پیرے / چو راے خویشتن روشن ضمیرے

* ب: بجوید –

بصورت نسخه‌ای از خضر و الیاس — بمعنی چون مسیحا فرخ الانفاس
ز نور الله محاسن راست کرده — ملایک نور ازو درخواست کرده
در آمد با ملک غازی به تعظیم — پس انگاهش به یزدان کرد تسلیم
بپوزش گفتش ای دیباچهٔ فتح — ز فیروزیت یابد نیلگون سطح
بسهل اندیشهٔ کت در دل آمد — فزون ز اندیشه کامت حاصل آمد
بشارت می دهم کاینک هم اکنون — شوی بر تاج شاهان در مکنون
برون کش تیغ و قدرت بین ز تقدیر — که خواهی شد چو تیغ خود جهانگیر
چو زین مژده گوان کرد آستینش — خطاب آورد شاه * راستینش
چو زین خواب اندر آمد مرد بیدار — امیدش مست گشت و بخت هشیار
ملک فخرالدول را در نظر خواند — خیال دیده پیش دیده بر خواند
بخویشان دگر هم گفت ازین حال — که خوش گشتند ازین فیروزی فال
بدیگر مخلصان دولت اندیش — هم این گوهر سپرد از معدن خویش
همه گشتند باجان † طرب یاب — چو بخت خویش بیدار از چنین خواب
بدین خوابی که در دلها درون رفت — ز شادی خواب شان از سر برون رفت
بشکر این نمایش مرد فیروز — همه شب بندگی می کرد تا روز

خواب غازی ملک که دیده سه ماه

شهی چون چتر سلطان همایون — همایون گشته از وی چتر گردون
مهی کامل با نجم سر کشیده — بگردون چتر زرین بر کشیده
نهوده سطح زنگاری مسافت — جهان را رنگ اعلام خلافت

* ن: سایه ز آستینش - † ق ر: خان —

سواد شب که شد بر تختهٔ روز / بیاضش کرده مهتاب شب افروز
فلک بر روی ظلمت ریخته نور / چو بر فرش معنبر گرد کافور
درخشان گشته انجم در سیاهی / چو مروارید تر در گوش ماهی
شهاب اندر کشوده تیر باریک / بریده روشن از دیوان تاریک
هوای چون مزاج غافلان خوش / چو فعل عاقلان آفاق دلکش
ز اسباب طرب غم گشته گم نام / چو ناکامی ز کار افزائی کام
جهان آسوده چون قول حکیمان / نشاط آماده چون بذل کریمان
درین شب مملکت گیر ظفر یاب / براحت داشت سر بر بالش خواب
وی اندر خواب و دولت پاسبانش / دل بیدار در پاس جهانش
نمودندش چنان در خواب امید / که بر بالای این تابنده خورشید
درخشان سه مه روشن بر آمد / که هر یک از دگر روشن تر آمد
یکی چون چتر زر بالای تارک / دو بر بالای دو دوش مبارک
ز تاب آن سه ماه کامل النور / سه ماهه ره شب از عالم شده دور
چو خواب اندر سر آمد صاحب بخت / زد از همت ببام آسمان تخت
ملک فخرالدول را خواند در پیش / که پیش دیده گوید دیدهٔ خویش
نخست آئین تعبیری که خود کرد / بنور رای و آئین خرد کرد
که این سه ماه سه چتر بلنداست / که سه فرق سران زان ارجمند است
چو من دیدستم این خواب مبارک / مرا باشد یکی بالای تارک
دو دیگر کز دو دوشم پرتو افکند / فشاند سایه بر فرق دو فرزند
ملک را کامد این تعبیر در گفت / شد امید دلش با کام دل جفت
ملک فخرالدول نیز از سر هوش / بدین تعبیر دادش مژده در گوش

که شاهان را فراز افسر ملک   بود سه چتر والا زیور ملک
چو چتر آسمانی دارد این خواست   که چتر ملک خواهد بهرت آراست
نمودندت سه ماه فرخ آثار   که این سه چتر تست اندر نمودار
کند زانها یکے در کامرانی   بر اکلیل همایون سایه بانی
دو دیگر در یمین و در یسارت   کند آرایش اورنگ بارت
ترا زیبد سه چتر ملک داری   که تو یک تن سه شاه کامکاری
بود تا یک سر والات بر جاے   بدیگر سر نشاید چتر بر پاے
سرت پاینده بادا جاودانه   که زیر چترت آساید زمانه

خواب غازی عصر و دیدن باغ

دگر ره خواب دید از بخت بیدار   که گوئی هست در بستان گلزار
دران بستان درختان نیم رسته   بآب زندگانی روے شسته
تر و تازه بسان شاخ طوبی   تهش سبزه چو خط بر روے خوبی
شکفته صد هزاران گل بهر شاخ   صبا پهرا ملش نا گشته گستاخ
ملک غازی بگلگشت اندر انها   چو گلگشت صبا در بوستانها
گل ار چه بوے بے اندازه می داد   وے از خلقش نسیمے تازه می داد
چو کرد از خواب چشم دور بین باز   کند تا خواب خود را گفتن آغاز
در آمد بخت بیدارش به تعبیر   بدو گفت اے به بیداری جهانگیر
تو در خواب انکه گلشن دیدی و باغ   حریم ملک تست و نیست این لاغ
درخت نیم رسته هر یک ازوے   خبر می گوید از کارت پیاپے
کت از دولت نهالها نیم کار است   نه بر شاخ ترت هنگام بار است

گل ارچه صد هزارانست نهفته است   هنوزت یک گل از صد نا شگفته است
هم اکنون در رسد هنگام بارت   شود پر میوه و گل نو بهارت
درخت قدر تو ز اقبال والا   رود با شاخها از سدره بالا
بر دولت خوری در کام خود زود   بگیر این فال و خواهد هم چنین بود

بجنگ آوردن غازی ملک پس ملک را دادن
هرانچه از مولتان بهر حسن می رفت اسپ و زر

بباید مرد را بازوے شمشیر   که بستاند به نیرو غارت از شیر
زبردست آن بود کز قوت شست *   بکالاے زبردستاں زند دست
خسے † روبد ز راه آبے که کند است   درختاں را برد سیلے که تند است
سگے بر غالۂ را شد زبوں گیر   پلنگ آن هر دو یکجا کرد نخچیر
کرا زهره که بے آسیب و آزار   ستاند گنج ز اژدر مهره از مار
چو از تازک رسد چابک بغارت   ز چابک غارت از تازک عبارت
ز ترک افتد صف هندو بتاراج   نیارد حمله سوے باشه دراج
چو از طاؤس و بط شاهین کند مال‡   که باشد ماکیان کاید بدنبال
کم از زاغے مشو در کهنه توزی   که از دندان شیران خورده روزی
خروساں یکدگر محکم ستانند   نه تا آن حد که کیں بر جره رانند
بزے کو سر زدن با گرگ جوید   بران پشمیں همه مویش بموید
متاع قادر از زاری نیابد   فسوں بر اژدها کاری نیابد
بتندی نارد از رستم شتابے   خزینه کے برد ز افراسیابے

* ک : شست بمعنی نشانه -   † ن : روید —
‡ ق - ر : بال —

دبیں وقت آں توان گو جوئی از کس … جز از غازی ملک در یابی و بس
دبیں کار از وے و زاں کار رانی … بگوییم ماجرائے تا بدانی
چو او را عزم شد در کوته خواهی … که جوید کین جوهر هائے شاهی
بپاے در طریق کار ی بود … بپاس کار خود بیداری می بود
خبر بر می رسید از شیب و بالا … نهاده دل بفضل حق تعالی
رسیدش ناگه آگاهی دراں حال … که کار فتح میموں گرددش فال
خبر گفتند کایلک می رسد تیز … متاع بس گراں بار و سبک خیز
ز ملتاں می رود اسپ و خزاین … سوے خسرو که شد میر مداین
تکاور هر یکے چوں باد شب گیر … همه تیزرو تیز آهنگ چوں تیر
خزینه نیز مال عرصهٔ سند … نه کمتر ز انچه باشد غیرهٔ هند
ز عیب این سو فتوحے دارد آهنگ … اگر غازی ملک در وے زند چنگ
حشم را باشد از وے خرج و دخلے … که مرغاں را رسید آماده نخلے
ملک فرمود تازاں سو شتابند … خدا آوردهٔ را باز یابند
دویدند آں طرف فرماں پذیراں … فرس غارت کناں و گنج گیراں
رسیدند و گرفتند آں زر و مال … هماں گیتی نوردان زمیں مال
فتوحے آمده با آمد کار … رسانیدند در پیش سپه دار
ملک فال مبارک داشت آں را … فتوح اولیں فتح جهاں را
اشارت کرد کاں گنج خدا داد … دهندش تا شود خلق خدا شاد
عملداراں بکار زر نشستند … در استغراق لشکر در نشستند
بفرماں می رسید آں مایهٔ کار … بهر کس تا شود پیرایهٔ کار
قوی دل شد حشم زاں بخشش پر … چو محتاج از مراد و مفلس از در

همه کس مهل کالاے گراں کرد ‏ ‏ هوس کرد انچه در سهری تواں کرد
یکے مرکب خرید از بهر پرخاش ‏ ‏ یکے شیریں پرستارے شکر پاش
یکے شد کار خیرے را طلب کار ‏ ‏ یکے بنیاد خیرے کرد بر کار
یکے بکشاد نقدے بهر عقدے ‏ ‏ یکے در عقد پنهاں بست نقدے
یکے داد آرزوے دل بخویشاں ‏ ‏ یکے دریافت دلهاے پریشاں
همه دیوپال پور از روح و رونق ‏ ‏ سدیر دوئمیں گشت و خورنق
ولے ز پنساں ست گیتی را نمودار ‏ ‏ که از زر هم چو زر گردد همه کار
در آمد هر کجا ساماں در آرد ‏ ‏ هزاراں کار بے ساماں بر آرد
بعهش از کیسهٔ پر خوب حالیست ‏ ‏ نباشد کاسه پر چوں کیسه خالیست
ولے گو کار خود گرداں تواں یافت ‏ ‏ ز اقبال جواں مرداں تواں یافت
چو از مهتر بود کهتر نوازی ‏ ‏ رسد ساز ز فرض بے چاره سازی
ز باراں چوں رسد بے جستجو آب ‏ ‏ نباشد کشت را حاجت بدولاب
کسے دارد ز مرداں سر خیء چهر ‏ ‏ که بستانند بکوں و بخشد از مهر
زند چوں برق بر زور آوراں تیغ ‏ ‏ بود برمفلساں بارنده چوں میغ
بلند است ابر و آبے نهز دارد ‏ ‏ که از دریا کشد بر سبزه بارد
مهر نام کسے کز همت پست ‏ ‏ نه بخواند ستد نے داد از دست
خدا وندی کسے را در خور آید ‏ ‏ که بر خلق از خداوندی بر آید
خدا وندی جز احسان و کرم نیست ‏ ‏ و گرنه کس ز کس درپایه کم نیست
چو از کس زہر دستی بهر مند است ‏ ‏ دلیل دولت و بخت بلند است
سپهر آں را که خواهد کرد سرور ‏ ‏ کند جا کر نواز و بنده پرور
ولے جوینده هم با بد خرد مند ‏ ‏ که در خدمت شناسد جاے پیوند

نجوید هیچ حال از هیچ شیوه / زبوه انجهر ، گل و از بید میوه
کسے کش باید اندر کار خود نور / نباشد از پناه مکرماں دور
چو مفلس در پناه مهر سانچے است / پناه و مهر اوش آماده گنجے* است
تموز آرد چو تاب از پیش از پس / درخت سایه ور جوید همه کس

حکایت

یکے در سایهٔ ابر گهر بار / ز بهر سایه می زد ناله هر بار
که وه وه سوختم از تاب خورشید / مرا از سایهٔ با بستے امید
یکے گفتش که چندیں سایه بوفرق / چه بهرسایه چندیں می کنی زرق
و گر زابرت نه سر سایه نشین است / درخت و رخت وسقف از بهر این است
جوابش داد مرد از دانش و داد / که اے از سایهٔ رحمی دولت شاد
بزیر ابر خورسندی ز ره نیست / بداں سایه که گاهے هست و گه نیست
نشاید با درختاں نیز بستی / که یابی سایه تا زیرش نشستی
علم هم سایه دارد سایه باں هم / که دایم نیست برسر این و آں هم
ز سقف خاره هم سایه تواں یافت / و لیکن پرورش نتواں بداں یافت
من از گفتار خود آں سایه خواهم / که ذیل پرورش باشد پناهم
کسے کاں دامنش سایه نینداخت / بود بےسایه گر صد سایه باں ساخت
دریں عهد آں درخت سایه گستر / غیاث الدین است شاه ابوالمظفر
دعا این است بر سایه نشین فرض / که خلد ذاک ظل الله فی الارض

* ن : رنجے -

صفت هاے دل غازی ملک و از هر طرف مژده
چو از دهلی بسویش راند لشکر هاے بحر و بر

بخصم افگندن و رزم آزمودن / دل غازی ملک باید ستودن
نگویم دل که دریائیست در نور / که آں را در نیابد هیچ کس غور
ازو موجے که خیزد غرب تا شرق / هزاراں لشکر اندر وے شود غرق
ازو هر قطرهٔ تیغ است خوں ریز / وز و هر چشمه طوفانے است قهرخیز
و گر گویم که از پولاد کوهے است / کجا پولاد را زیں ساں شکوهے است
اگر طوفان آتش در رسد گرم / نگردد گاه کهن پولاد او نرم
و لیکن بر فرودستاں نا چیز / تو خواهی موم خوانش خواه ارزیز *
بسے دیدیم شهراں و فا را / نبود ایں دل مگر شهر خدا را
و گر اسفندیار و تهمتن بود / چنیں دل شاں نه پندارم بتن بود
دریں گفت من آں کس کونه داناست / دروغ شعر داند نے دم راست
ثبات آں ز تائیدے که دانم / به برهان خرد کردن توانم
ولے باید خرد کاندر سفیهی است / که برهاں نیست حاجت چوں بدیهی است
چه حاجت شهر را مردانه گفتن / ز رستم در نبرد افسانه گفتن
همیں برهاں نباشد بس که یک مهر / ستیزد با جهانے در زنا گهر
چناں بود ایں که چوں غازی ملک خواست / که قهر خود کند بر کژرواں راست
همی غرید با خود چوں هزبرے / نهاں می داشت رعدے را در ابرے
سرش را سر نهشت حق خبر گوے / که مانند است ازتو تا افسر سر موے
قباے چرخ با بالاش هم راز / که من چو خم قباے خود مرا ساز

* سیسه

دو پیکر در تقاضا هر زمانش — که کی گردم کمر گرد میانش
رسانیده بپایش آگهی بخت — که باید مستعد بود از پی تخت
سپاهی خال ملک اندر کف پاش — که چون مردم شود در دیدها جاش
کمان و تیر را پوشیده می گفت — که کی گردیم تا بهر ظفر جفت
لب سوفار با زه لاغ می کرد — برات کرگساں بر زاغ می کرد
توان بازوش می گفت با مشت — که اختر هفت چرخ از تو یک انگشت
مه اندر صلح خود می گفت با کیش — که ای قربانت گشته صد چو من پیش
سپهر گوشه کش کاینک مراهست — ز صد سهم فتوح آسمان شست
زبان می داد شمشیرش اجل را — که من یار توام تو کن عمل را
نیام خالیش را گشته زین فن — دهن پر آب بهر خون دشمن
غلط کردم نیامش را درین دم — زبان آمد برون آب دهن هم
سنانش گشته سر تیز از پی حرب — که در زم صد چو خسرو خاں بیک ضرب
گرزها رسم او را عقد بر عقد — هزاران فتحش اندر هر گره نقد
شده گرزش ز بهر کین به تعجیل — که من بیرون کشم مغز از سر پیل
زره می بافت بهرش روح داؤد — که چون داؤد جالوت افگند زود
سمندش کو زمین هر سوی می کند — ز بهر خون خصمش جوی می کند
فلک گوی از سم رخشش فشانان — که گردد بوسه جای ملک رانان
عطارد ظل چترش را بامید — که نبود مشتری زین پس بخورشید
علمهایش ستاره کش سه پایه — کند بر کرسئی نه پایه سایه
بدریای فلک در رفته ماهی — که اژدرها شوم بر گنج شاهی
نهسته خیل او کاینک زبس دیر — بهرم گاو بشکافم دل شیر

دمامه زن کژک را راست می‌کرد ز بهر نغمه شادی خواست می‌کرد
دهل ها را هوای در تهی گاه که کی بانگی زنم بر قلب بدخواه
حشم چو شان که کی پیش آید آن روز که گردد این ممالک گیر فیروز
فلک می داد قلبش را اشارت که جیبم هست پر نقد بشارت
بذات خود وی اندر کار سازی که فرماید علم را سرفرازی
همه ترتیب کار خویش می کرد دل خود را حصار خویش می‌کرد
پران می شد که پیش آید به یکبار کند دست ملوک و ملک بیکار
و لیکن منتظر می بود تا کی بپیچد دشمن و بپا لشکر وی
پیاپی هر طرف می شد خبر ها زمانه می کشاد از فتنه در ها
چو خسرو خان شنید آن زورمندی دل افتادش بدریای نژندی
هوا داران نمودندش که درحال بباید فتنه را مستن به نهال
شدش لابد که بفرستد سپه را کند کوتاه بر آینده ره را
سپاه آراست چون موی سر انبوه که هر مو از زمین بالا کشد کوه
دلیران ویلان و نامجویان بخون خود ز هستی دست شویان
امیران و سپه داران اطراف در اوصاف مصاف افزون اوصاف
سران لشکرش هم تیغ رانان سر لشکر برادر خان خانان
بهر یک گنج و مال بی کران داد سبک داد و بمیزان گران داد
فراوان پیل و بسیاری خزانه همه با خان خانان شد روانه
چو لشکر مستعد گشت و سوارش گزین رزم قدر چل هزارش
روان سوی ملک غازی روان کرد زمین از بار لشکر ناتوان کرد
روان شد سوی آن مقتل مقابل چو انجم لشکری منزل به منزل

ز بس کانسو شتابان راه می کرد — چو وهم تیز ره کوتاه می کرد

چنان تا کرد کین* کان لشکر انگیختند — سپاهی در سواد سرستی ریختند

درون شهر چون غازی ملک بود — برون در غارت افتاد این سپه زود

بسے رخت مسلمان شد بتاراج — بسے زردار منعم گشت محتاج

بقلعه سرتبه † مسعود پر دل — نگشت از هیبت شهران شتر دل

درے بر بست و شد در بند پیکار — گروه قلعه را نگذاشت بیکار

خبر سوے ملک غازی فرستاد — ز پیکان تیر آوازی فرستاد

رسید آن پیک و آنجاها خبر کرد — سر هشیار را هشیار تر کرد

همیشه باد با هشیاریش کار — که از وے بشکند صد شاه هشیار

حدیث عهد و پیمان سران لشکر غازی
که در کام نهنگ اندر روند و دیدهٔ اژدر

چو مرد آید برون از عهدهٔ عهد — بکارش بخت و دولت را بود جهد

نشیند اهل دولت را بسینه — چو مے در جام و گوهر در خزینه

نماند چون بنفشه کژ سر انجام — چو سرو راست ز آزادی برد نام

شکوه مرد در عهد درست است — مدان مرد آنکه کاه عهد سست است

ز مردان راستی باید قلم وار — که گردد کار او را عهدهٔ کار

کسے کز راستی هم چون الف نیست — عجب گر نقش کارش مختلف نیست

دلا گر راست خواهی پاے ‡ خود را — بهر جا راستی فرمائی خود را

نگر غازی ملک را کز دل آراست — بعهد شاه خود چون راستی خواست

کلید راستی در شد بکارش — میسر گشت فتح کارزارش

* ک: باکر و کیں ؟ † سرسیۂ = سرسۂ ؟ ‡ ن : کار -

شنیدم کز علاء الدین مغفور دلش پیمان و عهدے داشت مستور
که در عهد وے و بعد از زمانش وفا داری کند هر دودمانش
کنون برخوان ز نقش کلک درپاش که چون بود آں سرانداری به پرخاش
چو او شد زاں وفاداری سر افراز سرش گشت از جفا کاراں سر انداز
چنیں گفت آں که بود آگاهیش بیش که بد غازی ملک در خانهٔ خویش
چو بشنید این سخن کامد براں سوے نه لشکر بلکه دریاے زمیں شوے
طرب کرد از نشاط روزی بیش چو گرگ غالب از بسیارے میش
سپاهش ار چه بود اندک نه بسیار ولے بسیار اندک بود و پر کار
سواراں بیشتر ز اقلیم بالا نه هندوستانی و هندو والا *
غز و ترک و مغل رومی و روسی چو باز جرّه در جنگ خروسی
دگر تازک خراسانی و پاک اصل نگشته اصل بد با اصل شاں وصل
همه مرداں رزم و کار کرده غزاها با ملک بسیار کرده
بسے صف هاے تاتاراں شکسته دل آں جمله خوں خواراں شکسته
خدنگ افگن یلاں چست و چالاک ز پیکاں کرده سد آهنیں چاک
گہے چوں آسیا گه کرده سوراخ گہے چوں شانه مو را کرده صدشاخ
هلالے خواره چوں گشت برافزاے موافق جوئے چوں طبع خرد راے
ملک در پیش یک یک را طلب کرد پس از دل قصه را مہماں لب کرد
که ما را چرخ پیش آورد کارے که گردش هست دورے چرخ وارے
کرا نیروئے پیل است و دل شیر که هم بازو شود با ما بشمشیر
نخست از خون خود خیزد چو لاله پس از خون عدو شوید پیاله

* کذا ۔ لالا ؟ بمعنی بنده یا اتلیق نوکر ۔

تو خنجر نهد اول سر خویش کشد پس بر دگر سر خنجر خویش
بلے مرداں بہر سازے و سوزے کساں را پرورند از بہر روزے
بود هر روز عشرت را شمارے فتد از بعد عمرے کار زارے
بکارے نیاید ار یارے دراں روز بسوزش دل که بود یار دل سوز
بود تیر از برائے رزم نخچیر تو بے آں چوبہ داں چوبۂ تیر
کماں گو بشکند هنگام پیکار زہ کے یابد از آب هائے سوفار
اگر عاشق زبوں گردد ز شارک کلہ گل مرغ را زیبد بتارک
بیاید آں که دارد کار با ما شوید از عهد و پیماں یار با ما
شود گر عهدها محکم به سوگند بکار جاں شویم از جان کمر بند
وگر یارے نداند میل یاری که دشوار است کار جاں سپاری
دریں یاری که دارد کار با من دل من هست آخر یار با من
بدیں دل کاهنیں سد بست برپاے کنم گر سد آهن باشد از جاے
مرا یاور بس است وهم ترازو دو بازوے من و تعویذ بازو
شنیدم بود رستم چیره دستے که گاه حمله تنها صف شکستے
نه آں رستم ز من درگو بیش است که هرکس رستمے در عهد خویش است
چو من بر نام یزداں تکیه کردم یقین است آں که تنها چیره گردم
مراد من چو جز دیں را فرج نیست من و ایں کار بر غیرے حرج نیست
چو بشنیدند مرداں سر افراز ز مخدوم خود ایں حرف سر انداز
سراسر چوں همه سر باز بودند بروے خاک سرها باز بودند
پس انگاه او سر سرباری خویش سر خود خدمتے بردند در پیش
فرو گفتند کاے سرور سراں را بزیر پاے تو سر سروراں را

همیشه باد سر یار کلاهت — گله گوشه کشیده سر بماهت
سری کز دولت عمری کله داشت — ز کارت چون توان اکنون نگه داشت
بسر بازی چو ما را مژده دادی — سر ما در کله ناید ز شادی
نه ما آن سروری آریم پیشت — که ندهیم ار فدا سرهای خویشت
چه باده یک سر ما زیر خنجر — هزاران پاره گردد جمله یک سر
ز هر پاره جدا بر خیزد آواز — که باز از بهر تو گردیم سر باز
کمر بستیم و پیمان نیز بستیم — بران پیمان رگ جان نیز بستیم
که تا جان در تن است و سر بگردن — نخواهیم از درت سر دور کردن
چو ما را سر جدا گشت اندرین کار — تو دانی خواه صلح و خواه پیکار
سپه را چون وثوقت محکمی یافت — ملک را خاطر آن سو بی غمی یافت
بعزم کار محکم کرد بنیاد — که بنیاد بزرگی محکمش باد

مصاف اول غازی ملک با لشکر دهلی
بباد حملهٔ زیر و زبر کردن چنان لشکر

کسی داند که هول معرکه چیست — که چندی در زنا گیر و غازیست
دلیری کو صف مردان بدید است — نه بازش دیده درخواب آرمیدست
گوی را زیرد اندر زیر توسن — که صف تیغ داند باغ سوسن
رود یک سر چو باد آن جا که یکسر — چو برگ بید بارد تیغ و خنجر
نیندازد دگر آید ببر و یا شیر — چو نیلوفر سپر بر آب شمشیر
بسی بینی عروسان قبا پوش — بگشت کوچه های شهر پر جوش
چو در هیجا برخشد تیغ بی رنگ — پدید آید که هوشنگ است یا شنگ

یکی کو چند رزمی نازمود است — بروی خصم رو در رو نبود است
مکن باور ز تیغ گوشه‌گیرش — که موشی در رباید پوستینش
نه شیران را کند کس حمله تعلیم* — نه روبه را گریز و حیله تسلیم
شکوه کوه خیزد مرد † و از مرد — پدید آید بگاه رزم و نا ورد
شغرکش نیست از نیروی دل جوش — رود ز اشتر دلی گو گیردش موش
وگر دندان نباید گربهٔ دشت — نیارد شیر مردی کرد او گشت
یلان را نیست حاجت گرز در مشت — دوان را بس بود ناخن بر انگشت
چو ‡ ترکش بست فر، پهلو که است آن — شکار شیر باشد در نیستان
نبرد شیر هر جا هست روشن — که نی برگستوان دارد نه جوشن
برون آهن چه پوشی گاه پر خاش — درون سوگاه پر خاش آهنین باش
بآهن رانی آن کو گشت مایل — همش جان آهنین باید همش دل
دلاور کو برزم آهن دل افتاد — به تیغ موم بود حصن پولاد
همه جا دل نشاید آهنین کرد — جز اندر کار کین باید چنین کرد
سواری را به هیجا دیده درگیر — که کورا § کور دارد دیده برتیر
بگوش فر که بی تدبیر باشد — نوای دوک بانگ تیر باشد
بنزدیک یلان در جهد محکم — نباشد عقل دور اندیش محرم
دلاور چون خرد را کار فرمود — خرد مندی ندارد در وغا سود
نباشد هم شجاع و هم خرد مند — بجز غازی ملک شیر عدو بند
که هم تیغش جهانگیر است و هم رای — بکین هم تیغ زن هم کار فرمای

* ن : حمله تعلیم - † ق ر : هر دو - ‡ کنا: فر = نا آزموده کار پهلو = پهلوان —
§ کورا کور، بمعنی زود زود —

چو دید آهنگ لشکر های خسرو که آید روی در روی روا رو
اشارت کرد تا فرمان گزاران کنند آئین ترتیب سواران
که و مه شد ز حکم کار فرمای سلیح و ساز خود را زیور آرای
ز صیقل های صف ها یافت جوشن که فتح از غیب هایش گشت روشن
چغلها زیر که پر زور و کاری چو وای زیر کش در استواری
ز زیب و زینت بر گستوان ها دل بیننده را نو شد نوا تنها
کمان ها چون هلال اندر بلندی یلان مرهم سای در زورمندی
خدنگ افگن بعشق اندر کمان دیده چو می خوار حریص اندر مه عهد
به تیر آراستن هر تیر سازی چو باز آموز در تعلیم بازی
چو سوهان سوی پیکان کرده آهنگ رسوده خمل چون سر غارت زنگ
بلای از نظر کم ناوکی خورد که زین سو در شد و زان سوی در مرد
جهان چون شاه باری نعم* کرنے که بجهد از تن و بجهد تن از وی
همه خنجر پلارک های شاهی رسیده تابش از مه تا بماهی
ز تیغ کیلمه تف بالا شتابان که مهر از وی گریزد سوی تابان
چو خط استوا شد هر خطی راست چو خط محور ازوی گر شدی خواست
سنان چون قطرهٔ آبی صفا یافت عجب بین نیزه بالا قطرهٔ آب
چو بر نیزه سنان بنمود تابی فروزان گشته برقی بر شهابی
ازان دو سر بزرگی کرده چکمار که سرها خرد کرده زور که کار
فرس بوزی و کوهی و تتاری تدرو باغ و کبک کوهساری
حشم را چون سلیح و آلت رزم مرتب گشت بهر جنبش و عزم

* کذا - کرم خورده - نا مفهوم -

سپهٔ غازی ملک کین را کمر بست / امید خویش بر تقدیر بر بست
نماز بندگی را یار خود کرد / توکل را پناه کار خود کرد
برون آمد ز شهر فرخ خویش / سوی هندوستان کرده رخ خویش
ظفر پر مایه شد چون عادل از داد / زمین در لرزه شد چون مردم از باد
سپاه اندک ولی نیروی دل پُر / نه نیروی که گنجد در تصور
ز جای خود چو در جنبیدن آمد / ملایک ز آسمانش دیدن آمد
شتابان شد به تندی سوی بدخواه / درو نظارگی سیارهٔ و ماه
همی آمد صف پولاد بسته / ز اقبال و ظفر بنهاد بسته
به پیش آهنگ آن قلب معظم / ملک فخرالدول گشته مقدم
ملک دریا صفت * در صف دریا / خلف در پیش هم چون موج دریا
به بالای ملک ماهی نشانه / چو ماهی بر سر دریا روانه
چو آمد نیک نزدیک علاپور / علاپور از مهابت شد بلاپور
همی کردند سیر ماه انجم / دوان مریخ پهر از چرخ پنجم
چلین † تازاب خیز کهن بس دیر / بعوض بهت آمد آب شمشیر
دوان جولانگه جیحون مسافت / محیط حوض شد جیحون آفت
خبر شد جمع دهلی را دوان عزم / که پیش آمد به هیجا غازی رزم
بزرگان سه ‡ زان پیش دستی / خلل دیدند در بنیاد هستی
بخود گفتند کین یک میر کم زور / چگونه باصف دهلی کند شور
ندید انبوه مردم را قیاسی / نکرد از پری لشکر هراسی
همی آمد بر سم زور ملدان / چو گرگی در شکار گوسفندان

* ن : صف. † کذا - مشکوک - ‡ کذا بی نقطه - سپه ؟

نه مردم بلکه اژدرها است این مرد   بهر انگشت خنجرها است این مرد
اگر خنجر دهد ز انگشت شیران   بود شمشیر هر موئے دلیران
و گر باشد ز ناخن خنجر شیر   نه زان ناخن کم آمد ز خم شمشیر
بباید چشم زد زان شیر نخچیر   که او چشمے نزد از ناوک تیر
هم او تن ها نی خود مرد کاریست   همش بر لشکر خویش استواریست
باندک قلب ... * آنکه چنین تیز   بود از قلبهٔ او جاے پرهیز
به هشیاریش باید پیش رفتن   نه غافل وار یا فرديش رفتن
کسے کافتد دل شیران ز گردش   نشاید سهل گیری در نبردش
پهر جنگ مغل کو رخش بر کرد   بفوجے ده تومن زیر و زبر کرد
بلے هنجارهاے کار دارد   بر آرد کار چون هنجار دارد
چنین شطرنج بازے کوست در کین   کند سر زیر شاهان را چو فرزین
بچندین رزم صف ها کو دریداست   بروئش زخم چشمے کم رسید است
دلیر و گُرپز † و فیروز مند است   بلندش رای و بختش هم بلند است
قضا در زیر آن دارد شمارے   که او را داشته است از بهر کارے
نگر تا چیست گردون را مکافات   که او را داده امنیت ز آفات
چو گفتند این سخن را مود ‡ دانا   هراسان گشت دلهاے توانا
درین اثنا یکے زیشان بر آشفت   که چندین وصف دشمن چون توان گفت
گر او مرد است نے ما زن شماریم   که با چندین سپه تابش نداریم
اگر خاک افگنیم آن سوئکان مشت   زمین سان آسمان سازیم بر پشت
همی باید گشودن خنجر کار   که از خفتن نگردد بخت بیدار

* کذا - لفظ چھٹ گیا ھے - † بمعنی نریس و عیار - ‡ مردان ؟ -

بیک پے حملۂ رانوم بروے   کہ تیلش پے سپر گردد بہک پے
کلیمش خاک اگر دریاست فوجش   بپاشانیم اگر طوفانست موجش
چہ باشد در * دل دریا کف خاک   کہ باشد پیش صرصر مشت خاشاک
امیران چار و ناچار اندران عزم   کمر بستند بہر کوشش و رزم
بدان آہنگ کز در آب انبوه   شکست آرند بر کوهان کہ کوه
همان مرتد کہ کیش کافری داشت   بکیش هندوان سهم سری داشت
ازین سهم ارچه بودش جان بریده   دلش بد چون بطے پیکان بریده
بحیله خویش را پر زور می ساخت   بلا می دید و خود را کور می ساخت
دو چشمش کور بد در لشکر خویش   و لیکن احول اندر لشکر پیش
بلے شخصے کہ در دل سست زوراست   سوے خصم احول و در خویش کوراست
سوارے کز فرے باشد شمارش   نماید یک صف دشمن هزارش
ور آهن دل کند دل جوشن خویش   هزاران تن شمارد یک تن خویش
سر خود پر دلے بر تیغ بازد   کہ او از آهن دل تیغ سازد
دلے کو آهنین نبود کہ جنگ   نگیرد زنگ هم بر تیغش از ننگ
چو تیغ پر دلان صیقل پذیرد   بگیرد زنگ * اگر زنگش بگیرد
چو تیر از زور دل گردد عطا گیر   خطا گیرش اگر نبود خطا گیر
دران حال آن بزرگان را خبرها   بفتراک اجل بستند سرها
دو سه روزے سران کار فرماے   بدند از بہر هیجا لشکر آراے
چو گشت آراسته لشکر به هنجار   به هنجارے کہ هست آرایش کار
عزیمت گشت محکم در نهمت ها   کہ خون ریزند فردا بے هیبت ها

* ن : ولے -

شب هندو نسب چوں لشکر آراست / نفیر پاسبانان سو بسو خاست
بهم مهتاب و ظلمت شد شب آرای / چو خیل هندو و رومی بیک جای
سلیح آرای شد خلقے ز هر باب / گریزان شد ز دیده پیش ازان خواب
که و مه در خیال بامدادان / که ما گردیم یا بد خواه شادان
کرا در خاک سازند آشیانه / که باز آید سلامت سوے خانه
کرا امروز سر مهمان است بردوش / که فردا خواست کرد از تن فراموش
کرا امروز دست و پاے بر جاے / که فردا هر یک افتد در دگر جاے
که امیں هم نشیں باماست ایں دم / که فردا خواست گشت از جمع ما کم
دریں سودا مشوش بود هر کس / که شد جنبش پدید از پیش و از پس
مسافت درمیان هر دو لشکر / قیاس ده کروهے بود کم تر
و لیکن ره بیاباں بود و بے آب / بسان روے بدخواهاں سیه تاب
شبا شب راه مقصد بر گرفتند / سوے مقصود کار از سر گرفتند
چو صبح تیغ زن خنجر برآورد / جهاں خفتان زریں در بر آورد
شب از خورشید روشن یافت بازی / چو قلب کافر از شمشیر غازی
سپاهے تشنه و بے آب و پرگرد / دراں گرد از خوے خویش آبخور کرد
رسید اندر مقام حرب که تیز / ز آب تیز شمشیر آتش انگیز
رواں گشتند هر سو کارداراں / که آرایند صف هاے سواراں
نفیر چاوشاں بر شد بعیوق / علم ها را به گردوں رفت سنجوق *
صف پیلاں چو صف ابر آزار / هر ابرے برق حمله باد رفتار
نه خود هر پیل چوں کوهے باشکوه / برو بر گستواں چوں ابر بر کوه

* علم کی اوپر نکلی هوئی نوک۔

به پشت پیل ترکان تیر در شست ‌‌ ‌ چو کوهی کو به پشت کوه بنشست
پس پیلان سواران صف کشیده ‌ ‌ بجوش از پشت ماهی تف کشیده
نه یک صف بلکه صدصد گران سنگ ‌ ‌ که صحرای جهان زیشان شده تنگ
میان قلب مرتد چتر برسر ‌ ‌ ته چتر * سماروغ خردهٔ تر
همه خان و ملوک اندر چپ و راست ‌ ‌ بسختی در نشسته از پی خاست
سلیح و ساز هر یک خسروانه ‌ ‌ ز آهن گشته دریای روانه
ز بانگ کوس گردون ره نهاده ‌ ‌ ولی زان زه بلا و فتنه زاده
گرفته نیزه بر کف پهلوانان ‌ ‌ دعا بر سال و جان رفته خوانان
جوانان کرده ترکش ها پر از تیر ‌ ‌ بر ایشان در دریغ این عالم پیر
ز هر سو غلغل تکبیر می خاست ‌ ‌ چنانکه افغان ز چرخ پیر می خاست
جدا صف های هندو ز اهل ایمان ‌ ‌ چو گرد بغل ز آثار کریمان
فرس هندی وراوت نیز هندی ‌ ‌ برهمن پیش در هندو پسندی
همه "برمهاد" گویان بر زبان ها ‌ ‌ همه دیباجهٔ بت بردهان ها
بمدح آن سگان نعره زنان تند ‌ ‌ چو طفل کند را با حفض گلقند
بدانوت نیز در نغمهٔ † سرائی ‌ ‌ سرود از مردی و جنگ آزمائی
براو هر یکی بر پشت تیزی ‌ ‌ چو دود آتش اندر گرم خیزی
سر و سبلت برو هائی چو انگشت ‡ ‌ ‌ چو خطی زشت بر دیگر خط زشت
بزیبائی جهانی چون شب سلخ ‌ ‌ گه دیدن چو عیش غمگنان تلخ
ز نقش بر همه ابریشمین پوش ‌ ‌ حریر و برهمان انگنده بردوش

* سمارغ = کلاه باران - خردهٔ = گهانس - † ن: نغمه
‡ انگشت = جلی هوئی لکڑی -

بعطر آلوده هیکلهای گنده | عبیر و مشک در گلشن فکنده
فرشته بر سر هر یک بلا جوی | عزازیل از پئے ایشان دعا گوی
بدان گبران مرتد ' مرتد' گول | ز بهر جان سپاری داده تقبول
بجای دادن سیه دندان از برگ | بلے دندان سیه گردد که مرگ
اجل دندان سپید اندر درون شان | که دندان لعل گرداند ز خون شان
جهان لشکر آتش وار سرکش | هوی جنبید چون طوفان آتش
درآمد صف دهلی یک طرف تنگ | ز دیگر سو برای قلبهٔ جنگ
صف غازی ملک شد فوج بر فوج | چو دریاے که بیرون بفکند موج
صف دهلی چو آن صف را نهان دید | گریز و عجز دشمن در گمان دید
قوی شد زین گمان دلهای ایشان | که ماتا جمع ' دشمن شد پریشان
بجولان شد سوار از هر کرانے | سبک شد بهر جولان هر گرانے
چنان راندند تند و تند و بیباک | که در راه دست آب شغب ناک
چو ز انجا پیشتر راندند اسوار | بناگه گرد یک فوجے نمودار
چو لشکر دیده شد گشتند جوشان | چو باران تند چون تندر خروشان
سپه یکسر سلاح جنگ برداشت | بر سم پیل مال آهنگ بر داشت
بدان قوت که اندک لشکر پیش | چرا هرکس نگیرد غارت خویش
بیک پے حمله کردند چون باد | که زلزال بلا در عالم افتاد
هنوز این صف بدان صف نارسیده | که پیدا شد جریده بر جریده
ملک غازی سالار حیدر عصر | که بودش همعنان هم فتح و هم نصر
به پیش آهنگ فرزند سرافراز | چو شهبازے سوے مرغان به پرواز

* ن : تیرو مند -

ملک بهرام ابیه در صف خویش گهی زآتش جهان سوز از تف خویش
بهاءالدین مالک دین را اسه هم بسی شهراں لشکر تا مزد هم
علی حیدر شهاب الدین هر یک یگانه در دو روے تیغ هر یک
دگر گردن کشان و نام داراں بجاں تشنه بجاے تیر باراں
بهر جا فوجهاے سخت بسته بعزم جاں سپاری * رخت بسته
ستاده جوق جوق اندر چپ و راست که کے زاں سو ملک غازی کند خاست
چو قلب دهلی از پیش اندر آمد خروش جنبش از لشکر بر آمد
ز هر سو قلب غازی فوج در فوج محیط این سپه شد موج در موج
بباریدن در آمد تیر دلدوز ز پر تیر پراں تیره شد روز
بر آمد بر ثریا گرد تاریک فلک شد بر سها از ریگ باریک
بهر سو چله مریخ کماں گیر هلالے را قراں می داد با تیر
قرانے کاں دو اختر می نمودند ز دل خون و ز تن سر می ربودند
صریر تیر گشته ارغنوں ساز ز نایها می ستده جانها بآواز
چو تیر پر دلاں زد نغمهٔ نے جگر هاے کبابش داده هم مے
کماں کو خم زده اندر کمانه جوئی باستهزا تواضع کرده گوئی
نمود اندر نظرها در چماں زاغ هوا از پر کرگس چوں پر زاغ
پر کرگس که می زد نالهٔ زار صلا می داد کرگس را به مردار
ز بالا کرگس از بهر خور خویش همی آمد بمهماں بر خویش
ز چشم و دل که خورده آں مرغ عاقل دلش پر چشم گشته و چشم پر دل
بعزں کرد از دروں ناوک فو سوراخ ازیں سو در شد آں سو جست گستاخ

* ن : سپدن

بداں خوں کامد از پیکان ناوک — تواند آشنا کردن چکاوک
به پشت مرد روے کینه هر سوے — کماں را پشت بود و تیغ را روے
کماں رفته از درفش تیغ در مشت — که محرابیه سمع یا محراب زرتشت
ز شمشیرے که هر یک سیر می زد — شعاع تیغ هم شمشیر می زد
نظر از رخش خنجر خیره می شد — جهاں در چشم مردم تیره می شد
سناں جاسوسئی هر دیده می کرد — همه زخم زباں پوشیده می کرد
برهنه در جگر می رفت هر نے — بخوں پوشیده بیروں می زد ازوے
به نیزه مرد زاں ساں سینه می خست — که بید سرخش از نے* نیزه می جست
مبارز کو بهر تن نیزه می داشت — میان استخواں نے نیزه می کاشت
بسا پهلو که پرکش بود در میغ — که مومن سوے مومن چوں کشد تیغ
ولے یا گبر و هندو بود کینه — که خوں می بیختش غربیل سینه
امیر صید قتلغ پهلو جنگ — بحمله کرده سوے لشکر آهنگ
بر او زد شه سوارے زخم کاری — شکار شیر شد شیر شکاری
دراں دم گفت من میر گرانم — ملک غازی شناسد کز سرانم
بریدم پیش رزم آراے کشور — مگر جاں بخشدم کایمن شود سر
هنوز این گفت و گویش بر زباں بود — که فوجے زد برو کز هر کراں بود
بریدندش سر و بردند در حال — بدرگاه سپه دار عدو مال
ملک زاں جا که می داند حد مرد — بروں از حد دریغ حال او خورد
غرض اعظم ملک غازی چو در جنگ — محل دید از پرے سیر آهنگ
گره بسته براے فتح او تاخت — بیک حمله صف دشمن بر انداخت

* ن: پے۔

شکست اندر جهاں لشکر افگند | که در پیشش مه و اختر* سرافگند
شد از کوس بگردوں بانگ تکبیر | ز گهراں بانگ "نارایں" هوا گیر
یکے † گویاں هو در بانگ هو هو | دو کو را هوئے بر هوے از یکے گو
سپه رو مرتد از ‡ ارعسی بهنگام | زردی زد ولے زردی سیه فام
دراں صف سیاه و زرد هر سوے | سیاهاں زرد رو زرداں سیه روے
چناں سودا و صفرا در دل مرد | چرا رویش سپید نبود رخش زرد
چو مرتد دید ازاں ساں در تباهی | بروے خویش زردی و سیاهی
عناں زرد روئی تافت در حال | دگر چندے سیه رویش بدنبال
که رفتن سے خانش هم عناں بود | که هر سے از سیه روئی دخان بود
یکے یوسف که می زد لاف گرگی | ز دم هائے دروغش بد بزرگی
نماند آں صوفی آزاده هم سواری | که کم کردش چنید بخت یاری
دگر عارض که بد شکل گوارش $ | لقب شد شایسته خاں قرقمارش
دو قاف از نام او با بهر کشته | که آں سر حرف قهر و قهرگشته
دگر آں یک لکهی مردود گمهاں | که او گشت از قضاے بد قدر خاں
بروں شد لشکرے همچو که قاف | که هر بازش ز سیمرغے زدے لاف
سپه پوش و ملک غازی است نرپس | ز آتش شعلهٔ و ذر سفے خس
دواں می رفت ازاں فوج خطر ناک | صفے چوں پیش صرصر خار و خاشاک
ملک فخرالدول با فوج خود پیش | نهنگ و اژدها افکنده درکیش
چو شستش در کشاد پیلکے شد | یکے زو شست و شست ازوے یکے شد

* ن : مهر - † (کذا) مشکوک غالباً یکے گویاں سے موحد مراد هیں -
‡ (کذا) ک : از رعیش ؟ - $ ق ر : گلوار (هندی لفظ) -

بحمله هر طرف کاهنگ می کرد ‌ ‌ جهاں بر قلب دشمن تنگ می کرد
بهر تیرے که جست از شست منصور ‌ ‌ ز چرخ آوازهٔ می خاست از دور
ظفر هم گفت چوں دید آں گشاده ‌ ‌ زهے دست و زهے تیر و زهے زه
گریزاں قوم کفر و جمع کفراں ‌ ‌ نه اینجاش امن و نے آنجاش غفراں
پلنگانے که چوں آهو دویدند ‌ ‌ بهر رخنه چو موشاں مے خزیدند
نهنگ آهنگ و از دورش سواراں ‌ ‌ دواں بیدست و پا مانند ماراں
بسا پر دل نهنگ از تیغ کینه ‌ ‌ که سر در دید چوں باخه بسینه
شده پیل از خدنگ غرقه سوفار ‌ ‌ بساں خار پشت و پشتهٔ خار
ز پیل آویخته هر پیلبانے ‌ ‌ تن آویزاں و بیروں رفته جانے
ز دیگر پیل باناں جهد و تعجیل ‌ ‌ که در سوراخ مورے در خزد پیل
نمی زد پیل را چنداں کسے تیر ‌ ‌ که گاو آید مگر بهر جهانگیر
که گر دست آزمودے کس برانها ‌ ‌ فتادے کوه بر کوه از گرانها
ز پیلاں کشته شد یک پیل جنگی ‌ ‌ که بد جهلد فراخش گاه تنگی
چو مرتد خانخاناں روے برتافت ‌ ‌ عناں ها هر کسے سوے دگر تافت
ملک فخرالدول بود اندراں پے ‌ ‌ که بر گیرد ازاں فوجے گراں پے
و لیکن چتر و پیل افتاد پیشش ‌ ‌ دویدن مصلحت کم بود پیشش
ده و دو پیل و چتر لعل آں خس ‌ ‌ که ماند از فرق کیواں چرخ اطلس
گرفت و سوے فرماں ده رواں کرد ‌ ‌ زحل را زیں خجالت ناتواں کرد
چو برد آں جمله در پیش سپه کش ‌ ‌ سپه کش گشت ازاں فتح گراں خوش
بکیتی هر دمش فتح گراں باد ‌ ‌ گرانی از دل او بر گراں باد

حدیث بخشش جان و نوازش از ملک غازی
مسلمانان دهلی را به لطف بی حد و بی مر

بپرسیدم من از پیروزی بخت — که ای رنگ تو از فیروزه گون سخت *
ملک غازی که فتحش هم عنان بود — خبر گو بعد فیروزی چه سان بود
جوابم داد کاز فیروزمندی — چو شد غازی ملک را سربلندی
ز بعد شکر یزدان شد بران عزم — که آید سوی دهلی از پئی رزم
وی آن جانب شد اندر کار سازی — که دیگر پی شود در تیغ بازی
دگر جانب مسلمانان دهلی — که بشکستند با خانان دهلی
جز آن بعضی که هنگام زنا گیر — شدند اندر وفا مهمان تقدیر
گفته شان شست تیغ کین بخوبی — وقال السیف محاء الذنوب
دگر بعضی ز رمح و تیر جسته — همی آورد هر کس دست بسته
دگر بعضی ز هیبت گشته مسکین — نه در تن زور و نی دو سینه تسکین
بدرگاه ملک در می رسیدند — ز عفو و حشم او بر † می رسیدند
به خجلت پیش می رفتند غم ناک — همی سودند روی عجز بر خاک
سواران ملک غازی ستاده — نظر بر لشکر دهلی نهاده
زبانها شان چو نوک نیزه در طعن — گهی دشنام گفتند و گهی لعن
یکی گفت این همه کفران سگالند — کسان در قتل ایشان بی وبالند
دگر می گفت کاخر اهل دین اند — نشاید گفت بد گروه چنین اند
دگر گفت ای نمک خواران بد عهد — چرا کم بود در حق نمک جهد
دگر از طنز گفت ایشان چه کردند — نمک در دیگ رفت ایشان چه خوردند

* ق ر: تفت - † ق ر: تر -

دگر می گفت کاه کار زارے	نیاید ز امل دهای هیچ کارے
دگر می گفت هست آں منصب بخت	کسے با آں نکرد است کوشش سخت
دگر گفت ار نباشد پے به جنگ	دلاور کے شود مرد کم آهنگ
همی گفت ایں چنیں از پیش واز پس	سخن زانساں که باشد رسم هرکس
ملک بر کرسیء دولت نشسته	سراں در پیش دستی دست بسته
همی آورد هر کس حاصل خویش	بخاصاں می سپردے واصل خویش
اسپر و اسپ و مال و رخت و کالا	زر و سیم و در و لولوے لالا
خزاین می رسید اشتر بر اشتر	قطار اندر قطار از گنجها پر
گراں گنجے چو دریا بے کرانه	که مالا مال شد دشت از خزانه
صفے پیلاں جنگی وا گزیده	ز ماراں اژدر ایشاں گزیده
گرفت احرام خدمت گوئی از دور	صفا و بو قبیس و مروهٔ وطور
بسے صندوق ها پر تنکه و زر	که بگشائی اگر صندوق را سر
دو مهل از عقد آں نقد طرب ناک	پر زریں دمد هر بیضه خاک
قباء چرخ زربفت و مرصع	ستام و زین زریں و ملمع
کلاه یکتا بسے مدقوق مسلول	بپوشش صحت ده ماهه معلول
گهر هاے که گوهر هاش از امید	بنور چشم خود پرورد خورشید
طرایف کاید از فرماں گزاراں	ز بهر تاج و تخت تاجداراں
همه چندیں متاع پادشاهی	که بود آثارے از فضل الهی
خدا داد آں خدا وند غزا را	که در خور بد خزاهاش ایں جزا را
چنیں باشد فتوح آسمانی	کنت از جاے رسد کاں را ندانی
کسے کش ز آسماں یک در کشادند	ز هر سو صد در دیگر کشادند

سپاه ما بهزم چون از کم و بیش ‏ ‏ شکسته بسعد حاضر گشت درپیش
ملک زان جا که رسم مهربانی است ‏ ‏ بر آئین بزرگان کار دانی است
برآن قومی که بود افتاده در زیر ‏ ‏ چو خورشید قیامت تاب شمشیر
بفرق خاص و عام و مهتر و خرد ‏ ‏ بسان ابر رحمت سایه گسترد
غم هر خستهٔ * نا افسوس می خورد ‏ ‏ ز بهر کشتگان افسوس می خورد
کسی کو داشت رسم نیزه و تیر ‏ ‏ بغم خوردن نمی کردند تقصیر
همی هر خستهٔ کش بود جائی ‏ ‏ همی شد دم بدم مرهم رسانی
ملک هر بار از وی یاد می کرد ‏ ‏ به پرسش جان او را شاد می کرد
اگر چش جار عنان تا بنده می گشت ‏ ‏ بدان پرسیدن از سر زنده می گشت
†بلی آن کش کرم پرسش نماید ‏ ‏ بدان حد کی رسد کس پرسش آید
ملک گوئی که روح الله بد و بس ‏ ‏ که دم می داد و می شد زنده هر کس
سران را خود بسر تیمار می داشت ‏ ‏ دواها بر تن افگار می داشت
ملک والا تمر کز اول جنگ ‏ ‏ به پیش آهنگ لشکر داشت آهنگ
بحمله ‡ زخم کاری خورد چندان ‏ ‏ که بی خود یافتندش روز میدان
بدان بودند بدخشوان نا ورد ‏ ‏ کش از هستی کنند انور زبان فرد
بحجت سر زنندش هم چو حجاج ‏ ‏ برند اسپ و سلاحش را بتاراج
تمرشان گفت حاجت نیست تعجیل ‏ ‏ کشنده کشتنی گیرند بی قول
ولی باید مرا پیش ملک برد ‏ ‏ که من مرد بزرگم نیستم خرد
گر او خواهد ازان خویش کردن ‏ ‏ شما را بار خون نبود بگردن
بدین گفتش سر اندازان اقبال ‏ ‏ روان پیش ملک بردند در حال

* کذا - قافیه درست نهیں - غالباً کتابت کی غلطی هے - † کذا - ؟ ‡ ن: بلا جمله -

چو دیدش در چنان حالے سپهدار / درونش زان جراحت ها شد افگار
رهانیدش ز خنجر هاے خونی / خریدش باز ازان جاے زبونی
درون بارگاه خویشش آورد / بسے نزل و نوازش پیشش آورد
بعزت کرد انسوی تکیه گاهش / فرو پوشید دامن بر گناهش
بدست خود جراحت هاش می بست / دواها بهر راحت هاش می بست*
بتکیه پیش خویشش داشت معذور / دمے از تکیه گاه او نشد دور
دلش داد و بجان بخشیش جان داد / ازین به بخششے خود چون توان داد
بریسان دیگران را نیز بسیار / نوازش کرد بیش از قدر و مقدار
چو هر مجروح را مرهم رسانید / دواے جان هر درهم رسانید
سپه را داد انعام و مواجب / به بخشش واجبی افزون ز واجب
چو بیش از واجب آمد بذل کارش / ز واجب بیش بخشد کردگارش

پس از فتح نخستین جنبش غازی ملک از جا
ز بهر قلع گبران نے بناے مسند و افسر

چو شد یک فتح یار شاه غازی / شدش فتح دگر در چاره سازی
ظفر گفتش که اے شاهنشه نو / علم همراهت اینک هاں رواں شو
بدیں مژده رواں شد صاحب بخت / که بستاند ز بدخواه افسر و تخت
سپاهے در مدد و چیره و سخت / سرے فیروز مند و صاحب تخت
میان کوکبه با قوت دل / رواں شد همچو مه منزل به منزل
عملداران عیشش محترم راے / رقیبان سپهرش مسند آراے

* ن : خست -

مسیحش در دعای زندگانی — خضر هم رهنمای کامرانی
فرشته کز خلافش بیند آزاد — خلافت را بذاتش مژده می داد
قضا می بست بهر مایهٔ نو — سریر ملک را پیرایه نو
قدر می کرد در دهر ملمع — قبای چرخ را ز انجم مرصع
زمانه زین طرب در ناز می شد — در دولت ز هر سو باز می شد
به همت عقل کل می خواست آنجای — که شاگردی کند در پیش آن رای
فلک می گردش از عون الهی — مبارکباد تخت پادشاهی
ثوابت هم دران کوشش که گویند — ثبات دولتش را مژده جویند
همی کرد اختر از عقد ثریا — نثار تخت سلطانی مهیا
زحل خود لاف مولائی همی زد — دم از اقبال لالائی همی زد
همان برجیس بر امید تشریف — بدانش خطبهٔ می کرد تصنیف
رهش مریخ نیز از خانه می دید — بفتح او حمل را شانه می دید
همی گفت آسمان را آفتابش — که سکه می شوم بهر خطابش
بشادی زهره در ساز خوش آواز — همی کرد از بریشم قول نو ساز
عطارد شغل انشا خواست می کرد — بدان امید طغرا راست می کرد
مهی کانگشتری ینش نیم کاراست — بخنصر یار گشتن می نیارست
هوس می پخت اکلیل فلک هم — که افسر من شوم بر فرق این جم
ظلال چتر هم در چرخ رو داشت — که ظل نور یزدان آرزو داشت
همی دیدند تاج و تخت جمشید — جهان شاه نو در خواب امید
بدین آثار اقبال جهانگیر — همی آمد ز بخت راست تدبیر
بهر سوی ده و معمورهٔ معمور — زن و مرد ایمن و مستور مستور

نه بیم اندر دلی ز آسیب خنجر
نه کس را غارتی ز انبوه لشکر

نه بیکاری کشید از ده سواری
نه کس کاهی ربود از کشت زاری

خسی را گر ربود از خرمنی مرد
شد از هیبت رخش چون کهربا زرد

همه کالا بقیمت می خریدند
بدین‌سان ره به تیزی می بریدند

ز پالم تا به هانسی و مدیله
چو آهوی حرم میش و نرینه

بصحراها ستور و گوسفندان
ز غصب آزاد و غاصب بسته دندان

ستور یک لک آن غله جویان
پر از غله همی رفتند پویان

ملک را کار دارانی که بودند
بشش لک تنکه حاصل وا نمودند

ملک گفتا که گر ششصد لک است این
نگیریم چون حرام و در شک است این

علی حیدر هم از بهر خدا را
بسوی حق نمود این ماجرا را

بنام ایزد زهی عدل و زهی داد
که یارب شاه عادل جاودان باد

وزان جانب چو مرتد خان خانان
عنان بر تافت از مطلق عنانان

جهانی قلب چون دریا و چون میغ
فرو شد درمیان قطرهٔ تیغ

همان صوفی که خود را صف‌شکن خواند
صف غازی ملک را دید و در ماند

دگر خانان لشکر دار و سرکش
که بد صف های شان چون کوه آتش

ملک غازی که زد یک قطرهٔ آب
بمرد آن کوه آتش را تف و تاب

چنان بر باد رفت آن جیش منقوش
که از باد قیامت عهن منفوش

فتاد آوازه کز اندک سپاهی
بزد غازی ملک بر قلب شاهی

بیک جنبش که آن پرخاش گر کرد
سران ملک را زیر و زبر کرد

بگیتی گشت بلغاکی پدیدار
که مردم در زمین در رفت چون مار

ز هر سو رهزن آمد در شر و شور
بهر راهی رونده شد کر و کور

به هر جا نعلهٔ هاے خنده برخاست — بلا دیوانه بیم آشفته برخاست
ره افتادن گرفت از هر کران ها — بماند از راه رفتن کاربان ها
درون شهر هم هوے در افتاد — بهر یک خانه هوے دیگر افتاد
بدهلی لشکرے کافزون ز حد بود — ز هر خانه سوارے نام زد بود
چو بشکست این سپاه از مرد پر زور — چو دریا شهر دهلی گشت پرشور
چو زان چابک سواران سر انداز — نهامد بعضے اندر شهر خود باز
همان آوازهٔ لشکر شکستن — دل خلقے فکند اندر شکستن
اگرچه از تیغ و تیر زور مندان — مسلمان را نبود آزار چندان
ولے چون دور ماند ارجمندے — بود در خانه دلها را گزندے
خصوصاً بشکند چون لشکرے پر — بهر کو صد در افتد در تحیر
عزیز خویش هر کس یاد می کرد — ز دوری دمبدم فریاد می کرد
یکے در فرقت فرزند نالان — یکے بهر برادر دست مالان
پدر بهر جگر گوشه بتاپاک — دل مادر ز سودائے پسر چاک
بشهر آمد پریشان خان و سالار — ز خجلت بازوے پیکار بیکار
چو بادے کو وزد وز خس نه بیند — چو آبے کآید و واپس نه بیند
سران تیز رو بر پشت تیزی — چو تیر تیز رو در تیز خیزی
به تیزی هم چو پیکان می رسیدند — بشرم از پشت پیکان می کشیدند
رسیدند الغرض چون بر عرض* تور — بسوے میر بدکیشان غرض گیر
حسی † چون دید چندان تهرے زور — که باز آمد عرض را کرده بے هور
ازان سهم آمدش در دل خراشے — کشید آهے ز دل چون دور باشے

* ق ر: عرض = شمار - جائزه - † کذا مشکوک - هور = نصیب -

دلش بشکست و جانش نیز بشکست — توان در استخوانش نیز بشکست
قرار اندر دل بی تاب می جست — ز سوزش* سینه دم دم آب می جست
چو پسته در لب خشکش زبان خشک — دهانش خشک لب خشک و زبان خشک
ازان حیرت که جانش داشت تابی — نمی آمد به بادامش هم آبی
زبان می خواست تر کردن بگفتار — نبود آب دهانش با زبان یار
پس از دیری که خود را یافت با خویش — سران منهزم را خواند در پیش
بحیرت گفت چندین لشکری پر — که صورت کرده نتوان در تصور
بپری بر زمین و ز آسمان کم — که شد زیرش زمین چون آسمان خم
ملوک کشور و پهلو صف آرای — مهان رزم ساز از تیغ و از رای
کرا در دل فتد زین سان زنا گیر — که چندین میر میرند از یکی میر
خدنگ انداز چندین با زهها زه — ز یک تیر اوفتد اندر دهها ده
چه شد کاین قهر ما در خوردهٔ نیست — صف دهلی است آخر خردهٔ نیست
نجم از سپه گر هست بد روز — ز خود رنجم که بختم نیست فیروز
بدی گر خاتم ملکم سزاوار — شدی در جنگها فیروزیم یار
مرا چون نیست این فیروز در مشت — چه سود است از کرم چون خاتم انگشت†
چو خاتم را ز من آن مرد غازی — به نیرو می ستاند، بی نیازی
من از خاتم شوم زین سان که حالست — رسم در خنصر آن جم محل است
گرم روزی بدی فیروزی بخت — شدی پایم بدین فیروز گون تخت
چو فیروزی بران سو رایت آراست — کبودی بالضرورت خیل ماراست
علم هاي‡ سیاه و لعل این شهر — ز خنگ بد دلم شد نیلگون بهر

* ن : تف - † ک : چه سوداست ار کلم خاتم در انگشت ؟ - ‡ ن : صل هاي -

چنین مصرے کہ کردن شایدش مهل ‌‌ ‌ ز فرعونے چو من زد جامهٔ نیل
چوں این رنگ آمد از چرخ کبودم ‌‌ ‌ ز رنگ خود چه رنگ آرد وجودم
همه ز نگار تیغ از چرخ شد دور ‌‌ ‌ ستد ز نگار چرخ از تیغ من نور
نه این خجلت مرا از تیغ خویش است ‌‌ ‌ که از قهر سپهر سست کیش است
زهے خجلت که در عهدم بما ورد ‌‌ ‌ سوار لشکرے زن شد یکے مرد
مگر رستم ز دل ناگه بر آمد ‌‌ ‌ مگر بیژن ز قعر چه بر آمد
مگر کیخسرو آمد بیروں از غار ‌‌ ‌ مگر ضحاک جست از حلقهٔ مار
مگر پولاد وند معجز است این ‌‌ ‌ مگر روئین تن و روئین دژ است این
مگر شد حیدر کرار زنده ‌‌ ‌ که از وے شد وغا را کار زنده
مگر بو مسلم مرد از زمیں خاست ‌‌ ‌ ملک خاقان ملک زاد از کمیں خواست
اگرچه او هست مارا دشمنی سخت ‌‌ ‌ هم انصافش دهم زاں زور وزاں بخت
بود گر جان من ایمن ز تاراج ‌‌ ‌ خودش بد همه هم اورنگ هم تاج
ز تخت و تاج بے پیوند گردیم ‌‌ ‌ بکنجے از جهان خرسند گردیم
ولے رسمے است کاں کو افسر آراست ‌‌ ‌ ز بهر خنجرش باید سر آراست
چو سایه کرد بر سر چتر چوں میغ ‌‌ ‌ سر ایمن کے بود از سایهٔ تیغ
چو شیر از دم علم بر سو بر افراخت ‌‌ ‌ سر خود بایدش در پاے دم ساخت *
ز شاهاں خسپد ایمن هر کس و بس ‌‌ ‌ ولے شاهاں نه خسپند ایمن از کس
کنوں چوں نیست از دشمن رهائی ‌‌ ‌ بباید کرد کار پادشاهی
همون را باید این کار گراں کرد ‌‌ ‌ که مارا زیں بلاها بر کراں کرد
ازیں گفتار خسرو خاں بپا سخ ‌‌ ‌ چو شد غازی ملک را فال فرخ

* ن : باخت -

فلک گفت از پئے عالم نوازی — که شد غازی ملک سلطان غازی
ز چرخ انجم سریر آراے او باد — سریر چرخ زیر پاے او باد

سخن در راے بد رایان و یاران* بد خسرو
که آن گمراه را بردند † سوے گمرهی رهبر

بجاے راے دانا را بود نور — که نبود سایهٔ شمشیر ازو دور
چو راے از تیغ بازوے ندارد — گرانی در ترازوے ندارد
هزیمت گشتگان را راے و تدبیر — بود بعد از خلل برگردن تیر
گریزنده که نبود دل بجایش — چگونه دل بجاے آید ز رایش
بپاے لنگ مرکب کردن چوب — پس آوردن سوے زور آوران کوب
نماند هیچ صیاد هنر دام — نهنگ پخته را از رشتهٔ خام
غرض القصه خسرو خان بد روز — زبون شد چون ز کشور گیر فیروز
بسے نالش ز بخت خویشتن کرد — دمے با همدمان ترک سخن کرد
پس انگه پیش خواند اهل خرد را — ز خاطر ریخت بیرون نیک و بد را
طریق مصلحت را ساز پرسید — صواب از راے هر یک باز پرسید
سران ملک هیبت خوردهٔ رزم — شدندش رهنمون در صلح و در حزم
یکے گفتا که حد بستن صواب است — که پل محکم به از تیزی در آب است
همی گفت آن دگر کس نیز کارے — بهانه کرد با اندیشه بارے ‡
فرستیم آن طرف دانندهٔ چند — نمودار غرض را نکته پیوند
که در آرائش هنجار کوشند — دو سوے اندر صلاح کار کوشند

* ن : ایان - † ق : بودند - ‡ ن : کارے -

گر آن سرکش در آرد سر درین کار / که از راه رضا با ما شود یار
ز همانسی هرچه زان سو عرصه داریم / همه در عهدهٔ کارش سپاریم
شویم آسوده دل زین کارسازی / هم از شمشیر کافر هم ز غازی
شویم ایمن بدین تدبیر و تمییز / ازان کافرکش و زان کافران نیز
دگر گفت از سر رعنائی خویش / که چند اقرار بر رسوائی خویش
چو مارا عجز حال ما زبون کرد / سلیم * مرده را نتوان فسون کرد
چو کار افتاد و کار افتاده گشتیم / بسیل تند بار افتاده گشتیم
چه جوئیم از کسے در کار یاری / که برما می زند شمشیر کاری
کسے کو زد بناوک لشکر خویش / جهانے را بزور یکسر خویش
جهانے لشکرش چون گشت همدست / بهنجار و فسون زو چون توان رست
نشاند اقبال و بخت با فراغش / خیال پادشاهی در دماغش
نیاید تا سرش در سایهٔ چتر / کجا سر تابد از سرمایهٔ چتر
بتندی می رسد انگه شتابان / چو سیل تند کوه اندر بیابان
بافسونے که خواند مرد دم ساز / چنین تند اژدهاے کے رود باز
بود حیلت زبونان را زبون گیر / ز برگ گل نسازند اسپر تیر
بکشت سبز چون بد خو شود پیل / بعلمش کشتبان را چیست تاویل
چو باد تند رو در جنبد از دور / چراغ از زیر مقنع کے دهد نور
چو باران از هوا ناوک روان کرد / بدرع کاغذین چون رو توان کرد
دریغی گر بود با چیرگی جفت / بزور چیرگی باید سخن گفت
بشطرنج ار یکے بازی فره کرد / فرو تر کرده از ترسان شود مرد

* مارگزیده۔

چو کار افتد که باید نقد جاں باخت | مقامر وار با بد خان و ماں باخت
هماں پر دل که زیں سر می رسد توز | نخست از هستئی خود شد سبک خیز
نه بر جاں لرزه کرد ونے بر اسباب | دژ اندر گل فگند و دیزه * بر آب
نه تنها کرد چوں شیراں هماں چست | ز تن شمشیر و تیرش لا جرم رست
چو او برداشت توغ لا اُبالے | خدا از غیب فتحش داد حالے
کنوں مارا هم از دروازهٔ غیب | بباید خواست نقد فتح در جیب
پس آنهم را صبا کردن بداں سوے | شدن صد رویه همچوں گل بیک روے
چو تو بر مسند شاهاں نشستی | کمر هم بر میاں شاهانه بستی
علم بیروں کش و زابرواں بروں آے | ز دست خوابگه در دشت خوں آے
گره بکشا گرت در سینه عقدیست | فرو ریزانچه در گنجینه نقدیست
چناں زن بر سپه موجے ز پرتاب | که مستغرق شود بل غرق سیراب
زرے را کافتاب عالم افروز | بچشم مهر پرورد از سر سوز
شهاں را گرچه گنج افروز باشد | و لیکن از پئے ایں روز باشد
نگاه کار چوں ناید بکارے | چرا سنگے نگه دارند بارے
بده گنجے که بے † انفختهٔ تست | دگر کاں جست و اکنوں پختهٔ تست
چو شد بازوے لشکر آهن از زر | برآورد آهن از بازوے لشکر
گرت فتح الهی یار باشد | فتوحت زیں نمط بسیار باشد
وگر بر عکس گشت آئینهٔ کار | بدیگر آئینه رفت ایں نمودار
تو بارے داده باشی هرچه زاں کام | چو آئینه بماند روشنت نام
یکے بود ایں و دیگر آں که بارے | بماند ‡ خصم را آئینه دارے

* ق ر: دیده - دیزه = حصار - † انفخت = سرمایه - ‡ ق ر: نه ماند -

که هست آئینه زرکار پیش و از پس   رود چون آئینه بر دست هر کس
کسی کائینهٔ در سینه دارد   سوی زر پشت چون آئینه دارد
همه آئینه کش گیرند در مشت   بسوی در ازین رو می کند پشت
زر ار آئینها را به نمودی   نه سوی پشت سوی روی بودی
هم اندر آئینه ز انصاف بنگر   صفا سوی دگر زر سوی دیگر
هر آن آبی که خواهی دست ازو شست   بزودی دست شو تا بر کف تست *
چو آبست آن که سیمت بر کف آید   که بنماید ولی بر کف نپاید
حسن را کامد این گفتار در گوش   شدش خون در دل افکار در جوش
رخ از داروی تلخ ار چه ترش کرد   ولی چون دید سود خود فرو خورد
بناموسی که دادندش کسان دل   شدش در مصلحت یاری رسان دل
علم فرمود بر انجم کشیدن   مراتب ز اختر پنجم کشیدن
درون سوش ار چه پالان بر شتر بود   نمودار دل از بیرونش پر بود
بسان حقهٔ سیماب در طرز   برون سخت و درون سو لرز بر لرز
چو کیش تیر بود از بخت سنگین   درون صد سهم و بیرون چرم رنگین
چو ماهی بود نفس از بهر کارش   برون جوشن درون سو خار خارش
خودِ او در دهلی و جان در دوا دو   تنش در شهر و جان در دهارو ماندو
گریزش بین چه سان باشد ز دشمن   که صد فرسنگ جان بگریزد از تن
چنین تر سی کسی را کی بود کی   که او از جان رمد جان وی از وی
برون آمد برسم تاجداران   جهانی پر شد از چابک سواران
صف آرایان بگردش صف شکن هم   فراوان پیل جنگی پیل تن هم

* ن: دستست -

ز پیلاں در خرامش چند در چند — صد البرز گراں بل پانصد الوند
همه چوں دیو لیکن دیو با جنگ* — همه چوں کوه لیکن کوه بے سنگ
برادر خانخاناں مرتد شوم — سواں زاغ چهراں چوں یکے بوم
بگردش هندواں پر ز تلبیس — چو عفریتاں هائل کرده ابلیس
مسلماناں که خدمتکار هندو — بسا ں سایه گشته یا ر هندو
چناں آمیخته با آں سیاهاں — که خیرات مسلما ں با گناهاں
ز هندو و مسلماں لشکرے پر — که زاں شد گبر و مومن در تحیر
خرامش گر شد از دارالخلافت — نمانده هی بهر جنبیدن مسافت
بر آمد پیش حوض خاص دهلیز — سرا پرده بر آمد هر طرف تیز
ز تشویش ملک غازی که نا گاه — رسد با سهل و اندک فوجے از راه
سپاهی کو نگنجد بست فرسنگ — با نبوهے فرود آمد چناں تنگ
که اندر خیمها ے فلچه کردار — صبا را جاے جنبش بو د دشوار
صفے † کز اژدهاے شد گزیده — بلورے ما ر پیچے بد خزیده
لوی ‡ کردند نا هموار در پیش — که باد از وے سر آید در تگ خویش
پس پشتش النگ $ گل کشیده — سپه را در درونش دل کشیده
دروں سوے النگش حوض روشن — ز هر بادے همی پوشید جوشن
سپه گوئے گرفت از حوض تعلیم — که پیش از جنگ جوشن داشت از بیم
اگرچه حوض دورے مختصر داشت — همه لشکردراں حوض آب وخورداشت
بکرسی می رسید آوازه هر روز — که انکه می رسد آں مرد کیں توز

*ک : پاجنگ = کفش - † (کذا) ‡مشکوک- لور = گڑھا یا بل] -
$ النگ (بفتحتین) = دیوار مور چال] -

گذشت از سرستی و آمد بهانسی ‌ ‌ ‌ از و یک ذات و از دیگر شهان سی
بدهای هر چه او نزدیک می شد ‌ ‌ ‌ جهان بر هندوان تاریک می شد
چو خورشیدے که بارد بر جهان نور ‌ ‌ ‌ بود بر شب پرک تاریک و دیجور

ذخیره دادن و تاراج بیت‌المال از خسرو
بران گنجے که جمع از باختر کردند و از خاور

بقدرت به زر و گوهر فشاندن ‌ ‌ ‌ که نبود سینه لرزان در فشاندن
ز بهر دشمنان بخشیدن مال ‌ ‌ ‌ کند نام بزرگی را فرو مال
نه آن کس کو فشاند نام گیرد ‌ ‌ ‌ نه آن کس کو برد منت پذیرد
چو گل کاز شاخ زر هر غنچه بندد ‌ ‌ ‌ چو زر بر بست هم بر وے بخندد
چو زاغے کو خورد میوه بمنقار ‌ ‌ ‌ ز بن بر شاخ بیرون افگند بار
چنین نا داده به گنج گران قدر ‌ ‌ ‌ که هم بدره شود نقصان وهم بدر
غرض القصه تا منصور و ناصر ‌ ‌ ‌ چو بیرون شد ز قصر از بخت قاصر
جهان را بین چه سودا بر سر آمد ‌ ‌ ‌ که در شهر خدا غوغا بر آمد
دل افگنده*که خواهها کوش می کرد ‌ ‌ ‌ بسنگ انداز باده می خورد
دلش بس کوچه بے دیدی روا داشت ‌ ‌ ‌ که سنگ انداز در شهر خدا داشت
ز بیم آن که زر تاراج گردد ‌ ‌ ‌ سر با تاج هم بے تاج گردد
اشارت کرد گنجے زر کشادن ‌ ‌ ‌ مراد عالمے را در کشادن
برون زد کوه هاے نقره و زر ‌ ‌ ‌ ز زر و نقرهٔ، گوئی فزون تر
ز اندازه فزون می برد هر کس ‌ ‌ ‌ چو بادے کو برد خاشاک یا خس

* کذا - نامفهوم - دوسرے مصرعے میں تیسرا لفظ اُڑ گیا ھے مولوی رشید احمد مرحوم نے " گوئی " قیاس کیا ھے -

ازاں زر ھاے چوں انگشت سوزاں — چراغ کام ھر کس شد فروزاں
ز زر والا شدہ ھندوے ھر کس — چو دودے کو بر آرد سر ز آتش
ز مال بے کراں گبران زر سنج — چو ماران سوہ غلطیدہ بر گنج
شدہ از سکۂ زر بدرہ حاصل — بیک بدرہ ھزاراں بدر کامل
ز چرم خام دیبار ری و بلخ — بروں می ریخت صد کاں مہ زیک سلخ
بقدر واجب خود ھر سوارے — بواصل داشت دہ یومے شمارے
بہ بعضے فوج می دادند گنجے — بہ بعضے کان زر بے ھیچ رنجے
کسے دہ قرص زر پختہ ناں برد — کسے از نقرۂ کان' صحن و خواں برد
کسے * را چند زر کلہا بکف کرد — کسے از تنکۂ بدرہ علف کرد
کسے از مہر کہنہ وجہ نو یافت — کسے نو سکہ سہم زود رو یافت
بآئینے کہ ناید در عبارت — ھمی شد مال بیت المال غارت
بخانان و ملوک و کار داراں — ز دریا موج بد بے سہل باراں
متاعے کز خزانہ برد ھر یک — کرور تنکۂ زر بود نے لک
رسید آں گنج ھاے پر بتا راج — کہ گر تودہ زنند از بہر محتاج
نہ شاھین ترازو منجدش باز — نہ بر بالا کند شاھینش پرواز
بخواری روے شد نقرہ بہر روے — رواں شد جوے زر در پوش زر جوے
ز بزمی † بسکہ ھندو سہر خور شد — ھمہ تہال برنجش تہال زر شد
مسلماں زر اگرچہ بے کراں برد — کہینہ ھندوے دو چند آں برد
اگرچہ بردن زر بے کراں بود — ولیکن بیم آھن ھم گراں بود

* مشکوک- بدرہ = بہرہ] ؟ † فرھنگ جہانگیری میں یہ لفظ سیری درج ھے اور یہی صحیح ھے -

همیشه دم بدم آوازه در شهر   که اینک دهره * زن شد صفدر دهر
گزشت از هاتفی آمد در مدینه   فهکن عوزه دین الهدینه
ازاں آیند دیں مقدار نو یافت   مدینه حهدر کراز نو یافت
چو در رهتک سه پاید کرد رایت   ولی عهد نبی شد در ولایت
چو در مندوتی آمد دبهش منصور   بدهلی شد دمیده نفحهٔ صور
چو زنده ناں فرامش کرد برخواں   و فرالمرء من امّهٖ و اخوان
چو گرد آں سپه پر شد بپالم   بچشم هندواں شد تیره عالم
چو نور افگند بر کوه کسلبور   شدآں سنگ از صفا رخشنده چوں طور
علم کر حوض سلطاں عکس بنمود   مناره حله بست از ظل ممدود
چو میلے چند ازاں نزدیک تر شد   سپاه هندواں زیر و زبر شد
ازاں جا سوے آب حوض ره جست   ز تیغ آلایش یک رزم زاں شست
پر از دهلیز و خرگه شد سراسر   همه صحرائے لهراوت ز لشکر
پس پشت آب جوں و پیش دهلی   کجا یاره ستادن جهش دهلی
ز رود جون همی آمد ندائے   ظفر با خوش دلی می کوفت پائے
ملک فخرالدول بر روئے لشکر   چو شهراں برتنش هر موے لشکر
جوانے هم چو بخت خویش بیدار   ربوده خواب بیداراں بیک بار
بگاه تیغ هر زخمش بلاے   هر انگشتے بدستش اژدهائے
بهوں† هر پیکش چوں بهل کشتی   که گردد فرقه در کبر کنشتے
بهر سوئے بتندی عزم می کرد   همه تدبیر کار رزم می کرد
ازاں سهمے که زد در سینه خنجر   نمی خفتند بیداران لشکر

* ک : ڈیرہ - † ن : بلا نقطہ مشکوک ک: پهن (= چوڑا) ؟

وگر کس دیده بهر خواب می بست ز هیبت هر زمان از خواب می جست
ز صفرا مانده خلقی بسته دندان بلب گم کرده دندانهای خندان
فراهم گشته هر جا خاص و عام درین قصه که چون گردد سر انجام
بهر جمعی جز این گفتار کم بود بهر دل جز غم پیکار کم بود
همه شبها کسان در بیم و تشویش چو پیر و وستائی را سر و ریش
خصوص آن شب که روزش خواست شد جنگ جهان شد بر سواران حلقهٔ تنگ
کسی داند که این تنگی چسان است که در دل تنگیش از بیم جان است
مبادا تنگی دل هیچ کس را که تنگ آرد درون دل نفس را

حدیث در بیان فتح ملک غازی و وا گفتن
ز ترتیب سپاه و جنبش و بر کوب و کر و فر

کسی کش بشگفاند بخت روشن گل فیروزی از فیروزه گلشن
بهر کاری که اقبالش کند ساز شود درهای فتح از هر طرف باز
شغالی در صف او شیر گردد سپر در دست او شمشیر گردد
چنان باید بسد عصمت آرام که جوشن گرددش دیبا بر اندام
دعائی بد کند گر سوئی او راه شود تبت یدا' نصر من الله
بهر چاره که گردد حیلت اندوز صواب آموزدش چرخ بد آموز
کشاید گر بر آهو ناوک چیر ز آهو بگزرد دوزد دل شیر
بعالم گیری اندر بیم و امید شود هر گوهر تیغش چو خورشید
بر او دشمن چو تیر انداز گردد ازو هم سوی دشمن باز گردد
سواری را کند گر بر فرس جهد جهان پیل بنده بهر او مهد
اگر لشکر کم است وگر فزون است چو فتح آمد ز اندازه برون است

کسے کاید بلندش خواست کارے ‌ ‌ ‌ سپاه و لشکر آنجا کیست بارے
بداں ساں کایت فیروزی و نصر ‌ ‌ ‌ کنون دیدیم ز ایزد بر همه عصر
چناں بود ایں حدیث تیغ بازی ‌ ‌ ‌ که چوں اندہت در آمد شاہ غازی
شب جمعه حسن شد در پئے کار ‌ ‌ ‌ که فردا رایت افرازد به پیکار
دراں غوغا که هر کس بود مفتوں ‌ ‌ ‌ نهانی رفت عین الملک بیروں
چو بنیادے ندید از ملک عینش ‌ ‌ ‌ عزیمت شد بشهر خود اُجینش
همه شب بود خسرو لشکر آرائے ‌ ‌ ‌ سران و سرکشانش نیز بر پائے
چو صبح جمعه تیغ تیز برداشت ‌ ‌ ‌ زمانه غلغل خونریز برداشت
همه تن سپهر گرداں تیغ کیں داشت ‌ ‌ ‌ زحل آبی و مریخ آتشیں داشت
بعزم رزم شد ترتیب لشکر ‌ ‌ ‌ ازاں هر روز ترتیب آهنیں تر
چو خورشید درخشاں در تلا ‌ ‌ ‌ بر آمد چوں سناں یک نیزه بالا
رواں شد تند خسرو خاں بد روز ‌ ‌ ‌ بکیں سوے ملک غازی کیں توز
سپاه آراسته از شرق تا غرب ‌ ‌ ‌ تو گوئی خواست کردن با فلک حرب
صفے چوں هفت جوش آهن نکویم ‌ ‌ ‌ که جز سبع شدادش من نگویم
ز دست راست گشته کینه گستر ‌ ‌ ‌ دو صوفی نوش خوں را تشنه ساغر
یکے خاں یوسف صوفی به تعجیل ‌ ‌ ‌ که مصرے گیرم از شمشیر چوں نیل
دگر با او کمال الدین صوفی ‌ ‌ ‌ کمر بسته بکیں چوں میم کوفی *
همه آنجا قراقمار اندر تک و تاز ‌ ‌ ‌ که بود از شایستگی † سرافراز

* کوفی خط کوفی- ن : لوفی- † قرہ قمار نامی ایک امیر کے بیٹے کو "شائستہ خاں" خطاب دیا گیا تھا - یہاں اسی سے مراد ہے اور غالباً مصرعہ یوں ہے :
" کہ بود از خان شائستہ سرفراز " -

همانجا یا وکهل باب کافور — بحرف مهر داری گشته مشهور
همانجا راست کرده فوج پیکار — شهاب آن باربک را نایب کار
همانجا خاص حاجب بود قیصر — همانجا پهلوے کافور عنبر
همان جانب بکین میر اوده بود — بهاء الدین دبیرش هم مدد بود
بدست چپ هم انبه لشکرے سخت — هوا داران خسرو خان کم بخت
یکے مرتد * که خوک خواری — ز دیگر خوک خواران جسته یاری
دگر رن دهول یعنی رائے رایان — دگر کیج برمه وناک † ازنیره رایان
دگر سنبل که حاتم خانش خوانند — امیر حاجب سلطانش خوانند
دگر آن مال دیو آفت انگیز — که رفت و باز گشت از بهر خون ریز
دگر اصحاب دیوان جمله باهم — شده دیوان عارض هم بدان ضم
دگر بد تبلغائے یغده زان سوے — همانجا نیز ‡ رمضان گشته کین جوے
امیران دگر را کس چه داند — که این جا یک به یک را بازخواند
همه نو میر گشته پاره گوشان — بخون رازی چو خون خویش جوشان
فلاسان را چو نام خود دران پاس — سنان سر تیز گشته خنجر الماس
خراسان پیش صف پیلان جلگی — چه مست معبری چه پیل بنگی $
براو گرد پیلان شد صف آرائے — سوارے ده هزار از رانه ورائے
سپاه دوزخی چون کوه آتش — سپاهانی بسان دود سرکش
ز زنگ روئے شان ظلمت بهر سوے — شده دشت از سیه رویان سیه روے

* مراد حسن کے بهائی خانخاناں سے هے، جسے برنی بهی لکهتا هے که مرتد هوگیا تها - † (کذا) ممکن هے که صحیح لفظ کیج برمه ناک هو - ‡ ن: پیر (؟) -
$ بنگالی -

دراں تاریک چهراں عقل شهدا — نشان کفر شاں در چهره پیدا
اهر دیو و ابر دیو و اسر دیو — اباده الله کلا دیو بر دیو
دگر * نرسوه سائهن سهه برسیه — ز بر خوردن نشسته سیه بر سیه
دگر هرمارو بهری مار و بر مار — سخن شاں مار مار و سر بسر مار
بزلی صلدلی کالوده در بر — ز خجلت خشک گشته صندل تر
خورد در گرد صندل مار اگر تاب — بد آں جا گرد ماراں صندل قاب
رواں باخشت و ز ویپیں هندو گستاخ — چو آهوے سهه بالا زده شاخ
همه از بهر مردن بهر ماں † بند — به تیغ بهر مانی گشته خرسند
بلے رسمے است هندو را در آهنگ — که بر سر بهرماں بندند در جنگ
سگے مرتد براں کبراں سپه دار — بساں صبح کاذب در شب تار
فلک کو جز بموهن مهر نگماشت — طلوع صبح صادق چشم می داشت
بسے راوت بگرد رانه و رائے — بسے پایک گراں زخم و سبک پاے
برنج خورده در خورده در اندام — ز رایت برده در روئیں تنی نام
یکے روئیں تن اندر پیش شاں تهال — دگر روئیں تنی اندر پیش شاں نال
ازاں پرچم که هندو گو دم بست — بریش گاو دم ده اشتلم بست
بسے دنداں خوک آویخته هم — که از شیراں نه ایم اندر وغا کم
بسا کس بهر برد هندوئے هیز ‡ — هم از سر خاسته هم از همه چیز
بهت $ پیکار با آں نابکاراں — چو افسوں گر بگرد سایه داراں
بسے گنده نمک هم گشته در خیز — خروشاں چوں نمک در آتش تیز

* (کذا) - † ایک ریشمی کپڑا - ‡ ک : هیز - بمعنی نصف مرد برد کی رعایت سے - $ بهاٹ (جنگی) -

سپه نیمے مسلماں نیمهٔ گبر   بهم گشته سیه ابر و سپید ابر

بعکس کار گیتی داده منشور   بیک جا جمع کرده ظلمت و نور

بدیں ترتیب لشکر راند خسرو   کشیده بر فلک بانگ روارو

همان رو رو که آں بد حال می زد   ز بهر رفتن خود فال می زد

سپاهے کس چه داند وصف آں کرد   که بادش وهم را در دل گراں کرد

ز آهن آسماں در تاب گشته   ز لرزانی زمیں سیماب گشته

بلرزه چرخ سیمابی هم از تاب   بساں عکس سیماب از ته آب

عناں داده بجولاں شیر مرداں   طلب کار نبرد از هم نبرداں

زره پوشاں آسوده زیر پولاد   چو جوے آب روز جنبش باد

نموده اندر زره هندو و لالا   چو عکس آب سرته پاے بالا

بجوشن مرد گاه کینه جوئی   خیالے بود در آئینه گوئی

بجوشن گوئی هر تیره جاکے   دروں رفته است در ماهی نهنگے

بسا پخته که زیر خامش اندام   چو پخته کو کند جا در دل خام

چو در پیش ملک غازی رسیدند   بغوغا خنجر کیں بر کشیدند

نمود آں روز پر دل در پئے جنگ   چه چاره چوں رسیدش کشتهٔ و تنگ

چو دید آں حمیش خیل خاص را خواند   دریں کارے که پیش آمد سخن راند

که کارے سخت پیش افتاد ما را   زمان یاری است ار هست یارا

بمهر خویش چوں خویشان دل سوز   شما را پروریدم بهر ایں روز

کنوں وقتیست کاندر حق یاری   کنید آں پرورش را حق گزاری

همه مردانه گاه خفتن و خورد   و لیک ایں جا شود پیدا حد مرد

بسا مرداں که جلدند از زر و زور   نوک گلده کنند اندر شر و شور

سران زور مند و کار دیده | که بودند این عمل بسیار دیده
ملک را جا بجا همدست بوده | کششها کرده کوششها نموده
بخدمت پیش ازاں سوگند خورده | بجهد و جاں سپاری عهد کرده
همه * دل را بجاں بازی سپردند | خیال جان و مال از دل ستردند
بپوییدند خاک از راه تعظیم | نهادند از سلامت سر به تسلیم
که مارا چوں کرم هائے تو پرورد | بباید مرد را شکر کرم کرد
چو جائے شد مهم هولناکت | نه جان ما به است از جان پاکت
دران جاے که از رخشت چکد خوے | برغبت خون خود ریزیم صد پے
سر ما چوں کلاه از دولتت یافت | سر از حکم کلاهت چوں تواں تافت
سرے کز تیغ هر روزش سلام است | ز تو بر گردن ما مانده وام است
تو در هر جا که گوئی تا توانیم | بگردن کرده آنجا پیش رسانیم
همیں دم بیں که در یک حملهٔ کار | باندک می زنیم آن قلب بسیار
چو لشکر کار راں را پاسخ ایں داد | سپهرش مژدهٔ تاج و نگیں داد
سبک غازی ملک شد در پئے جنگ | سپاه کوه وش را کرد بے سنگ
چو او از فتح و فیروزی طلب کرد | جوادش بهرجاں بخشی طرب کرد
همی جست او مدد ز ایزد تبارک | همی گفت آسمان الله بارک
بآئین نخستین لشکر آراست | بهرجا لشکر آرائے بر آراست
سر صف مهمله حاضر بااخلاص | بهاء الدوله خواهر زادهٔ خاص
بفوج دومیں شیر سبک عزم | ملک بهرام ابیه رستم رزم
بدیگر فوج ازاں پس پهلوئے کار | علی حیدر بهر دو نام کرار

* ن : ز -

بسوی میسره در کوه کهر بند — ملک فخرالدول شایسته فرزند
بدیگر فوج هم چون سعد وقاص — اسد والا برادر زادهٔ خاص
بدیگر فوج بود آماج دارے — جوش * فوری شها ب اسفندیارے
سر صف میر هادی صفدر شرق — به تیر و تیغ هم باران و هم برق
بقلب اندر گزین خاص تقدیر — ملک غازی سپه دار جهان گیر
ز عون حق یزک در پیش کرده — توکل هم عنان خویش کرده
نه هم چو دیگران ز آهن† چغل پوش — سلیم از عصمت یزدانش بردوش
دورمحش در چپ و در راست درتاے — رسیده سر بگردون پاے برجاے
تو پنداری که خورشید فلک راست — سماک رامح و اعزل چپ و راست
سنان نیزه هاش اندر تلالا — گذشته ز اسمانها نیزه بالا
علم ماهے و او با فر شاهی — چو سعد اکبر اندر برج ماهی
بهر سو شاه بازان برانده — پر طاؤس را بسته نشانه
که آن غازی ملک هر جا که زد کوس — همایون داشت بر خود پر طاؤس
که زان یمن از سپاه کافر شوم — پرانیدے بسے سر با پر بوم
ز طاؤسے که زین سان داد اثر ها — بهر بوم مغل رفته خبر ها
حدیث آن پر طاؤس میمون — چنان در بوم ها گشته همایون
که این آوازه زان گبران در هم — کله با پر بوم افگنده سر هم
غرض آن روز چون طاؤس افلاک — ز بال نور کرده آرایش خاک
ملک فرمود تا هر صاحب کوس — به بندد بر علم ها پر طاؤس
که تا فرقے بداند خصم بد سیر — ز رایات ملک با رایت غیر

* کذا - † جوشن -

چو شهبازے که از قوت نه از کید — همه طاؤس هندوستان کند صید
سپاه از هر دو جانب گشته در جوش — جهان کرده سلامت را فراموش
بجوید آن طائر فرخندهٔ رزم — به پرواز شکار انگیخته عزم
اجل دندان بخوردن تیز کرده — امان بهر گریزش خیز کرده
ز خون خود هزبران دست شسته — سنان و تیغ شان ز اندام رسته
مبارز جوے و جولان گر بهر سوے — سر بے خود را بالا زده موے
غران را بس امید از خود بریده — ز سهم تیر پران جان پریده
ز بودا بود ز انسان سرد گشته — که لب شان خشک وروشان زرد گشته
ز جنبش هاے لشکر غرب تا شرق — زمین می خواست در دریا شود غرق
دران جنبش که عالم پر بلا بود — نشانیء ملک غازی "قلا" بود
ز آواز "قلا" هنگام خونریز — جهان در چشم خسرو گشته شبدیز
چنان شد گرد پر خورشید منظور — که نورش خاک گشت وخاک شد نور
ز بهر مومنان کافتند در خاک — رسیده مژده هاے رحمت پاک
ملایک فاتحه آغاز کرده — در فردوس رضوان باز کرده
سعاده حور و غلمان بهر آشام — رحیق سلسبیل افکنده در جام
ز بهر روح چندالان و میوان — که هم در سوختن گردند دیوان
ز زنگ سوزش ایشان بناموس — سقر بر آتش خود خورده افسوس
ملک غازی درین دم پر دل و شاد — به تنها سوے پیلان رفت چون باد
درون شد بے هراسی بے بتعجیل — کجا هیبت خورد پیل افکن از پیل
بمیدانے که باشد صفدران را — همی سنجید هر کوه گران را
که چون در حمله جنبد هر یک از جا — چسان پایه فرود افکندن از پا

ز دل سنجید نے از زور بازو — که تیر از کوه چون گردد ترازو
چو میزان بست شاهین خیالش — بصید پیل نیرو کرده بالش
بقلب خویش باز آمد جهان گیر — عنان فتح کرده آسمان گیر

مظفر گشتن غازی ملک بر لشکر خسرو باندک فوج و لشکر، پیل وصف در هم زدن لشکر

چو آمد هر دو لشکر روے در روے — بعزم دست بردن موے در موے
ز سوے خسرو مد بر یکے فوج — برون زد هم چو از دریاے پر موج
چنان در حمله باتندی پے افشرد — که یک فوج ملک غازی ز جا برد
ز صف بگزشت و در بنگه در افتاد — ز غوغا خلق هر یک دیگر افتاد
بسے فوج گران هم روئے بر تافت — عنان را هر کسے سوے دگر تافت
نرفت از جا ملک غازی بیک جوق — که گیرد از نبرد خویشتن ذوق
سوارے سی صدش دنباله و بس — نمانده دیگرش از پیش و از پس
چو دید این حال با تندی بر آشفت — ز خشم آلودگی با حاضران گفت
که من تنها نه ام تا سر بجا هست — نخواهم یاریِ یارم خدا هست
هنوز این راز بودش با خداوند — کش از هر سو در آمد صفدرے چند
یکے بهرام ابهه رزم سازے — که از هر گرزے اندازه گرازے
دگر دین را اسد کین را چو آذر — برادر زاده در معنی برادر
دگر شایسته خواهر زادهٔ خاص — بهاء الدین دلے پر صدق و اخلاص
دگر والا ملک شادی که او هم — بفرزندی است عقدے بسته محکم
چو گشتند این همه یک جا فراهم — بحیله پانصدے شد بلکه زین کم

ملک غازی چو دید از پیش و از پس
همین مقدار فوجی اندک و بس

نیامد پشه‌ای زان انبهی پر
که گرد چرخ آمد در تصور

سمک تکبیر گفت و تند بر کوفت
به تندی سوی چتر و چترور کوفت

بران سان حمله آورد جوشان
که گشت از حمل آن صحرا خروشان

فتاد از حملهٔ آن خوب کوشان
پریشانی دران جمع پریشان

نجوم فتح کانجا شد سهیا
بلمات النعش کردند از ثریا

ز تیران کوان سخت بازو
نه دل بل سنگ خارا شد ترازو

کمان یک مشت بود و تیر نه مشت
سواران را بدان ده مشت می کشت

گرفته زاغ بر شاخ کمان جای
صلای داد کرکس را که پیش آی

به زاغان طعمه چرم و استخوان بود
ولی زاغ کمان را طعمه جان بود

طعانه سینه را دروازه می کرد
بقفل دل کلیدی تازه می کرد

دران دلها که با دهن سخت کهن بود
کلید نی بقفل آهنین بود

ز سوری کان نه کم بود از کتاره
جگر می شد چو سوری پاره پاره

ازان گلمر * که دل برد و روان هم
ز هر تن لاله رست و ارغوان هم

یک انداز از هزار اندازی خویش
هزار افگنده در هر بارئی خویش

ملک هر سو که مرکب را عنان داد
هم اندر دیدنش بد خواه جان داد

یکی کفتاد پیشش ناگهانی
خرید از بیلکش زخمی بجانی

ز بس کز پر دلی بر چتر زد سخت
نگون گردش بفرق آن نگون بخت

فتاد آن چتر و آن ترکیب بشکست
مراتب را همه ترتیب بشکست

حسن سوی گریزان رفت سر گم
دگر سر گم سوانش نیز در دم

* پیکاں -

گران سو گشته گم در گم نرفتی / سرش گم گشتی از سر گم نرفتی
هم آخر دور چرخش اشتلم کرد / چو پاگم کرده بُد سر نیز گم کرد
ملوک از بس که خوں آلوده رفتند / ز گرد گم غبار آلوده رفتند
حسن بس کاں غبار غم فرو خورد / شدش رخساره چوں گل چوں گل زرد
سرا سوی سپاهی پهش فوجی / گریزاں گشته دریای ز موجی
نه پهلی را بجنبش زور پا بود / نه پهل افگن یلی را دل بجا بود
علم از تیر بر بالای پهلاں / شده پر خار چوں شاخ مغیلاں
هزبراں پشت سوی تیغ کرده / بسوی پشت روی تیغ خورده
گریزاں هر یکی افتان و خیزاں / تنش از جاں و جاں از تن گریزاں
اجل با جمله باری کرد زاں جنگ / چو دیوانه که بازد شیشه بر سنگ
یکی را بود زخم نیزه بر پشت / یکی را حربه در دل رفته با مشت
یکی را جان شیریں گشته زهر / یکی در تلخیِ جاں کندن از قهر
یکی را چاک پهلو خنده در کام / یکی را زخم خوں گریاں در اندام
یکی را در دهاں انگشت زاری / یکی انگشتوارش زخم کاری
یکی را تیغ بر زانو رسیده / یکی را آهنه زانو بریده
یکی را خوں ز شه رگها گشاده / یکی بی خود میان خوں فتاده
یکی افتاده بود و زخم خورده / یکی می شد یکی را زخم کرده
یکی را آمده شمشیر بر روی / یکی را نیزه در رفته به پهلوی
یکی غلطیده جاں می کند در خوں / یکی را جاں ز تن می رفت بیروں
یکی از تشنگی مرگ بی هوش / یکی سهراب خونهای جگر جوش

یکے از عجز تن دادہ بہ تسلیم ‌ ‌ یکے در لورو لو * در می شد از بیم
یکے در غار پنہاں سر دروں برد ‌ ‌ یکے ہم درمیان خار بن مرد
نہنگ آہنگ اژدرہا سواراں ‌ ‌ دواں بے دست و پا مانند ماراں
چناں در دست و پا افتاد مردم ‌ ‌ کہ شد ہر مردے را دست و پا گم
اگرچہ پشت شاں رو بود ہر سوے ‌ ‌ ہمہ سو پشت گشتند از ہمہ روے
بسا پویندہ را کاندر دوا دو ‌ ‌ ز زخم تیر خورد آں گشت جو جو
اگر می جست مرغے در میانہ ‌ ‌ ہمی شد ریگ ریگش سنگدانہ
سوار قدر صف فیروز منداں ‌ ‌ ز فیروزی چو بخت خویش خنداں
گریزندہ قفا کردہ سوے جنگ ‌ ‌ دلاور در قفایش کردہ آہنگ
چناں از تیغ داد زخم می داد ‌ ‌ کہ اندر نقرہ گم می گشت پولاد
پلارک تخم می شد در جگرہا ‌ ‌ مبارز در زمین می کشت سرہا
پلاں را زخم خنجر مست مانع ‌ ‌ شراب مرگ شاں داروے نافع
سر گبراں ز شمشیر فزا کوش ‌ ‌ تو گوئی عاریت بودست بردوش
تراقے کز عمود و ترک می خاست ‌ ‌ ز دلہا خوں ز سرہا مغز می کاست
زنندہ ہیچ سوے گرز نگزارد ‌ ‌ کہ در پشت استخواں ہارانہ گرد آرد
ازاں در خوں سرشتہ آرد خام ‌ ‌ خورشہا پختہ شد بہر دد و دام
شگالاں سیر کردہ سہلت خویش ‌ ‌ کہ روزی گشت تماجی ز حد بیش
شنیدستم کہ در صحراے ناورد ‌ ‌ دل و چشم است خورد کرگس از مرد
دراں دشت از دل و از چشم ہر کس ‌ ‌ چناں پر چشم و پر دل گشت کرگس
کہ نے دل می شدش در چشم دیدن ‌ ‌ نہ چشمش رفت سوے دل کشیدن

* بمعنی اژدہا - † مشکوک -

دران هنگام کافت را صلا بود / بہ یک جا گبر و مومن در بلا بود
مسلماں بر مسلماں تیغ کم زد / مگر هندوے کهوکهر کیں قدم زد
معاذالله که گر شمشیر خوں ریز / بخونریز مسلمانان شدے تیز
شدے روشن که چوں گشتے ز بنیاد / مسلمانی خراب و جلت آباد
ولے می شد ز هندی براو / کماء من بهنا ببیع دماء
ازاں سرهائے هندو گوئی افلاک / سراسر جو ز هندی کاشت در خاک
فتاده هر سو آں نا خوب فالاں / بروے خاک هم چوں فال زالاں
ز هر تن تیر روزن ها کشاده / عجب بهں تیر در روزن نهاده
خدنگ ترکی و تیر خطائی / چو قد دلبراں در دلربائی
بهر سو سیل خوں رانده ز هر تن / کمان رستم و باران بهمن
شده در هیکل هر دیو در جوش / چه بیژن پر از خون سیاوش
سناں در سینهٔ آں تیره کیشاں / زباں میداد و دل می برد ازایشاں
بهیں واوت که در زور آزمائی / بروے پهل گفتی سور ہائی
چو بکشادند تیر بے خطا را / بزاری گفت "هے هے تیر ما را"
ز خوں گبرو مسلماں هر دو رهاں / ز دین دیان و دیان دین * دهان
ملک غازی دریں رزم ایستاده / سواران روے در غارت نهاده
که نا گاهاں ز هندوے پر آشوب / یکے فوج کمینگه کرد بر کوب
هزار افزوں براو سیه روے / برو سرخی ز خون خویش رو شوی
شد از غازی ملک بر چرخ تکبیر / ز گبر آواز ناراین هوا گیر
در آمد زاں سپاه آں حمله تیز / رواں شد خنجر هندی بخوں ریز

* ن : دی - ؟

زد آن فوج براو بر علمها ... بسے کلک علم ها شد قلم ها
علم هاے ملک غازی فرو خفت ... همه ماه علم شد با زمین جفت
تعالی الله ملک غازی چه دل داشت ... که با آن حمله جاے خویش نگذاشت
در آمد پیلک پیلک زبان تیز ... ازان دوزخ روان گشت آتش انگیز
همی غلطید هر کوهے ز کوه ... چو گنجشک از تفنگ زاغ از گروه *
ز زخم تیر در یک چشم زد گشت ... سیاه و لعل وام از کشتگان دشت
ز هندو تیر ژوپینے همی جست ... که در خارا نشیند لیک ننشست
بدان نیرو که هر ترک هنر بین ... همی زد تیر و رو می کرد زوبین
ازان هندو که جان هر یکے رفت ... فراوان کشته گشت و اندکے رفت
چو آن فوجے شکسته پیشتر راند ... ملک غازی کرے را پیش خود خواند
اشارت کرد با یک ماهی خاص ... بر آورد کش ملایک خواند اخلاص
کرے چون کرد در نصب علم زور ... شد از نصب علم چشم بدان کور
سمک برداشت ماهی را علم دار ... ملک غازی ستاد آنجا علم وار
طلوع آفتاب از برج ماهی ... همی دادش نوید پادشاهی
دهل زن را هم اندر پیش خود جست † ... بفرمودش که شیادی برفرس چست
بگفتش کاے تهی سینه دهل وار ... دهل پهلوے این پر دل نگهدار
نگر چون می زند فتحم بناموس ... بدین بانگ دهل بر آسمان کوس
چو من قادر شوم از بخت فیروز ... برین شب چهره کیوان سیه روز
بمزد آنکه در جاے چنین تنگ ... دهل پیشم زدی در نوبت جنگ
ز بهر عیش روز و روزگارت ... دهل پر زر نشانم و کنارت

* غلوله - † ن : اسب -

بماهی دار هم گفت اندران تاب ‌ ‌ ‌ که گرد آری تو ماهی هم برین آب
ترا زان پس که ساکن گردد این برق ‌ ‌ ‌ میان تلکه چون ماهی کنم غرق
من و این ماهی و بانگ دهل پیش ‌ ‌ ‌ کنم صد صف بکام ماهیء خویش
صف از پیشم چو سیل هفت شاخست ‌ ‌ ‌ سوار آب و برگستان پاخته است
برین سان چون سپهدار صف آرای ‌ ‌ ‌ تن تنها علم را داشت بر پای
سواران پراگنده که دیدند ‌ ‌ ‌ علم بر پا زهر سو در رسیدند
رسید از یک طرف با صدق و اخلاص ‌ ‌ ‌ بهاء الدوله خواهر زادهٔ خاص
ز دیگر سو ملک غازی بر آمد ‌ ‌ ‌ ملک بهرام سواره دیگر آمد
علی حیدر هم آمد حیدر آسا ‌ ‌ ‌ دگر شیران پیکار اژدر آسا
گره بستند شد جمعیتی سخت ‌ ‌ ‌ که فتحش زان گره بودن دهد بخت
پس آنجانب ملک غازی نظر کرد ‌ ‌ ‌ که زان پس بر که باید رخش برکرد
ز یکسو دید فوجی محکم از دور ‌ ‌ ‌ به پیشش فیله پیدا نیمه مستور
سواه انبوه و پیلی چند در پیش ‌ ‌ ‌ مسلمان نیز ناوک زن چو بدکیش
بسی بالا بسی در شیب مانده ‌ ‌ ‌ ز کوب حمله بی آسیب مانده
ملک پرسید کین لشکر کیانند ‌ ‌ ‌ کز آشوب صف ما بی زیانند
چو پرسیدند سنبل بود و کافور ‌ ‌ ‌ که گشتند از پئی مردی سلاحور
هم آنجا یوسف صوفی صف آرای ‌ ‌ ‌ تمام جنگ را چون نیزه بر پای
ز هندو نیز با ایشان یکی فوج ‌ ‌ ‌ چو خاشاکی که باشد هم ره موج
تغیر کرد باز آن را دران حال ‌ ‌ ‌ که چون ماندند گمراں فارغ البال
ملک با جمله صف خنجر بر آهخت ‌ ‌ ‌ پس اندر حمله شد با جلدیی سخت
بسختی زد بران غوغای انبوه ‌ ‌ ‌ چو در روز قیامت کوه بر کوه

نهاورد آن سپه این حمله را تاب ‏— همه گشتند هر سوی عنان تاب
نرفتی هیچ مردی پس نمی دید ‏— به پهلو جز پر کرکس نمی دید
تهی دل پیش پیش و پر دل از پس ‏— فتاده گرد باد تند بر خس
خدنگ موشکاف موشکافان ‏— شده شانه شکاف پرگرافان
چو بشکست آن سپاه و رفت هر سوی ‏— ملک آورده سوی اردگه روی
معارف کاست در تاراج کم برد ‏— بجز در سمت منزل راه نسپرد
ولیکن تهی * بی راه و کهوکر ‏— مسلمانان هم افغانان ملکز
بهر سو دست غارت بر کشادند ‏— ز سر خود از کمر خنجر کشادند
مسلمان را بجانی گر امان بود ‏— ببردند آب و آتش به زجان بود
ز مومن نیز اگر کس دید عقدی ‏— روانی تیغ راندش بهر نقدی
فراوان نو مسلمانان مغل نیز ‏— فرس برده از مسلمانان و هر چیز
و لیک آفت برای هندوان بود ‏— که کشته مرده زنده بی امان بود
همی راندند بر هندو بصد قهر ‏— سنان و دهر چون بر دهریان دهر
سوی چغتوانان † می درودند ‏— زر و اسپ و جواهر می ربودند
فتاده کهر و مومن قول کرده ‏— دهان زخم شان تنبول خورده
یکی از راوتان هار گهر برد ‏— یکی از گوش گوش آویز زر برد
یکی بکشاد بازو بند یاقوت ‏— یکی سلکی که شهری را بود قوت
یکی عقدی ز مروارید بر یافت ‏— یکی انگشترین نامور یافت
یکی با رانه شد هم ترازو ‏— که عین الهره برد از موش بازو

---

* کرم خوردہ - صاف نہیں پڑھا گیا - ممکن ہے تہری (صحرائے تہر بندہ کی قوم) مراد ہو۔
† کذا - غالباً چغتہ کی جمع بمعنی ترکیا -

یکی زد تیغ و فتح آن در گشادش — که سبز آهن زمرد سبز دادش
گروهی گوهر جان داد بربادش — گروهی را قضا گنج گهر داد
جهان را مرشد کائین چنین است — که هرچه اورا جگر این را نگین است
کسی کو پشت داد و پس نه بیند — بغاوت روی اورا کس نه بیند
غری با بز مثل زد در شبانی — که در غارت نباشد مهربانی
ملک غازی که این فتحش بر آمد — مرادی را که جست اندر بر آمد
جبین را کرد بر روی زمین جای — زرخ درپیش منعم شد زمین سای
چو بود آن سجدهٔ شکرش باخلاص — شدش سر بهر تاج مملکت خاص
کنون کاو یافت تاج پادشاهی — همیشه تاجور دارش الهی

بشارت دادن اسباب شاهی و جهان داری
دل غازی ملک را بهر مسند ز انجم و اختر

چو دولت مرد را بر سر نهد تاج — فتد ز آسیب او دشمن بتاراج
بهر فعلی که دستش یار گردد — در انگشتش گاهی کار گردد
بهر منزل که جایش در خور آید — مراد از بام و گام از در درآید
به تعظیم آسمان بوسد جبینش — بسلطانی دهند ز انجم نگینش
ز تقدیر است چون بینی به تمیز — خواص قابلیت در همه چیز
یکی را کز بلندی بهره مند است — نیارد پست ماندن چون بلند است
دگر کز آسمانش بهره پستی است — رهش با چار سوی زیردستی است
بود گندم خری بالا سرا فراز — سر چلغوزه گیرد با فلک راز
بکوشش دیو جمشیدی نیابد — ستاره نور خورشیدی نیابد

سرے کو را بود قسمت کلاهے هوس برتاج بردن نیست راهے
ازاں نقدے که می‌سنجند در غیب بروزی پر شود نے از هوس جیب
نه هر فرقے سزاے چتر شاهی است نه هر تن را لقب ظل الٰهی است
نه گوهر ز آهن هر دهره یابند نه هر پیشانیٔ را مهره یابند
نه هر درے بر افسر جاے یابد نه هر سر تاج ملک آراے یابد
نه هر پا چشم شاهاں کرد پامال نه هر کس در کف پا دارد ایں خال
کف پاے شه غازی است آں بس که شد خالش سواد چشم هر کس
چو بود آں خال ملکش در کف پاے گرفت آں پا نگر بر دیدها جاے
چو از چتر سیه آں بود نشانش بفرق آں چتر شد سایه فشانش
کنوں بشنو که از نه چتر گردوں چساں بر فرقش آمد چتر شبگوں
ملک غازی چو شد بر چتر فیروز هماں جا بد بفیروزی همه روز
مبارک روز بخت مقبل خویش شب آمد در مبارک منزل خویش
چو شب چتر سیاه خویش بکشاد مه نو هم کلاه خویش بکشاد
دم باد از همای چتر شب وام ملک را بهر ملک آورد پیغام
که بسم الله در آ اے صاحب بخت که هم تاجت مبارک باد وهم تخت
جهاں را ز اختر خود نور نو ده به برج پادشاهی شمع نو نه
فراواں منتظر بد مژده در چنگ سرو پاے ترا اکلیل اورنگ
چو ملک دهر بگرفتی بپاے هنوز ایں انتظار هر دو تا کے
درفشاں دور باش گوهریں ساز بروں کرده زبان گوهر انداز
همی گوید علم هم پایهٔ چتر تو بخش از روے خود پیرایهٔ چتر
علم هاے سیاه و لعل در جاے براهند ایستاده بر یکے پاے

که در دولت بدین سو کے گرائی / که یابم از تو در دولت روائی
بگاه صبح شد نوبت بفریاد / که من هم خویشتن را می دهم یاد
بیا تا نوبتے چوں نو نهم ساز / شود زه گنبد گردوں پر آواز
همه شب باد می آورد ازیں سان / پیام ساز سلطانی بسلطان
ملک در دل هوس را بند کرده / بسهلے خویش را خرسند کرده
گرفته راس در اندیشهٔ خویش / همی زد باخود اندر بوشهٔ خویش
که من مرد صف آرائے نبردم / بگرد مسند شاهی نگردم
کرا ایں سر که جوید کار عالم / نهد بر یک سر خود بار عالم
کسے کش ساخت چرخ از بهر ایں حال / کجا بیروں شود چرخش بدنبال

حکایت

شنیدم گوهرے از سلک شاهے / بسوے ملک عقدی جست راهے
کشید از کار تاج و تخت داماں / ز شهر خود بسوے شد خراماں
دریں بیگانه شهر آئیں چناں بود / که ناگهه بخت باکس* همعناں بود
چو خالی گشتے از فرماں روا تخت / غریبے را رسیدے بارے از بخت
چو دیدندے بسیماے کس ایں نور / بدو گشتے سراے ملک معمور
دراں هنگام کاں شهزادهٔ عصر / رسید آنجا همی شد بر در قصر
مگر † بے کار فرما بود گاهے / همی بایست در بایست شاهے
چو دیدندش بزرگی شکل شاهاں / شدندش بهر تاج و تخت خواهاں
ز رویش گرد تا کاسی فشاندند / بشاهی بر سر تختش نشاندند

* ن : باکش - † ن : مگر بیکار فرماں -

جواں چنداں که گفت از ترک خود راز * به ترک اونگشت * اقبال دم ساز
رهائی چوں نبود از خاصه و عام * پذیرفت آں عمل ناچار و ناکام
گزارد بخت خود را مقبل از دل * ولے نگزارد او را بخت مقبل
چنانکه اقبال و بخت این جهاں گیر * شدش بهر جهاں گیری عناں گیر
چناں صبحے که با جوزا بر آمد * علم روشن که چوں بالا بر آمد

دخول موکب غازی ملک در قصر سلطانی
چنانکه آید به برج خویشتن مهر ضیا گستر

چو صبح غرهٔ شعبان فرخ * نمود از تخت گاه آسماں رخ
بر آمد شاه انجم نور باراں * چناں کز اوج مسند تاجداراں
ملک باد سلیماں جست در پیش * سلیماں وار کردش مرکب خویش
رواں شد نرم نرم آں باد گل رنگ * بدار الملک شاهی کرده آهنگ
بر اختر سایه کرده اعلام منصور * که زاں ماه علم جوزا برد نور
بناوک چشم بد را دوخته قوس * بنظاره همه حوران فردوس
ذکر تسبیح گویاں در دویدن * مسبح الحمد خواناں در دمیدن
دو سوے مملکت گهر سر افراز * کشوده صف دلیران صف† انداز
دواں در پیش صف پیلان نوگهر * ز آب تیغ و بادکین بزنجیر
غرنباں کوس فتح آواز می داد * ز سر می برد هوش و باز می داد
دمامه نغمه هاے تازه می کرد * مهابت را بلند آوازه می کرد
دوال چاؤ شان چابک افگن * کشاده چابکاں را چابک از تن

*ن : نگفت †ن : سر -

ز آواز نقیبان کز گزر دور / رمنده مرد سان چون سایه از نور
کمان‌گیران پس و پیش عنان‌خاص / کمان‌کش گشته پیش رخش رقاص
کمان در مشت و حاضر دیده دوزان / ز پیکان شعلهٔ آتش فروزان
که گر پرنده بالا پر زدے تیز / شدے پر کم ز پیکان سبک خیز
سنانها برهنه پوشیده در گرد / که خورشید از فروغش حربه می‌خورد
برهنه تیغ هائے آبگون هم / درون چرخ برق افگن برون هم
ز اُرده خاص تا دروازهٔ قصر / همه تیغ و سنان بد با شه عصر
بدین ترتیب در حفظ الهی / درون آمد بقصر بادشاهی
فرود آمد ز رخش وهم بران سطح / بجائے آورد حق را سجدهٔ فتح
پس‌انگه خواند با لطفے ز حد بیش / ملوک و میر باقی ماندهٔ پیش
دل هر یک بجان بخشی قوی کرد / دران بخشش نبی را پیروی کرد
برابر جمله را با خویش بنشاند / همه منشور کار خود فرو خواند
که من بودم یکے آواره* مردے / ز مهر و مه چشیده گرم و سردے
بلطفم شه جلال‌الدین مغفور / مقرب کرد نزدیک خود از دور
گرفته بر سرش تیغے چو الماس / به بیداری فراوان داشتم پاس
چو آن سلطان گیتی رفت در خواب / دلم گشت از دریغش در تب وتاب
بسان شمع می بودم درین سوز / که کے باشد شب شمع مرا روز
که ناگه صبح اقبال علائی / جهان را داد فیض روشنائی
ز بهر نور کار جان و تن را / دران پر تو فگندم خویشتن را
چو پیش مهر او گشتم هلالے / همی افزود در روزم جمالے

* ن : آزاده -

کنون گویی پدر من کامل چنان است ‌ ‌ ازان آثار مهرم این کمال است
الغ خان کو برادر بود شه را ‌ ‌ ازو افروختم چندے کله را
چو پاینده برحمت بود کارش ‌ ‌ چه خدمت ها که کردم بلندوارش
چو او بگذشت گشتم باز یک چند ‌ ‌ به پیش شه علاء الدین گهر بند
از انکه تا کنون کاینجا رسیدم ‌ ‌ ازان شاهنشه والا رسیدم
چو بشنیدند گفتش نیک رایان ‌ ‌ بگفتند انچه گفتن راست شایان
که چون سررشته خود بیرون فگندی ‌ ‌ گهر از خویش بر غورے چه بندی
چه می دانیم کز تیغ تو آن خاست ‌ ‌ که ناید وصفش از نوک قلم راست
چو خان بر حصن رنتهنبور برتاخت ‌ ‌ ز لشکر گرد گردش حلقهٔ ساخت
بیان شد رائے کاره حمله چون باد ‌ ‌ بود آن حلقهٔ آهن به پولاد
فرستاد از دوون سو لشکرے سخت ‌ ‌ چو سیل کوه کو غارت کند رخت
به لشکرگاه خان شورے در افتاد ‌ ‌ چنان کین خلق دریک دیگر افتاد
نوا فرمود خان تا پیش رفتی ‌ ‌ فزون از هم سران خویش رفتی
نمودی زان نمط جهد اندران جنگ ‌ ‌ که بر آیندگان کردی جهان تنگ
بهنجارے سران را ره نمودی ‌ ‌ که زان گردن کشان سرها ربودی
هم از شمشیر مومن پاک شد زنگ ‌ ‌ هم از خونهاے کافر لعل شد سنگ
دو حصه کشته شد از لشکر رائے ‌ ‌ بصد حیله یکے شد باز بر جاے
ازان جا چون مظفر باز گشتی ‌ ‌ بدست خان یکے شهباز گشتی
نشست آن کار زان گونه بیادش ‌ ‌ که زان پرتو قوی گشتی اعتقادش
گشاد کار اقبالت همان بود ‌ ‌ طلوع صبح بختت زان زمان بود
چو او در عالم دیگر سفر کرد ‌ ‌ امیدت سوے دیگر رخش بر کرد

شدے سلطانی اما چوں وفا بود
بسان* تغلق خانی بجا بود

میان بندگاں دولت اندیش
همی بودی برسم بندگی پیش

شه آں سوے که چوں تیرت فرستاد
رسیدی بر غرض باز آمدی شاد

دگر کافر چو سوے برن برتاخت
مسلماں را چو هندو برده میساخت

ترا چوں شه فرستاد اندراں سوے
دماندی راندی از خونهاے شاں جوے

تمن ها چار بود و مهر هم چار
همه شهزادگان ملک تاتار

چو با آں لشکر پر باز خوردی
بماند که مزد کردی آنچه کردی

ورت شد عزم بر اقبال مدبر
براں هم قدرتت بود از مقدر

دگر در رزم ترماق و علی بیگ
هم افگندی بسے سرهاے چوں دیگ

وگر بر جاش تیهو و کبک بود
هم از تو قتل گبراں یک به یک بود

دگر در بونبل † نزدیک دریا
صف کافر چو دریا شد مهیا

سپاهش یک تمن گبران قتال
زمیں دریا صفت زایشاں بزلزال

همش مقدار راے بونبل هم
ز بار هندواں کرده زمیں خم

معظم تغلق غازی ترا نام
مغل هم نام تغلق داشت ز ایام

چو تو تغلق غزا را تیغ در دست
چو او تغلق بگیری ‡ تیر در شست

چو بهر نصرت دین است زورت
لگد بر فرق ایشاں کوفت بورت

نشاندی در دل گبراں سناں را
اسیر و بنده کردی هم کساں را

ز راے بونبل هم بستدی مال
ز دریا هرچه باشد عبرهٔ $ سال

دگر بر حیدر و زیرک رسیدی
صف آں صفدراں هم تو دریدی

بریں ساں هژده رزمت جا بجا بود
که در هر هژده فیروزی ترا بود

* ک: بشان - † بنوبل ؟ - ‡ ن: مگیرے - $ عبره = محصول راه داری -

گر این هر یک مشرح باز گویند   بدفترها سخن را ساز جویند
خلوت انتظارے بود در دل   که تا دیگر چه بخشد بخت مقبل
که فتح نوزده زاد از پس دیر   بجنگ اول دهلی شدی چیر
بصاف بهستم بود این که در جنگ   ز ملکے بستدی اهلیل و اورنگ
چو حیدر شهر یزدان رفت ازان پس   جز از بو مسلم آمد این قدر بس
ازان پس شکر یزدان را که تقدیر   برین دیبا چه نامی کرد تحریر
خداوندت که بے آزار می داشت   ترا از بهر چندین کارسی داشت
وگر نه کس بچندین قتل و خونریز   چه سان یابد خلاص از خنجر تیز
کنون کازاد ماندی زان بلاها   بفرما خوان شاهی را صلاها
برابر تخت چون هوشنگ و جمشید   به برج مملکت نو ساز خورشید
ملک گفتا که گفت من همان است   که تاج و تخت من تیر و کمان است
نه کار رزم باید سروران را   نه دل بے حمله ماند صفدران را
چو از لطف علائی روز تا روز   فروغ کار من شد گیتی افروز
مرا پاداش لطفش بود واجب   ادای حق انعام و مواجب
چو بشنیدم که کافر نعمتے شوم   بکفران نسل او را کرد معدوم
خلیفه قطب دین را با چنان بهر   که چون چشم خودش میداشت بر چهر
بزخم دشنه کبر آن را تلف کرد   متاعش کبرو سوسن را علف کرد
بر اخلاف دگر هم تیغ خون راند   حرمها کشت و بعضے را برون راند
چنان باغی ز کبران شد بتاراج   کله کل مرغ برد و حلة دراج
حرم بشکست و حورے چند ازانها   بخود خواند آشکارا و نهانها
دگر بعضے بکبران تبه داد   زحل را مه ته ران سیه داد

همان مرتد براهو خانخانان ملوث کرد چندین پاک جانان
بچشمم زین غضب تاریک شد دهر ز دود غصه من تیره شد شهر
نشستم تنگدل چون دردمندان گزیدم پشت دست خود بدندان
ز دم از سوز چون آتش فغانی که شد بی‌شمع زان سان دودمانی
بران گلهای نوخیز دل افروز بسی بگریستم چون ابر نوروز
پس این غم با دل خود کردم آغاز که ای دل خانه از شادی بپرداز
که این غصه که رنج تازهٔ ماست فرو خوردن نه در اندازهٔ ماست
بزرگانی که پروردند ما را بصد تیمار و غم خوردند ما را
سپه دادند و مهری و ولایت بمیری بانگ کوس و نصب رایت
پس اندر عهد ما جمعی پریشان خلاف آرند بر اخلاف ایشان
روا باشد که ما را خون در اندام بهانه خون شان نا کرده آشلم
زهی سستی که ما را جان بسینه پس از ما میرد این آزار و کینه
چرا بازوی ما را زور کم گشت چرا پیکار ما را نیزه خم گشته
چه شد ما را که چون مردان نکوشیم بمردی خون شان چون می ننوشیم
شد این اندیشه نا چارم عنان گیر که گشتم بر عدو دوزی سلیل گیر
وگر پرسی نه تنها این نهمت بود که خون بی گناهان را دهمت بود
علی الله بلکه کار تیغ و تیرم سه نهمت گشت محکم در ضمیرم
نخست آن که اندرین خاک خطرناک ز گرد کفر نور دین شود پاک
بکوشم بهر دین مصطفی را که از سر گردد اسلام آشکارا
دوم آنکه این همایون عرصه و بوم کشم از دست هندو زادهٔ شوم
کسی گر مانده باشد ز ارجمندان بلندان را دهم جای بلندان

سه دیگر آن که کافر نعمتی چند   چو نسل شاه را بنهاده بر کند
چنان شان سر ز تن در کینه خواهی   که خون گرید بر ایشان تیغ شاهی
چنان دهم را دهم از خون شان قوت   که خاکش لعل گردد سنگ یاقوت
نهفت چون بهر یزدان در سر آمد   به پاداش نیت کارم بر آمد
چو هست بود محکم همچو پولاد   کلیدے گشته و باب فتح بکشاد
چو گشتم بر مراد خویش فیروز   من و تو عمر باقی شکر این روز
نسی جویم سریر کامکاری   جز از بهر فزا خنجر گزاری
ز نسل شاه مرحوم ار کسے ماند   بناسش باید این منشور نو خواند
ور از لوح جهان شد نام شان پاک   بسے هستند امیران خطر ناک
من و رخشیکه در بیرانه پرید   سریر شاهی آنکه هر که جوید
مرا همو پال پور من پسند است   دران بیرانه نور من بسند است
بزرگان بر زمین سودند رخسار   ببوسودند پایش راز میر وار
بعذر بندگی دادند پاسخ   که اے بر ملک دیوار تو فرخ
ترا زیبد کلاه پادشاهی   که مخصوصی بتائید الهی
سزائے دیگرے بودے گر این تاج   بدو دادے قضا زین گونه معراج
تهائے را که دوران بهرت آراست   ببالائے دگر کس کے شود راست
بطے کو طعمهٔ پارست در کام   بود زو دود خواران را طمع خام
گوزنے را که شیر آورد در زیر   شگالان هم خورند اما چو شد سیر
فروغ تست این ازمانهابی   که از ذره نیاید آفتابی
چو ما هستیم در خدمت نگون سر   نگون سر کے سزا باشد بر افسر
نگون سر شب پرک شب ها به پرواز   سزائے تاج طاؤس سر افراز

همان روزت رسید این نام و ناموس — که بستی بر علم پرهای طاؤس
چو یزدان این سرافرازی ترا داد — بافسر سر فرازی هم ترا داد
دگر ره گفت دارائی جهان گیر — که من هستم کمین ساز و کمانگیر
که چون من صفدری جویم که جنگ — چگونه جایگه دارم بر اورنگ
من و فرق مغل و این تیغ کاری — شما دانید تاج و تاجداری
دگر ره مهتران خواهش نمودند — بسے کوشش بخواهش در فزودند
همی گفتند کاے از لطف جانی — عدو را مرگ و مارا زندگانی
شد از تیزاب تیغت کفر ویران — عمارت یافت عیش دین بدوران
مبادا جز تو کس فرمان ده ما — که هستی بعد جان ده جان ده ما
چو یکبار از تو جان بخشوده بردیم — نه بخشد گر دگر جان بخش مردیم
درین صورت تو مارا جان پاکی — مکن این زندگان را باز خاکی
دگر ره گفت ملک آرائی جان بخش — که جان بخشد خداوند جهان بخش
نه من طفلم که زین گفتار رنگین — کنم بے صبر وسلک این کار سنگین
اگر من خواهم این ملک از خود آراست — گمان مردمان خواهد شدن راست
که نے من بهر دین و کین زدم تیغ — بکار خود بر آمد برقم از میغ
درین نقش غرض پروردهٔ من — همه ناکرده گردد کردهٔ من
پس آن بهتر که من زین سر بتابم — بسوے چارهٔ دیگر شتابم
چو من بادل درین کار اندر آیم — بگرد کار دلها کے بر آیم
شبانے کش ستم بر بز گمارند — بدیه از دهرمه یک بز نیارند
دگر بارهٔ خرد مندان باخلاص — برون دادند گوهرها چو غواص

که این کاری که از دستت بر آمد — نه مردم * کاسمان را هم بر آمد
کسی کو جز تو خواهد رفت برتخت — گرفتم حالت پوزش کند سخت
چو بیند این دلیری هم علانت — چگونه خسپد ایمن از سلانت
دران کوشش نماید چاز و ناچار — که از بالین خود برچیند این خار
حدیث رزم بو مسلم نهان نیست — که تا اکنون چگونه درجهان نیست
خلافت را سزا بود ارچه در زور — بزور افگند خود را دور ازین شور
بجعفر داد تدبیر خلافت — همان تدبیر او شد بر وی آفت
بدل جعفر روان در خونش آویخت — چو آب جعفر ازوی خون برون ریخت
ملک را گرچه خامی بود ازان جوش — فروهشت اندرین پخته سخن گوش
درین اندیشه باخود کار می پخت — حدیث پخته دیگر بار می پخت
که ناگه گشت پیدا پیشش از دور — سه چتر ملک چون سه پارهٔ نور
چو آمد بر سران سه ابر در بار — ملک سرکرد خم چون شاخ پر بار
بسی بگریست برشاهان بصد مهر — که بود نه این فلک ها را مه و مهر
پس از سه ماه یاد آورد و دریافت — ازان خوابی که سه ماهش بسر تافت
بدل دانست کاکنون جای ره نیست — حذر از بخشش یزدان خرد نیست
عنان کار در دست قضا داد — ضرورت در چنین کاری رضا داد
همان روزی که چندین ماجرا بود — ز چرخش بانگ بر مسند بر آبود

جلوس شه غیاث الدین و دنیا تغلق غازی
فراز تخت سلطانی چو افریدون و اسکندر

* مردم کاسماں یعنی آسماں جیسے افراد۔

مبارک روز شنبه که پیشین ‌‌ بگه هنگامی است با انوار پیشین
جهان از چشمهٔ خود روی شسته ‌‌ که و مه سبحه و سجاده جسته
موذن قامت خود برکشیده ‌‌ جماعت صف بمسجد برکشیده
ممالک گیر سلطان جهان بخت ‌‌ جهان ساعت برآمد بر سر تخت
سریر آراسته ماه و آفتابش ‌‌ نوبت دین و دنیا شد خطابش
ملایک جمله گفتندش همانگه ‌‌ دعا خلد الرحمن ملکه
خروش کوس گیتی را خبر کرد ‌‌ دل بد خواه را زیر و زبر کرد
موافق ریخت گوهر ها ز حد بیش ‌‌ مخالف هم ولیک از دیدهٔ خویش
فلک شادی بدوران و زمان داد ‌‌ جهان را مژدهٔ امن و امان داد
دگر پرسی ز طالع طالع قوس ‌‌ که زان طالع جهانی گشت فردوس
شده مریخ ناوک زن کمان گیر ‌‌ که هر جانی بد اندیشان زند تیر
کمان ملک را بخشد بلندی ‌‌ ببازوی شه آرد زورمندی
ببر بر جدی برج آرائی گشته ‌‌ به بیت المال مال اجزائی گشته
که مال هفت کشور سنج برسنج ‌‌ رساند در خزینه گنج در گنج
بسیوم خانه زاید مشتری وش ‌‌ شده دلو لبالب را وسن کش
دلهادی آن بود کز چرخ دولاب ‌‌ بنازدیکان و خویشانش دهد آب
ز هل در پرده و ناظر به تثلیث ‌‌ ز مهر و دوستی چون نوح با شیث
چو آن سیاره بالا و بلند است ‌‌ بلندی خوی شاه ارجمند است
ز مستی شهر گیرے زهرهٔ سعد ‌‌ نهاده شهر را زنجیرے از جعد
بتثلیث از نهم * او هم نظر دار ‌‌ بلشهر صحت و از هر سو خبر دار

* ممکن هے که یه لفظ "ادهم" خانے کے معنی میں هو۔

بعالم فرصهٔ خود بالحقیقه
که دانش خوشهٔ گندم ز قوقه

دلیلش این که کار ملک جمشید
شود پخته بآتشهاے خورشید

سران مملکت فرمان پذیرند
بفرمان هم زیند وهم بمیرند

عطارد نیز در عاشر طرب یاب
بخوشه کرده در بیت الشرف خواب

شود زان تیر و کار رائے و تدبیر
ز بهر بخت شاهی راست چون تیر

قمر در عقرب و خانه ده و دو
عدو را نیش عقرب زد به پهلو

* سنان سازد قمر نیش چنان را
زند در چشم بدخواه آن سنان را

ازین طالع زمانه دارد امید
که دایم ماند این تابندهٔ خورشید

حدیث مرتد مدبر که چون بودش گرفتاری
وزان پس کشته گشتن بعد رسوائی بشهر اندر

چو ناصر گشت بے نصرت ز تقدیر
خله کرد از سنان و تیر چون تیر

برادر شد جدا زو مرتد شوم
بهر گوشه خزان می گشت چون بوم

در آمد در سرائے با رخ زرد
وزو زردی بهر دیوار اثر کرد

ز رنگ زعفران گونش پیاپے
در و دیوار می زد خنده بر وے

بران گو نه وے از اندیشهٔ جان
چو جان می گشت و چون اندیشه پنهان

درین حال انچنان بر گشته حالے
نهانے یافت جاے کاهج زالے

دران ویرانه آن بیران درون رفت
برخنه هم چو ماران سرنگون رفت

چو لشکر ها ز کشتن باز پرداخت
سوارے چند ناگه آن طرف تاخت†

نهانے ‡ هر کسے شان را سپر داد
که نتوان خانه خر را گرچه در داد

* کذا - مشکوک - † ن: باخت - ‡ کذا - مشکوک -

و لیک این جا است زالے پیرزستان / که گر سی مرغ می جوئیش هست آن
وگر مرغیش در دام او فتاده است / چوسی مرغش بکنجے جاے داد است
رود گر رستمے در کنج آن زال / شود صید وے آن سی مرغ بے بال
ازیشان رستمے بر زال بشتافت / چو سی مرغے بکنج آن مرغ را یافت
چو نیکویش از شناسائی نظر کرد / شتابان رفت الغ خان را خبر کرد
که جاے هست مرتد خانخانان / سر اندر کش زبیم تیغ رانان
شب این روشن شد و خان رفت که را / وزان تاریک روشن کرد شه را
سوارے چند رفت از پیش در حال / کشیدندش ز محنت خانهٔ زال
رسانیدند در دم پیش خانش / برحمت داد خان اول زبانش
که شاهنشاه ما چون هست جان بخش / به بخشد جان و مالے از جهان بخش
بجان بخشی چو دل دادش زمانے / روان کردش بسوے شیر والے
چنان فرمان شد از فرمان ده دهر / که با خویشش برد خان* جانب شهر
بگردانند در شهرش بخواری / که این باشد حق ناحق گزاری
بفرمان خان اعظم عزم آن کرد / که راند بروے انچه او باکسان کرد
چو او آلوده دامن هائے مستور / ز ستر پاک دامانان دهن دور
سبک پرده ز کارش بر فگندند / بعجزش دامنے بر سر فگندند
خود این شه راحق آن شاه انگلی داد / که بر سر هاے شاهان دامنے داد
پس انگه خان اعظم سرور دهر / ز بهر گشت شهرش برد در شهر
بگردانیدش از هر شاه راهے / پر از نظارگی هر راه شاهے
بشوریده همه دهلی زن و مرد / بحیرانی درو نظاره می کرد

* ن : جان –

گزان دست تعجب را دوان شور — ازان دعم و ازان نصر و ازان زور
نگون سر مرتد رسوا دوان گشت — زمین را سایهٔ او بی گران گشت
ز گشت شهر چون بر دند بازش — ز گشت آن جهان گذشته رازش
بنای کنگر کفران بر نگندند — چو در پوش خیالش سر نگندند
روان شد خون که کشتی چو جویش — که شوید گرد وسواسی ز رویش
بهان می‌کرد خونش از چهره شوئی — که مرتد را چنین به سرخروئی
پس از خاکش بخواری در کشیدند — نگونسارش بکنگر بر کشیدند
بلندی چون بجوید کس به هنگام — بلندیش این چنین باشد بفرجام
شه ما را بلندی باد جاوید — که در خورشد بلندی را چو خورشید

گرفتاری خسرو از الغ خان مخالف کش

چو مرغی شوم کش بازی کند صید از برای خور

بکار مرد چندانی بود نور — که نبود پرتو اقبال ازو دور
چو رفت آنهمهٔ بخت از نمودار — همه بر عکس گردد صورت کار
اگر گوهر بدست آرد شود سنگ — دگر آئینه بیند گیرد ش زنگ
زر نقدش بدامن خاک گردد — حریرش زیر پا خاشاک گردد
فرس گر پیشتر راند فتد پس — وگر بر دست گیرد گل شود خس
اگر خنجر کشد بر خصم خونریز — سر خود را برد زان خنجر تیز
گریزد مرغ جوشیده ز نانش — پرد مرغابی بریان ز خوانش
بد آموزی کنندش نیک رایان — ز پهلویش گریزند آشنایان
رمه گرگان رهانند از سپاهش — فرس دزدان برند از پایگاهش

چناں کش بیش بر بیش آید آساں — کنندش باز کم کم هم بر آنساں
ز دور روزگار است این کم و بیش — که آرد هردم آئینے دگر پیش
تو نشناسی طریق دهر قتال — مگر آنگه که خواتم بر تو این حال
که خسرو خان کافر نعمت خس — چو از غازی ملک بگریخت واپس
چه ساں شد ز اختر گردنده حالش — چگونه کرد گیتی پائے مالش
چو او از پیش شاهنشاه غازی — شکست و کرد راه چاره سازی
برابر بود کافر نعمتے چند — برا و نیز چندے سخت پیوند
فرس را هر طرف لختے عناں گیر — خیالش مژدهٔ تیر و سناں گیر
عناں هر سو که مے پیچید جانش — اجل مے داد پیچش در عنانش
دراں پیچاکِ جانش امکاں نشد هیچ — که ز آں پیچ بلا گردد عناں پیچ
چو گم ره بود ره را نیز گم کرد — سوار گمرهش نیز اشتلم کرد
جدا گشتند ازاں گمره خسے چند — خس گمره چه گویم ناکسے چند
چو آں گمره ماند از هم رهاں دور — بره جوے کشاد از چشم بے نور
خزاں در رفت در بیرانه باغے — نهاد از سوز در هر لاله داغے
گهے ماند و گهے رفت و گه افتاد — چو برگے در خزاں از جنبش باد
خبر بردند پیش شاه منصور — که در باغے است باقی مانده مقهور
اشارت کرد الغ خاں را شهنشاه — که گردد باد سوے آں چمن گاه
شتاباں گشت الغ خاں عدو سوز — بسوے آں چمن چوں باد نو روز
خزاں * دیده درختے دیده کنده — سپهر از برگ و بارش بر فکنده
رمیده بلبلان گلشن از وے — دمیده نو بهار گلشن از وے

* یعنی ایک خزاں دیده درخت کو اُس نے اکھڑا هوا دیکھا۔

شده زو پر مغیلان باغ نسرین   بنسرینش نشسته گرد نفرین
ز بهر خونش زاغان خیز کرده   کلاغان نوکها را تیز کرده
ازین سو تیغ بیرون کرده سوسن   وزان سو خار بیرون رانده تو سن
ز بیم دیدن رویش دران باب   به بسته چشم هاے خویش را آب
الغ خان چون چنان بیچاره دیدش   نوازش کرد چون دل پاره دیدش
که مندیش ارچه تو در خورد آنی   که از تهنیت رسد لطف زبانی
ولے شه مکرم است و مهربان هم   بخواهد جانت بخشید و جهان هم
بگفت این و نوازش کرد در حال   روان کردش سوے شاه عدو مال
چو آن برگشته روز آمد بدرگاه   زمین بوسید پیش مسند شاه
شهش گفت اے ستم کار جفا کیش   چرا کردی جفا بر منعم خویش
ویت کرده از عزیزی در جگر جائے   تو بفشردی روان در خون او پاے
جواب این داد کافر نعمت شوم   که حالم همگنان راهست معلوم
اگر تا رفتنی بر من نرفتے   ز من نا آمدے و این فن نرفتے
قلم چون رفته بد کاین ز آید از من   وزو آن آید و این آید از من
قلم تا چار حرف خود برون داد   نه این تهمت ز من بلک از قلم زاد
چنان کو حرف شمشیر از قلم خورد   مرا هم حرف او خواهد قلم کرد
قلم آسود نتوان پیش ازین گفت   که حرف از خط نخیزد چون قلم خفت
دگر ره گفت شاهنشاه آفاق   که اے با فتنه جفت و با بلا طاق
چرا کشتی دگر شهزادگان را   تو بنده سرزدی آزادگان را
بزاری باز پاسخ داد خون ریز   که آنجا من نراندم * خنجر تیز

* ن : ندانم –

ولیکن شد بپیشان در زبونی — زبان بدسگالان تیغ خونی
همی گفتند ازین راه خطرناک — بباید خار کندن تا شود پاک
دگر گفتش چو تو پائین پرستی — چرا خود بر سر مسند نشستی
بگفتا رائے من هم داشت آهنگ — که یک شهزاده را شانم بر اورنگ
ولیکن مصلحت بینان بد رائے — شدند اخلاص بد را کار فرمائے
کهچون سلطان نشان باشی تو درپیش — بود سلطان نشان را خطرهٔ * بیش
به تخت مملکت خود کن قباچست — که دیگر هر که شیند دشمن تست
ضرورت چون در آمد یاری بخت — ز بیم سر نهادم پائے بر تخت
دگر گفتش که چون کردی بسر تاج — چرا آهنگ من کردی بتاراج
فرستادی همه لشکر بسویم — که یک رویه زند تیغ دو رویم
بگفتا دو شدم بود این سراسر — که کس باتو نیارد شد برابر
کنم سوئے تو اقلیمی ز عالم — کشاده پنجه مت هد تا بهالم
ولیک این گفت ایشان آب من برد — که باید زود بوکشت آتش خرد
کنون کز من ستد یزدان ترا داد — علی رغم من این دولت ترا باد
همین † جان بخش و دیہے ده — که گرده جانم آزاد از رهے ده
که مانم از پئے شاماخ و کوری — ز دور خاک شان در خاک شوری
نخواهم گندم سلطان ضائع — بکوری کردم از دو دیده قانع
شهش گفتا که سهلست این توان کرد — ولے چون باتو ترک کین توان کرد
چو باتو کار بهر دین و کین است — بباید کرد کین کاین کار دین است
چو چندین جان که در خور به زیان را — به بخشیدم همه اسلامیان را

* ن: خطر در - † کذا - نامفهوم -

شود حمل ار کنم جانت هم آزاد — که چادبن فتنه نے از تو ز من زاد

پس از اسلام دور افتاده باشم — رضا در کفر و کفران داده باشم

فتد در خاک هر گردے که خوردم — رود برباد هر جهدے که کردم

بزرگانے که بهر کین ایشاں — کمر بستم بسان خوب کیشاں

قصاص خوں اگر از تو نرانم * — ز روح پاک شاں شرمنده مانم

برو سر نه چو آتش در ته تیغ — که می باید نهادن سرته تیغ

بگفت این و اشارت کرد در حال — که کردندش روان مردان قتال

همان جائے که بر سلطان مبارک — مخالف راند شمشیر پلارک

سر آں نامبارک هم بداں جائے — چو تیغ آسماں گوں شد زمیں سائے

فرو بردند و افگندند در صحن — که تا پامال شد چوں دانه در طحن

بنظاره عوام و خاصه و میر — همی گفتند کا حسنت اے جهانگیر

* ن : ندانم -

(ترک صفحه آخر :- زهے)

صحت نامہ

یاد داشت :—

کتاب کے حواشی میں ,,ن،، سے نسخۂ حبیب گنج ۔
,,ق ر،، سے قیاس مولوی رشید احمد ۔
,, ك ،، سے کاتب الحروف (سیدھاشمی) کا قیاس مراد ھے

صفحه	سطر	غلط	صحیح
۱	۵	خزائن الفتوح	مفتاح الفتوح
۳	آخری	عبرت	عبارت
۴	۱۶	،	تھا
۱۵	۱۲	تاریخی مثنوی	تاریخ
۲۰	۷	دیپال پورا	دیپال پور
۴۴	۶	بھکا	بھاگا
۴۸	۲	بڑھا	بڑھ
۵۳	۲۰	قلعۂ گبران	قلع گبران ، نے ۔
۶۶	۱۷	سرسناك	شرمناك
۶۹	۱۶	۰	كه
۷۱	۱۵	۱۹۲۰	۲۹۲۰
۷۷	۱۹	عشقیه	عشیقه
۷۸	۱	,,	,,
۹۱	۲۰	نام	نام سے
۹۳	۷	ما شاء	ما شاءالله

متن مثنوی

صفحه	سطر	غلط	صحیح
۲۲	حاشیه	×	× ن
۲۳	۹	مود	مرد
۲۴	۱۴	میهمان	میهمانی
۲۴	حاشیه	۱۹ ۲۰	۱۹ وین ۲۰
۳۱	حاشیه	ك: ن	ك: كن
۴۴	۲	بسپرده	بسپرد
۴۶	۱۱	بکبارگی	یکبارگی
۵۱	۴	گدد	گردد
"	۱۶	چه باقی	چه می بافی
۵۴	۱۲	قطع	قلع
۵۷	۶	شمشیم	شمشیر
"	۱۱	سرے	سوئے
"	۱۵	هویك ـ رود	هر یك ـ ریزد
۵۸	۴	غرا	غزا
"	۱۶	دگر	وگر
۶۰	۱۲	بیداری	بیدرائے
۶۴	۱۵	گویا	گو با
۶۷	۶	درین	ور این
۷۳	۴	یابد	پا بر
۷۷	۴	کاری	کارمے
"	"	بیداری	بیدار
"	۷	کفند	گفتند
۸۱	۶	احتر	اختر
۸۲	۱۱	مستن	بستن

صفحه	سطر	غلط	صحیح
۸۸	۱۸	سو	سر
۹۱	۱	قبلش	تلبش
۹۴	۱۲	تند و تند	تیز و تند
"	۱۹	ستاره	ستاده
۹۵	حاشیه	سپدن	سپردن
۹۷	۴	زردی زد	به زردی زد
۹۹	۷	دو	در
"	۱۲	"	"
۱۰۰	۱۳	زربی	زرین
۱۰۲	۱۳	بنائے	برائے
"	۱۷	درمند	زورمند
۱۰۶	۱۳	نجم	ترنجم
۱۰۷	۱	و	ز
۱۱۳	۵	بران	پر آن
"	۶	فشاندند	فشاندن
۱۱۵	۱۸	هر پیکش †	هر بیلکش
۱۱۸	۶	گاه	به گاه
۱۲۹	۵	زکوه	زکوهے
"	"	کروه	کروهے
۱۳۸	حاشیه	ن ‡	ك ‡
۱۴۷	۱۳	اجزائے	افزائے
۱۴۴	۱۴	دگر	وگر
"	۱۶	بس	پس

ملنے کا پتہ :—

دفتر مخطوطات فارسیہ

لال ٹیکری - حیدرآباد دکن

—— * ——

قیمت فی نسخہ (مجلد) ———— چار روپیہ

" " " بیرون ہندوستان ———— چھہ شلنگ

(تاجروں کو معقول کمیشن دیا جائے گا)